بابل اقتدا لے اہل خبرت وفطانت

آیاتنا تکلم ...
ی فلا خوف
صلوٰۃ والسلام
لا یزال ھذا
علیھم اثنا عشر
منھا به اسمھم خلیفا
رحمة ربه الجلیل
این رساله است
و دوان مشتمل

فصل اول در بیان حقیقت امامت

بدانکه این فصل مشتمل بر دو قسم است قسم اول در ذکر چندی از کمالات انبیاء
... که در تحقیق معنی امامت دخل دارد باید دانست که
... امام ظل نبوت و امامت ظل رسالت احکام نائب
... پیغمبران شناخت حقیقت ظل را از حقیقت اصل
... انبیا علیهم تعداد چندی از کمالات رسل علیهم الصلوٰة
... که در تحقیق معنی امامت دخل دارد درین مقام لازم آمد
بدانکه مقامات انبیاء و کمالات ایشان هر چند بسیار از بسیار
... از حد شمار که در حصار آن اشتغال نمودن ... تقسیم نموده است
... لیکن آنچه از کمالات ایشان در تحقیق معنی امامت دخل
... پنج اصل راجع میشود و حاصل امامت ولایت و بعثت و هدایت

سب سے بہتر ایسا اللہ ہے کہ جس نے فرمایا ہے جو آوے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایتیں جو کوئی پیروی کرے میری ہدایت کی پس نہیں خوف اُن پر اور نہ اُنکو غم اور رحمت کاملہ اور سلام نازل ہو بہترین خلق پر کہ نام پاک اُنکا محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کا ارشاد ہے ہمیشہ یہ دین قائم رہیگا یہانتک کہ قیامت قائم ہووے اور ہوویں اُن پر بارہ خلیفے سب کے سب قریشی ہوں اور اُن کی آل پر اور اُن کے

دوستوں پر سب پر

حمد و صلوٰۃ کے بعد بندہ ضعیف امیدوار رحمت خدائے جلیل کمترین بندگان محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ اس رسالہ مسمی ... امامت میں امامت کی حقیقت کا بیان

اور اُس کے اقسام کا ذکر ہے اور اُس کی دو فصلیں ہیں

پہلی فصل میں امامت کی حقیقت کا بیان ہے

اس فصل کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم میں حضرات انبیاء علی نبینا و علیہم السلام کے چند کمالات کا ذکر ہے کہ جو تحقیق معنی امامت میں دخل رکھتے ہیں معلوم کرنا چاہیے کہ امام نائب رسول ہے اور امامت ظل رسالت ہے نائب کے احکام کی تحقیق منیب کے احکام سے پہچاننا چاہیے اور ظل کی حقیقت اصل کی حقیقت سے جاننا چاہیے بنا برین اس مقام پر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے چند کمالات کی تعداد کہ تحقیق معنی امامت میں اُنکو دخل ہے لازم آئی مقدر بیان کر ... کہنا ہو کہ مقامات انبیاء اور کمالات مرسلین ہر چند بسیار از بسیار خارج از حد شمار ہیں ... کہ احاد ... سے ہیں ... اور ... لیکن جو کچھ کمالات کہ تحقیق معنی امامت میں دخل رکھتے ہیں اُن کا حاصل پانچ اصل ہیں ... نبوت و ولایت و بعثت و ہدایت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی قال فاما یاتینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون والصلوۃ والسلام علی اکرم الخلق محمد الذی قال لا یزال ہذا الدین قائما حتی تقوم الساعۃ او یکون علیہم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد حیران سراپا عصیان ابوحنیف عبد اللطیف قریشی شہسوری غفر اللہ ولوالدیہ عرض پرداز ہے کہ ایک روز جناب فیضمآب مخدوم مکرم منشی محمد اسحاق صاحب سلمہ اللہ نے منصب امامت جناب مقبول بارگاہ رب مجید مولانا محمد اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے ارشاد فرمایا ہر چند خاکسار نے اپنی ہیچمدانی پر خیال کرکے اس امر انکار کیا لیکن جناب ممدوح کی کرم نوازی اور حسن ظنی نے نہ چھوڑا کہ اس امر سے اعراض کیا جاے چار ناچار بنام پروردگار خامہ رہوار کو اس میدان دشوار گذار کی طرف بڑھایا اور جو کچھ خیال نارسا میں سنہ تیرہ سو چھ ہجری میں اوراق ابیاض پر اس کا نقشہ کھینچا جناب باری سے دعا ہے کہ اسکو مقبول خاص و عام فرمائے اور قیامت تک لوگوں کو اس کا نفع پہنچائے اب ارباب سخن کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس کتاب میں جس مقام پر خطا اور لغزش ملاحظہ فرمائیں بعین صواب اصلاح فرما کر چشم پوشی کو کام میں لائیں اسلئے کہ بھول چوک انسان کا قدیم شعار ہے لاریب منزہ عن عیوب ذات پروردگار ہے

والسلام علی من اتبع الہدی

بدانکہ منصب وجاہت را سہ شعبہ است محبوبیت
بنسبت رب العالمین وعزت در ملائکہ مقربین وساطت
بنسبت عباد صالحین۔ واین وساطت را بلفظ
سیادت تعبیر توان کرد پس منصب وجاہت مرکب باشد
از محبوبیت وعزت وسیادت وچنانکہ این منصب
برای انبیاء اللہ ثابت است کما قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ
آل عمران إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ
بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ وفی سورۃ الاحزاب يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ
اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا
برای دیگر عباد مقربین را ہم علی حسب قدرہم این منصب
جلیل القدر بدست می آید چنانچہ در حدیث وارد شدہ
لَا يَزَالُ يَتَقَرَّبُ عَبْدِي بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أُحِبَّهُ
فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ
الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي
يَمْشِي بِهَا وَلَئِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ
ونیز وارد شدہ مَنْ عَادَىٰ لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ
ونیز وارد شدہ أُولَٰئِكَ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي ہرچند
این وجاہت مذکورہ برای انبیاء اللہ ودیگر خواص عباد اللہ
ثابت است فاما این وجاہت دو قسم است قسم اول
وجاہت اجتبائی قسم ثانی وجاہت کسبی این معنی را
بنحوی تمثیلی ایضاح باید کرد بیانش آنکہ چنانچہ امرای
عالی مقام ورؤسای ذوی الاحترام وجاہتے بحضور
بادشاہی البتہ حاصل می باشد لکن حصول آن بدو طریق

واضح ہوا کہ منصب وجاہت کے تین شعبے ہیں اول محبوبیت
بہ نسبت رب العالمین۔ دوم عزت بہ زمرۂ ملائکہ مقربین سوم وساطت
فیض بہ نسبت بندگان صالحین اور وساطت کو سیادت بھی کہہ سکتے
ہیں بنظر بریں منصب وجاہت محبوبیت اور عزت اور سیادت سے
مرکب ہوتا ہے جیسا کہ جناب باری جل مجدہ نے یہ منصب حضرات
انبیاء علیہم السلام کو عنایت فرمایا ہے ایسے ہی بندگان مقربین کو بھی علیٰ قدر
مراتب اس رتبہ جلیل القدر پر پہنچایا ہے چنانچہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت
سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے (ترجمہ جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم
تحقیق اللہ خوشخبری دیتا ہے تجھکو ساتھ کلمہ کے اپنی طرف سے کہ اسکا نام مسیح ابن مریم
ہے دنیا اور آخرت میں صاحب رتبہ والوں سے ہے) اور سورۂ احزاب میں ہے (ترجمہ
اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت ہو مثل ان لوگوں کے کہ تکلیف دی موسیٰ کو پس
بری کر دیا انکو اللہ نے اس چیز سے کہ کہا انہوں نے اور تھے نزدیک اللہ کے
صاحب وجاہت) اور بندگان بارگاہ کی نسبت حدیث میں یوں وارد ہوا ہے
(ترجمہ میرا بندہ برابر نزدیکی حاصل کرتا ہے ساتھ نوافل کے یہاں تک کہ
میں دوست کر لیتا ہوں اسکو میں اسکی سماعت ہو جاتا ہوں کہ اس سے سنتا ہے
اور اسکی بینائی کہ اس سے دیکھتا ہے اور اسکے ہاتھ کہ چھوتا ہے اس سے اور پیر کہ چلتا ہے اس سے
اور البتہ اگر مانگے مجھ سے بیشک دونگا میں اسکو اور البتہ اگر پناہ مانگے مجھ سے پناہ دوں اسکو)
اور یہ بھی انکی شان میں ہے (ترجمہ جس نے میرے واسطے ولی بنایا پس
تحقیق وہ روبرو ہوا میرے لڑائی کو) اور یہی انکی نسبت ارشاد ہے
(ترجمہ یہی لوگ ہیں کہ انکی بزرگی میرے ہاتھ میں ہے) ہر چند
یہ وجاہت مذکورہ انبیاء علیہم السلام اور دیگر خاصان
بارگاہ خداوندی کو ثابت ہے لیکن اس کی دو قسمیں ہیں
قسم اول وجاہت اجتبائی قسم دوم وجاہت کسبی
اس کی مثال ایسی ہے جیسے امراء عالی مقام
اور رؤسا ذوی الاحترام کو ایک قسم کی
وجاہت درگاہ بادشاہی میں حاصل
ہوتی ہے لیکن اس کا حصول دو طریق پر

وشناسات پس تحقیق مفہومات این کمالات خمسہ در ضمن
تنبیہات خمسہ بیان باید نمود تنبیہ اول در تحقیق معنی
وجاہت باید دانست کہ انبیاء علیہم السلام بحضور
حضرت رحمان بہ نسبت جمیع افراد انسان نوعی از امتیاز
ثابت است کہ بہ نگاہ مہربانی منظور اند و بلطف ربانی مسرور
بہ نعمت انعام سرفراز اند بمزید اکرام ممتاز یا سمین چمن محبوبیت
اند۔ اورنگ نشین انجمن مقبولیت۔ [illegible] اند
افسران املاک قدس اند بتفویض مناصب [illegible] اند
و در سر انجام مہمات فخیمہ فائق سرداران محافل کروبیان اند
وسران عساکر قدوسیان۔ ہمت ایشان مفتاح اغلاق
ابواب است۔ و دعای ایشان بلا ریب مستجاب۔ محب
ایشان محبوب حضرت رب الارباب است۔ مبغض ایشان
مبغوض آنجناب محبت ایشان باعث رفع درجات
و توسل ایشان وسیلہ نجات۔ انسلاک در سلک ایشان
جالب عطیات است۔ و انہماک در اتباع ایشان دافع
بلیات منبع فیض [illegible] ارباب۔ اونٰی
مساعی متوسل ایشان [illegible] مساعی
متبع ایشان [illegible]
از صغائر [illegible] ایشان [illegible] مشابہ
کوہ کندن و کاہ برآوردن [illegible] اعمال سہل است
کہ از متوسل ایشان سر میزند [illegible]
دنیا و آخرت میگردد و نقرب الٰہی [illegible] ایشان شاہراہ
سلوک آن [illegible] سہل است
آسان [illegible] توسل ایشان [illegible] گردی [illegible] مسلمان
[illegible]

وشناسات سوا[illegible] کی معانی کی تحقیق تنبیہات
خمسہ کے ضمن میں کیجاتی ہے۔ پہلی تنبیہ وجاہت کے معنی
کی تحقیق میں ہے۔ جاننا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام کو
بحضور حضرت رحمان بہ نسبت جمیع افراد انسان ایک نوع کا
ثابت ہے کہ منظور نظر عنایات خداوندی [illegible] لطف
ربانی سے مسرور الوقت اور خوشحال ہیں۔
ہیں بہ ترقی اکرام نامتناہی سرفراز محبوبیت کے چمن کے یاسمین ہیں
مقبولیت کے انجمن کے اورنگ نشین۔ انس کے افلاک کے افسر
قدس کے افلاک کے ہیں مناصب عظیمہ کی تفویض انہیں کی ذات
بابرکات کو زیبا ہے۔ اور مہمات فخیمہ کا سر انجام انکے
ساتھ خوشنما ہے کروبیان کی محفل کے سردار ہیں قدسیوں
کے سربراہ کار ہیں انکی ہمت اور اولوالعزمی در ہائے
انکی دعا بلا ریب مقبول بارگاہ رب مجیب ہے انکا دوست محبوب
رب الارباب ہے انکا دشمن دشمن آنجناب ہے انکی محبت باعث ترقی
ہے انکا توسل وسیلۂ نجات ہے انکی تقلید جالب عطیات ہے انکا اتباع
دافع بلیات ہے۔ منبع فیض غیب ہیں مخزن اسرار لاریب ہیں
انکے متوسلین کی ادنیٰ سی سعی بدرجۂ غایت مشکور ہوا کے
متبعین کا بڑے سے بڑا گناہ فی الحال مغفور ہے۔ بہت سے
ریاضات شاقہ کہ ان کے بیگانے مرتاض سے عمل میں لائے
ہیں۔ آخر کو کوہ کندن اور کاہ برآوردن کے مصداق
کہلاتے ہیں اور بہت سے سہل اعمال کہ ان کے متوسل
کے ذات سے صدور پاتے ہیں بلا ریب ثمرۂ نجات دنیا
و آخرت بنجاتی ہیں۔ نزدیکی بارگاہ خداوندی انکے توسل سے
وہ شاہراہ ہے کہ جسکا طے کرنا سالکان طریقت پر نہایت سہل
اور آسان ہے اور بدون توسل انکی کے محض ہرزہ گردی
اور کوچہ نوردی ہے سمر و سامانی سے سو مراد وجاہت
سے یہی ہے کہ جس کا ہمنے ذکر کیا اور اس بیان سے بھی

[illegible] کہینچے والا [illegible] رواحت کنندہ [illegible]

چنانچہ حدیث لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ بِالنَّوَافِلِ الخ
اشارت ست بوجاہت کسبی۔ و کریمہ وَاصْطَنَعْتُکَ
لِنَفْسِیْ و کریمہ وَاجْتَبَیْنٰهُمْ وَهَدَیْنٰهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ و کریمہ وَاَلْقَیْتُ عَلَیْکَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ
وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ و حدیث اُولٰئِکَ غَرَسْتُ کَرَامَتَهُمْ
بِیَدِیْ کنایت ست از وجاہت اجتبائی و آن مخصوص
است باخص عباد اللہ از انبیاء مرسلین و اکابر صدیقین۔

تنبیہ ثانی در بیان حقیقت ولایت

باید دانست کہ انبیاء علیہم السلام را در معاملات روحانی و کمالات انسانی
بہ نسبت عموم ناس اعتبارے می باشد کہ از حضرت الارباب
قابل خطاب اند و حامل کتاب باشارات غیبی مامور اند۔
و بہ بشارات لاریبی مستبشر۔ پرورش یافتہ بستان تکریم اند
و تربیت یافتہ دبستان تعلیم۔ سربلندان مجالس تعظیم اند
و دانشمندان مدارس تفہیم۔ مخزن اسرار احکام اند۔ و مورد
انوار الہام منور بنور بوارق ملکوت اند۔ و مؤید بظہور خوارق
ناسوت۔ بنور ایقان و حکمت معمور اند۔ و در بحر اجتناب
خشیت مغمور۔ بکمال محبت و موالات موصوف اند و
بادراک لذت مناجات مشغوف۔ در مقام حب فی اللہ
راسخ القدم اند۔ و در معرکہ بغض فی اللہ صاحب علم۔
در ابواب خضوع بغایت ہوشیار اند۔ و در آداب
خشوع نہایت تجربہ کار۔ در شدت خوف و رجا بسان
سیماب در اضطراب اند۔ و بقوت محو و فنا مثل شبنم در
آفتاب۔ در تعظیم رب کریم بغایت مؤدب اند و در معاملہ
رضا و تسلیم نہایت مہذب۔ و در تبتل و تجرید چست و چالاک
اند۔ و در توکل و تفرید مطہر و پاک۔ و در قطع علائق نفسانی

چنانچہ حدیث میں وارد ہے (ترجمہ) میرا بندہ برابر نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے
ساتھ نفلوں کے۔ آخر حدیث تک۔ وجاہت کسبی کی طرف
اشارہ ہے اور آیت کریمہ (ترجمہ) اور بنایا میں نے تجھکو خاص اپنے
واسطے۔ اور (ترجمہ) اور برگزیدہ کیا میں نے انکو اور ہدایت کی میں نے
انکو طرف راہ سیدھی کے۔ اور (ترجمہ) اور ڈالی میں نے محبت
تجھپر اپنی طرف سے اور تاکہ تیار ہو تو میری آنکھ کے سامنے۔ اور حدیث
(ترجمہ) یہی لوگ ہیں کہ انکی بزرگی میرے ہاتھ میں ہے۔ وجاہت
اجتبائی کی طرف مشیر ہے اور یہ خاص ترین بندگان خدا کے
ساتھ مخصوص ہے جو انبیاء مرسلین اور اکابر صدیقین ہیں

دوسری تنبیہ ولایت کی حقیقت کے بیان میں ہے

معلوم کرنا چاہیے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو معاملات روحانی
اور کمالات انسانی میں بہ نسبت عوام الناس یہ درجہ کا اعتبار ہے کہ بارگاہ پروردگار
سے قابل خطاب ہیں اور حامل کتاب باشارات غیبی مامور ہیں اور بہ بشارات لاریبی
مستبشر پرورش یافتہ چمنستان تکریم ہیں اور تربیت یافتہ دبستان تعلیم
سربلندان مجالس تعظیم ہیں اور دانشمندان مدارس تفہیم مخزن اسرار
احکام ہیں اور مورد انوار الہام عالم ملکوت کے شعاعوں کے نور سے
منور ہیں اور عالم ناسوت کے معجزات کے ظہور سے مؤید اور مظفر
یقین اور حکمت کے انوار سے معمور ہیں اور دریائے پرہیزگاری اور خوف میں
سراپا مستغرق اور مغمور محبت خدا اور دوستی کبریائے مالا مال ہیں اور
بوجہ حصول لذت مناجات عاشق دیدار ذو الجلال مقام الحب فی
اللہ میں ثابت قدم ہیں اور معرکہ البغض فی اللہ میں صاحب علم
ابواب خضوع میں نہایت ہوشیار ہیں اور آداب خشوع میں کمال تجربہ کار
شدت خوف و رجا سے مانند سیماب بے قرار ہیں اور بکمال شوق مثل شبنم
در آفتاب محو دیدار تعظیم رب کریم میں بدرجہ غایت مؤدب ہیں اور معاملہ
رضا و تسلیم میں نہایت مہذب تبتل اور تجرید میں چست و چالاک ہیں
اور توکل و تفرید میں مطہر اور پاک قطع تعلقات نفسانی میں

۱ اسرار کرنے والے ۱۲ ۲ بزرگان ۱۲ ۳ کئے گئے ۱۲ ۴ حساب ۱۲ ۵ دوبے
جھکے ۱۲ ۶ دوستی رکھنا خدا میں ۱۲ ۷ دشمنی کرنا خدا میں ۱۲ ۸ بیرہ ۱۲ ۹
عاجزی ۱۲ ۱۰ انکساری ۱۲ ۱۱ ڈر ۱۲ ۱۲ امید ۱۲ ۱۳ علیحدگی ۱۲ ۱۴ جدائی ۱۲

مشہور می شود اول آنکہ شخصے کمالات نفسانی کہ مرغوب مالک ست حاصل کردہ و خدمات شائستہ بجا آوردہ تکالیف و رنج بیش از بیش در امتثال اوامر او بر خود گوارا ساختہ و جان و مال و عزت و آبرو در اطاعت او در باختہ پس نظر بہ لیاقت و اطاعت او عنایت مالک بحال او متوجہ گردیدہ و او را مقام وجاہت بدست آمدہ و طریق ثانی آنکہ بادشاہ حکیم ارادہ فرماید کہ کسے را تربیت و تادیب نمودہ بر منصب امارت و وزارت قائم گرداند بناء علیہ طفلے را از رعایائے خود ممتاز فرمودہ بحلیہ خاص ملقب نماید و او را بذات خود تربیت و تادیب فرماید و در کنف ولایت و کفالت خود پرورش کند و نہال تربیت او را بزلال عنایت خود آب دہد حتی کہ بسایہ حمایت خود بکمال نشو و نما رساند و بہ ثمر ثمرات مقصود گرداند باز کمالات تعلیمیہ خود را در نظر حضار حضور بانواع تدبیرات بر روے کار آرد و منصب مقصود بہ او سپارد اگرچہ منصب مذکور بالفعل بظاہر نظر بظہور کمالات او مسلم شدہ فاما منصب مذکور فی الحقیقت ہمان وقت باو مسلم شدہ بود کہ او را در سن طفولیت برائے اقامت این منصب پرورش فرمودہ بود پس این منصب و وجاہت اول حاصل گردید و حصول کمالات و ادائے خدمات از فرع اوست پس وجاہت اولی مترتب ست بر تحصیل کمالات و ادائے خدمات بخلاف ثانی کہ حصول کمالات و ظہور خدمات مترتب ست بر حصول وجاہت ہمچنین خواص عباد اللہ را نیز بحضور مالک علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق منصب وجاہت بدو طریق حاصل می شود اول نتیجہ ادائے عبادات ست و ثانی اصل اصول ہمہ کمالات

مشہور ہوتا ہے اول یہ ہے کہ ایک شخص نے کمالات نفسانی پسندیدۂ خداوند حاصل کئے اور خدمات شائستہ بارگاہ بجا لائے اور تکالیف بسیار اور رنج بیشمار کا صدمہ بجا آوری ارشاد میں اپنی ذات پر اُٹھایا اور جان و مال اور عزت و آبرو کو اسکی اطاعت اور فرمانبرداری میں لوٹایا پس نظر بہ لیاقت و اطاعت اسکے عنایت خداوندی والطاف بادشاہی اُسکے حال کی طرف متوجہ ہوئیں اور اُسکو مقام وجاہت حاصل ہوا دوسرے طریق کا بیان ہے کہ بادشاہ دانا چاہیے کہ کسی کو مہذب اور مؤدب فرما کر منصب امارت اور وزارت پر قائم کرے بنا بریں کسی لڑکے خورد سال کو رعایا سے ممتاز اور خوش حال فرما کر حلیۂ خاص کے ساتھ ملقب فرمائے اور اسکو بذات خود معرض تادیب و تربیت میں لائے اور سایۂ ولایت اور ظل کفالت میں اُسکی پرورش کرے اور اُسکی تربیت کے نہال کو اپنی عنایت کے زلال سے تر و تازگی اور شادابی بخشے یہانتک کہ اپنے سایۂ حمایت میں اُسکو کمال نشو و نما پر پہنچا دے اور ثمر ثمرات مقصود کرے بعد اسکے کمالات تعلیمیہ کو حاضری حضور کی نظر میں اقسام اقسام کی تدبیروں کے ساتھ ظاہر کرے اور منصب مقصود اسکو مرحمت فرمائے۔ اگرچہ یہ تفویض منصب بالفعل بنظر ظاہر اُسکے کمالات ظاہری کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت یہ مرتبہ اُس کو اُسی وقت مسلم ہو چکا تھا کہ جب ایام طفولیت میں بادشاہ نے اس منصب دینے کے لیے اُس کی پرورش فرمائی تھی۔ الحاصل منصب وجاہت اول حاصل ہوا اور حصول کمالات اور ادائے خدمات اُس کی فرع ہے پس وجاہت اولی تحصیل کمالات اور ادائے خدمات پر مترتب ہے بخلاف ثانی کہ اسمیں کمالات کا حصول اور خدمات کا ظہور وجاہت کے حصول پر موقوف ہے ایسے ہی خاصان بارگاہ کو بادشاہ علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق کے حضور میں دو طریق پر منصب وجاہت حاصل ہوتا ہے اول نتیجہ ادائے عبادات اور ثانی اصل اصول جملہ کمالات

لہ ۹ رجب سنہ ۵۳ لڑکیں ۱۲

جاری وساری می نماید پس ہر کمال ایشان برنگے دیگری از دیگر
ممتاز از کمالات اولیاء دیگر اول عبودیت است وثانی
عصمت معنی عبودیت آنست کہ ایشان را با وجود اتصاف بہ
این کمالات نقصان ذاتی خود دائما ملحوظ خاطر می مانند
این کمالات را مثل لباس مستعار می انگارند و مثابہ تقلب
لیل و نہار می شمارند و دائما بمحض فضل رب العالمین نظر
می دارند و بہر حال شکر او بجا می آرند و گاہے خود را از حد بندگی
نمی گذرانند وہمیشہ راہ تادب می روند و ادنی مراتب گستاخی و
شوخ چشمی ہرگز روا نمی دارند و نوعے از ناز و تبختر بخیال
نمی آرند از سکر و شطح بیزار اند و از شورش مستی دست بردار
ہمیشہ راہ بندگی پویند و زیادت سرافگندگی می جویند
علی الدوام تضرعات عبودیت می دارند نہ ادعائے مرتبہ
الوہیت۔ بسان خاک خاموش اند نہ مثل آتش در
جوش۔ در مقام تجرید و تفرید از بندگان الہی متنفر نشوند
و حقوق ذوی الحقوق تلف نکنند و در مقام توکل راہ مستان
لا یعقل نروند و طریقہ تادب را کہ عبارت از رعایت اسباب
است بالکل از دست ندہند و بنا بر شوق لذت مناجات
از گم گشتگان بادیہ ضلالت دامن نکشند بلکہ تخلل اوقات
مناجات در ارشاد و ہدایت ایشان ہمت بر گمارند
در مقام حسن خلق مداہنت در دین متین و مساہلت در احکام
رب العالمین گوارا نمی کنند و ہرگز بہ این راہ ناروا نمی روند
و در مقام سخاوت و سماحت اسراف را راہ ندہند و در مقام
شجاعت و شہامت تابع جوش غضب نفس نیستند بلکہ
افعال و اقوال ایشان از اقتضائے اخلاق کاملہ ایشان
صادر نیست بلکہ از محض اطاعت رب العالمین ست و بس

جاری اور ساری کرتا ہے پس انکا ہر کمال دوسرے رنگ میں ظاہر
ہوتا ہے کہ اولیاء کے کمالات سے ممتاز اور جدا ہے اول
عبودیت[1] ثانی عصمت[2] عبودیت کے معنی یہ ہیں کہ یہ حضرات
با این ہمہ کمالات اپنے نقصان ذاتی کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور
ان کمالات کو مثل لباس مستعار اور ناپائدار جانتے ہیں اور گردش
لیل و نہار کے مشابہ پہچانتے ہیں ہمیشہ محض فضل رب العالمین پر
نظر رکھتے ہیں اور ہر حال میں شکر پروردگار بجا لاتے ہیں اور کبھی حد بندگی
سے تجاوز نہیں فرماتے ہمیشہ راہ ادب میں چلتے ہیں گستاخی اور شوخ چشمی
کو ادنی سے مرتبے کی بھی ہرگز ہرگز روا دار نہیں ہوتے کسی قسم کا
ناز و تبختر خیال میں نہیں لاتے نشہ اور بیہودہ باتوں سے بیزار ہیں اور
شورش و مستی سے دست بردار ہمیشہ راہ بندگی میں پویاں ہیں اور
زیادتی سرافگندگی کے جویاں۔ رات دن تضرع و زاری جناب باری
میں اپنی نسبت انکا اشتغال ہے معبودیت اور الوہیت کا دعوی اور
ارادہ ان کی ذات سے محال ہے یہ مانند خاک کے خاموش ہیں مثل
آتش پر جوش۔ مقام تجرید و تفرید میں بندگان خدا سے انکو نفرت
نہیں ہے اور حقداروں کے حقوق ضائع کرنا انکی عادت نہیں
مقام توکل میں مستان بے عقل کی راہ پر نہیں چلتے اور طریقہ تادب
کو رعایت اسباب اسکو کہتے ہیں بالکل ہاتھ سے نہ دیں اور شوق
لذت مناجات گم گشتگان بادیہ گمراہی سے دامن نہ چھڑائیں بلکہ
مناجات کے اوقات میں خلل گوارا کر کے ان کی ہدایت
میں صرف ہمت اپنی فرمائیں مقام حسن خلق میں سے کم ہمتی
اور سہل انگاری دین متین اور احکام رب العالمین میں گوارا
نہیں فرماتے ہرگز ہرگز اس راہ ناروا کی طرف قدم نہیں
اٹھاتے مقام سخاوت اور سماحت میں اسراف کو راہ
نہ دیں معرکہ شجاعت اور سرداری میں جوش و خروش کا نام نہ لیں
الحاصل ان کے افعال اور اقوال انکے اخلاق کاملہ کے باعث
سرزد نہیں ہوتے بلکہ محض اطاعت رب العالمین انکے ظہور کا موجب ہے

[1] بندگی ۱۲ [2] پاک دامنی ۱۲

بیباک اند و در قلع وساوس شیطانی سفاک نہ بطہارت فطرت
مجبول اند و بعبادت رب العزت مشغول ۔ آتش محبت حق در دل
افروختہ اند و غیر حق را سراسر سوختہ ۔ در زہد و قناعت بی بدل اند
و در صبر و استقامت ضرب المثل ۔ در حل مشکلات فہم ممتاز اند
و در سر انجام مہمات ہمت بلند پرواز مخزن عقل و علم اند و معدن
عفو و حلم مجمع خلت و وفا اند و منبع عفت و حیا ۔ بر کافۂ خلائق رحیم
اند و در مراعات علائق کریم ۔ یگانہ ہر بیگانہ اند و ہمائے ہر خانہ ۔
در پے ہر گریزندہ دوان اند و در پیش ہر گزندہ سرگردان ۔ ابر
نیسان سخاوت اند و بہار گلستان سماحت ۔ شیران بیشۂ
شجاعت اند و دلیران میدان شہامت ۔ راست باز اند
سیر چشم و دشمن نواز ۔ در مکارم اخلاق یگانۂ آفاق اند و نسبت
طالبین حق عاشق و مشتاق ہمین ست مقصود از لفظ ولایت
درین مقام از ہمین بیان واضح گشت کہ مرتبۂ ولایت را
سہ شعبہ ست اول معاملات صادقہ مثل الہام و تعلیم و
تفہیم غیبی و حکمت دوم مقامات کاملہ مثل محبت و خشیت و
توکل و رضا و تسلیم و صبر و استقامت و زہد و قناعت و تفرید و
تجرید سوم اخلاق فاضلہ مثل علو ہمت و وفور شفقت و حلم و
حیا و محبت و وفا و صدق و صفا و سخاوت و شجاعت و
امثال و ذٰلک پس گویا منصب ولایت را ازین سہ شعبہ مرکب
توان گفت ہر چند این ولایت جمیع خواص عباد اللہ را
حاصل می شود چنانچہ کریمۂ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ
عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ
برآن دلالت میدارد و لکن ولایت این کسان رنگ دیگر میدارد
بیانش آنکہ حق جل و علی دو کمال بس عظیم از خزانۂ خاص خود
بایشان عطا می فرماید آن ہر دو را و تمامی کمالات مذکورہ

بیباک ہیں اور دفع وساوس شیطانی میں سفاک ستھرائی اور پاکدامنی
ابتدا سے انکی جبلی اور معمولی ہے اور عبادت رب العزت میں رات
دن انکی مشغولی آتش محبت حق سے انکا دل افروختہ ہے اور غیر
حق انکے نزدیک سراسر سوختہ ۔ زہد و قناعت میں بے بدل
ہیں اور صبر و استقامت میں ضرب المثل حل مشکلات فہم میں ممتاز
ہیں اور سر انجام مہمات عالی بلند پرواز عقل و علم کے مخزن ہیں
اور عفو و حلم کے معدن ۔ مجمع خلت و وفا ہیں اور منبع عفت و
حیا ۔ جمیع خاص و عام کے حال پر رحیم ہیں اور تمام تعلقات کی
رعایت میں کریم ۔ یگانہ بیگانہ ہیں اور ہمائے ہر خانہ ۔ ہر بھاگنے
والے اور نفرت کرنے والے کے پیچھے رواں دواں ہیں کہ راہ پر
لائیں اور ہر ایک ستانیوالے اور ایذا دینے والیکے پیچھے سرگرداں ہیں کہ
انکو اُسکی عادات سے باز رکھکر سایۂ عاطفت میں پہنچائیں ۔
سخاوت میں ابر نیساں ہیں اور سماحت میں بہار گلستان شجاعت
اور بہادری کے جھاندہ کے شیر ہیں شہامت اور سرداری کے
میدان میں دلیر سیر چشمی اور راستبازی انکا کام ہے دوست پروری
اور دشمن نوازی انکا سر انجام ۔ مکارم اخلاق میں یکتائے زمانہ ہیں
طالبان حق کے عاشق اور پروانہ ۔ الحاصل اس مقام پر کہ القیام
میں مقصود لفظ ولایت سے یہی ہے کہ معروض ہوا ۔ ایسے بیان سے ظاہر
ہوا کہ مرتبہ ولایت کے تین شاخیں ہیں اول معاملات صادقہ
مثل الہام و تعلیم و تفہیم غیبی و حکمت دوم مقامات کاملہ مثل محبت و
خشیت و توکل و رضا و تسلیم و صبر و استقامت و زہد و قناعت و
تفرید و تجرید سوم اخلاق فاضلہ مثل علو ہمت و وفور شفقت و حلم و حیا
محبت و وفا و صدق و صفا و سخاوت و شجاعت وغیرہ گویا منصب
ولایت ان تین شعبوں سے مرکب ہے ہر چند یہ ولایت جمیع بندگان خاص کو حاصل ہوتی
ہے چنانچہ آیت کریمہ (ترجمہ) خبردار تحقیق دوست اللہ کے نہیں خوف اوپر
انکے اور نہ وہ غمگین ہونگے جو ایمان لائے اور تھے پرہیزگار ۔ اسپر دال ہے لیکن ان
مقبولان بارگاہ کی ولایت کا رنگ اور ہی ہے جس کا بیان یہ ہے کہ
خداوند ذو الجلال بہت بڑے دو کمال اپنے خزانۂ خاص سے
انکو عطا فرماتا ہے اور ان دونوں کو تمامی کمالات مذکورہ میں

مذکور خواہد گردید ان شاء اللہ تعالیٰ تنبیہ ثالث در بیانِ حقیقتِ بعثت۔ باید دانست کہ انبیاء علیہم السلام مامور می شوند بہ تبلیغ احکام بسوے خواص و عوام و بعثت را یکے صورتِ ظاہرہ است و یکے حقیقتِ باطنہ ظاہرش ہمین است کہ از جانبِ حق جلّ علیٰ بطریقِ وحی یا الہام امرِ تبلیغ احکام بہ ایشان برسد و حقیقتش آنست کہ رحمتِ فراوان و شفقتِ بے پایان بہ نسبتِ مبعوث الیہم در قلوبِ ایشان القا فرماید بمشابہ القاے شدّتِ محبّت و فورِ شفقت در قلوبِ آبائے بہ نسبت ابناء پس چنانکہ گستاخی ابناء و آوارگی آنہا باعث رنج و تاب و قلق و اضطراب در قلوبِ آباء می گردد حتّی کہ تلفِ جان و مال در پے تادیب و تعلیم ایشان بر خود گوارا می سازند و چہ قدر جد و جہد بلیغ بجا می آرند و راحتِ ایشان را بعینہ راحتِ خود می انگارند و رنج ایشان را بعینہ رنج خود می شمارند و از تہِ دل خواہانِ بہبودِ ایشان می باشند و دائما جویاے سودِ ایشان می شوند و چار و ناچار در پے ایشان می دوند و کشان کشان در پسِ ایشان می روند خواہ از جانبِ بادشاہِ زمان باین خدمت مامور شوند خواہ نشوند بلکہ اگر مامور ہم شوند و سعیِ بلیغ بجا آرند و باز بتقدیرِ الٰہی اثرِ تادیب و تعلیم در ایشان جلوہ گر نگردد ہر آئینہ شکستہ خاطر و مضطرب القلب مانند اگرچہ از طرفِ خود امتثالِ امر نمودند و حقِ خدمتِ مفوضہ بوجہِ اتم ادا کردند آئندہ اگر بتقدیرِ الٰہی واقع نشد باین سبب می دانند کہ ہیچ گونہ عتابِ بادشاہی بحالِ ما متوجہ نیست و ہیچ قصورے بما عاید نہ بلکہ اگر خود بادشاہ بصد زبان ہزار تحسین و آفرین بر حسنِ خدمت گزاری آنہا فرماید ہر آئینہ پریشانیِ دل و ملال خاطر از ایشان زائل نگردد ہمچنین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام را بہ نسبتِ قومِ خود بوجہے شفقتِ کاملہ می باشد کہ از آوارگی آنہا

ان شاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوں گے تیسری تنبیہ میں بعثت کی حقیقت کا بیان ہے۔ واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام خاص و عام کی طرف احکام پہنچانے کے واسطے مامور ہوتے ہیں اور بعثت کی ایک صورت ظاہری ہے اور ایک حقیقت باطنہ ظاہر اسکا یہی ہے کہ جناب باری بطور وحی یا الہام انکو تبلیغ احکام کا ارشاد فرمائے اور حقیقت اُنکی یہ ہے کہ کمال رحمت اور نہایت شفقت اُنکے دل میں ڈالے کہ ہر حال میں اُمّت کے مہربان اور غمخوار ہیں اور ماں باپ کی محبت سے زیادہ اُنکے ساتھ محبت رکھیں جس طرح ہے کہ بیٹوں کی گستاخی اور آوارگی باپوں کے دل میں غصہ اور پیچ و تاب قلق اور اضطراب پیدا کرتی ہے یہاں تک کہ وہ انکی تادیب اور تعلیم کے پیچھے جان و مال کا ضائع کرنا اپنی ذات پر گوارا فرماتے ہیں اور بکمال جد و جہد اُن کی درستی اور اصلاح میں بجا لاتے ہیں اور اُن کی راحت بعینہ اپنی راحت جانتے ہیں اور اُن کا رنج بعینہ اپنا رنج پہچانتے ہیں اور تہِ دل سے اُن کی بہتری اور بہبودی کے خواہاں رہتے ہیں اور اُنکے سود اور نفع کے ہمیشہ جویاں رہتے ہیں چار و ناچار انکے پیچھے جاتے ہیں اور کشاں کشاں اُنکی طرف قدم بڑھاتے ہیں خواہ بادشاہِ زمانہ کی طرف سے اس خدمت پر مامور ہوں یا نہوں بلکہ اگر مامور بھی ہوں اور سعی بلیغ بجا لائیں اور پھر تقدیر الٰہی سے تادیب اور تعلیم کا اثر اُن میں ظاہر نہو البتہ شکستہ خاطر اور پریشان دل رہیں اگرچہ اپنی طرف سے حکم بجا لا چکے اور خدمت مفوضہ (سونپی ہوئی ۱۲) کا حق کامل طور پر اسکے موقع پر پہنچا چکے آئندہ اگر بہ تقدیر الٰہی یہ امر واقع نہوا اس وجہ سے خوب جانتے ہیں کہ ہم کسی طرح پر قابل عتاب بادشاہی نہیں اور کوئی قصور ہماری طرف عائد نہیں بلکہ اگر خود بادشاہ سو زبان سے ہزار تحسین اور آفرین اُنکی حسن خدمتگزاری فرمائے تب بھی پریشانی دل اور رنج خاطر اُن کے دل سے نہ جائے ایسے ہی انبیاء علیہم السلام کو اپنی قوم کی نسبت اس قدر شفقت کاملہ اور رحمت تامہ ہوتی ہے کہ اُنکی آوارگی

مثلاً اگر کسی را چیزے می بخشند ہرگز بمقتضاے سخاوت جمیلہ خود نمی بخشند بلکہ تامل میفرمایند کہ اگر رضاے رب العالمین باین بخشش متعلق ست فی الفور آن را بروے کار می آرند والا ازان نہایت بیزار اند و اگر در مقامے مقدمہ کار زار و جنگ و پیکار برپا میکنند بنا بر مقتضاے شجاعت خود برپا نمی کنند بلکہ اگر رضاے مولاے خود دران می بینند داد شجاعت در آن مقام میدہند والا پہلو تہی کردہ براہ خود می روند و ہمچنین در سائر امور قیاس باید کرد پس گویا کہ بظاہر کمالات مذکورہ بسان دانہاے تسبیح متعدد و متکثر ست فاما در حقیقت ہمان رشتہ عبودیت ہمہ را یک سلک گردانیدہ و معنی عصمت آنست کہ آنچہ بایشان تعلق میدارد از اقوال و افعال و عبادات و عادات و معاملات و مقامات و اخلاق و احوال آن ہمہ را حق جل و علی از مداخلت نفس و شیطان و خطا و نسیان بقدرت کاملہ خود محفوظ میدارد و ملائکہ حافظین را برایشان می گمارد تا غبار بشریت دامن پاک ایشان را نیالاید و نفس بہیمی بعضی مکنونات خود امر نفرماید و اگر احیاناً چیزیکہ خارج از قانون رضامندی حضرت حق باشد از ایشان بطریق شذوذ و ندرت صادر می گردد فی الفور حافظ حقیقی ایشان را بر آن آگاہ میفرماید و عصمت غیبیہ طوعاً و کرہاً ایشان را کشان کشان براہ راست می آرد و این ولایت مذکورہ کہ رنگین باشد برنگ عبودیت و عصمت آن را ولایت النبوۃ میگویند پس ولایت النبوۃ غیر منصب نبوت ست چہ منصب نبوت مخصوص ست بہ انبیاء و این ولایت النبوۃ اگرچہ بالاصالت در انبیاء یافتہ می شود فاما بعضے اکابر اولیاء را ہم بتبعیت انبیاء ازان نصیبے بدست می آید چنانچہ دلائل این دعوی از کتاب و سنت عنقریب

مثلاً اگر کسی کو کوئی چیز عنایت فرماتے ہیں ہرگز اپنی سخاوت جمیلہ کے اقتضا سے نہیں دیتے ہیں بلکہ غور فرماتے ہیں کہ یہ امر عطیہ ہمارا رضی خداوندی کے متعلق ہے یا نہیں اگر رضائے پروردگار کے تابع ہے فی الفور اسکے اظہار میں بر سر کار ہیں ورنہ اُس سے نہایت بیزار ہیں اگر کسی مقام میں لڑائی بھڑائی اور جنگ جدل کا مقدمہ برپا کرتے ہیں ہرگز اپنی بہادری اور شجاعت کے باعث برپا نہیں کرتے بلکہ رضائے مولی اگر اسمیں پاتے ہیں داد شجاعت اُس مقام پر دیتے ہیں ورنہ پہلو تہی کو کام فرما کر اپنی راہ لیتے ہیں اور ایسے ہی تمام امور میں قیاس کرنا چاہیے کمالات مذکورہ ظاہر میں تسبیح کے دانوں کی مانند متعدد اور متکثر ہیں لیکن حقیقت میں اُسی رشتہ عبودیت نے سب کو ہم سلک بنا رکھا ہے۔ اب عصمت کے معنی سنیے وہ یہ ہے کہ جو کچھ اقوال اور افعال عبادات اور عادات معاملات اور مقامات اخلاق اور احوال انکی ذات بابرکات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں حق جل و علی ان سب کو نفس اور شیطان خطا اور نسیان وغیرہ کی مداخلت سے اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہے اور ملائکہ محافظین سے اُن کی نگہبانی کرتا ہے تاکہ غبار بشریت انکی پاکدامن کو آلودہ نہ فرمائے اور نفس بہیمی اپنے بعض مکنونات کے ساتھ غالب نہ آئے اگر اتفاقاً کوئی امر حضرت خداوندی کی رضامندی کے قانون کے خلاف اُن سے شذوذاً اور نادراً صادر ہو جاتا ہے فی الفور حافظ حقیقی انکو اُس پر مطلع فرماتا ہے اور عصمت غیبی خواہی نخواہی انکو کشاں کشاں راہ راست کی طرف لاتی ہے اور آئندہ کو جناب باری کی طرف سے انکو تنبیہ ہو جاتی ہے یہ ولایت مذکورہ کہ عبودیت اور عصمت کے رنگ سے رنگین ہو اسکو ولایت النبوۃ کہتے ہیں پس ولایت نبوت غیر منصب نبوت ہے اسلیے کہ منصب نبوت انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ ولایت نبوت اگرچہ اصالتاً انبیاء میں پائی جاتی ہے لیکن بعض اولیاء کرام کو بھی انکی تبعیت میں حصہ پہنچا ہے چنانچہ اس دعوے کے دلائل کتاب اور سنت سے عنقریب

لہ یوسعید گنگوہی ۱۲ اسہ ہروی ۱۲ مصر

و مردو ویست ایشان با عالم بحسن و قبح افعال و احوال ایشان با واعظ مشغول در ترغیب و ترهیب ایشان و دیگر و آنچه از اوصاف ایشان در تنبیهات ثلثه مذکور گردید همه شرح کمالات ایشان ست و آنچه در تنبیهین آخرین مذکور خواهد شد همه شرح تکمیل ایشان **تنبیه رابع در بیان حقیقت هدایت** - باید دانست که هدایت انبیاء علیهم السلام عبارت ست از ظهور اثر سیادت ایشان که در تنبیه اول مذکور شد زیرا که سیادت عبارت ست از وساطت ایشان در میان حق جل و علی و بندگان او در باب حصول فیض غیبی و هدایت ظهور اثر آن فیض ست بواسطه ایشان در مقبولین پس درین مقام تامل باید کرد که هدایت از ایشان بچه چیز و بچه طریق صادر میگردد اما اول پس بیانش آنکه اصل مقصود از بعثت ایشان همین ست که بندگان الٰهی در اقوال و افعال و عبادات و رسوم و معاملات بوجهے مؤدب شوند و در اخلاق بوجهے مهذب گردند و در مقامات و ارادات بوجهے استقامت ورزند و در علوم و اعتقادات بوجهے رسوخ بدست آرند که در دنیا انتظام امر معاش و در آخرت بهبودی معاد ایشان بدست آید و باب معاملات مع الله بر روی ایشان مفتوح گردد لیکن مراعات جانب حسن معاد و معاملات مع الله در نظر ایشان ملحوظ ست بالذات و جانب انتظام معاش بالتبع پس چیزیکه نافع در معاش باشد و مضر در معاد لابد ایشان از آن امر مانع خواهند گردید و اگر بالعکس ست لابد به آن امر خواهند نمود چنانچه در حق خمر و قمار حق جل و علی می فرماید وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا وقال النبی صلعم إِنَّمَا الْخَمْرُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهُ دَاءٌ

عارف اور اُنکے احوال و افعال اور حسن و قبح کا عالم اور اُنکی ترغیب و ترہیب کا واعظ شخص دیگر ہی جو کچھ اُنکے اوصاف تنبیہات ثلثہ میں مذکور ہوے تمام اُنکے کمالات کی شرح سمجھنا چاہیے اور جو کچھ دوسری تنبیہوں میں بیان کیا جائیگا سب شرح اُنکے تکمیل کی ہے **چوتھی تنبیہ میں ہدایت کی حقیقت کا ذکر ہی** معلوم کرنا چاہیے کہ ہدایت انبیاء علیہم السلام اُنکی سیادت کے اثر کا ظہور ہے جسکا تنبیہ اول میں ذکر ہوا اسلیے کہ سیادت اُن کی وساطت سے عبارت ہی کہ حق جل و علی اور اُسکے بندوں کے درمیان در باب وصول فیض غیبی واقع ہے اور ہدایت اُس فیض کے اثر کا ظہور ہے کہ اُنکے واسطہ سے مقبولین بارگاہ کو شامل ہی پس اس مقام میں غور فرمانا چاہیے کہ ہدایت اُنسے کس چیز اور کس طور سے صادر ہوتی ہے۔ لیکن اول پس بیان اُسکا یہ ہے کہ اصل مقصود انبیاء علیہم السلام کی پیغمبری سے یہی ہے کہ بندگان خدا تمام اقوال اور افعال اور عادات اور عبادات اور رسوم اور معاملات میں ایسے طور پر مؤدب ہوں اور اخلاق اور اعمال میں ایسے وجہ پر مہذب ہوں اور مقامات اور واردات میں اس طریق پر استقامت اور استقلال اختیار کریں اور علوم اور اعتقادات میں اس نہج پر رسوخ اور متانت کو کام میں لائیں کہ دنیا میں امر معاش کا انتظام اور آخرت میں بہبودی معاد کا سرانجام انکو حاصل ہووے اور معاملات مع اللہ کا دروازہ اُنکے واسطے کھل جاوے مگر حسن معاد اور معاملات مع اللہ کی جانب داری اور مراعات اُنکی نظر میں ملحوظ بالذات ہے اور معاش کی انتظام کی جانب کا لحاظ بالتبع تو جو چیز کہ اُنکے نزدیک نافع معاش اور ضرر رسانندہ معاد ہو لابد اُس سے بندگان خدا کو بچائینگے اور اگر اُسکے عکس ہے تو ضرور اُنکو اُس کی طرف بلائینگے چنانچہ شراب خواری اور قمار بازی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) اور دریافت کرتے ہیں تجھسے شراب اور جوے بازی کو کہہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور نفع بھی ہیں لوگوں کے اور گناہ بہت بڑا ہے ان دونوں کے نفع سے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے (ترجمہ) کہ شراب دوا تو نہیں البتہ بیماری تو ہے۔

در ورطۂ ضلالت گمراہی نہایت دل تنگ می شوند و انواع رنج و ملال دامنگیر حال طہارت اشتمال آنہا میگردد وکہ باوجود نزول کریمہ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ وکریمہ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ لَّسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ہرگز ہمت ایشان فتورے و در سعی ایشان قصورے راہ نمی یابد چہ قدر انواع رنج و ملال ست کہ در مقدمۂ دعوت قوم بر ذات خود نہ پسندیدہ اند و باوجود این کشاکش گاہے ازین امر رنجیدہ سخن گران ہر کس و ناکس را چہ سبک بر داشتہ اند و دشنام سخت نزدیک و دور را چہ سہل انگاشتہ کَافَاهُمُ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ اَحْسَنَ الْمُكَافَاتِ وَجَازَاهُمُ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ اَحْسَنَ الْمُجَازَاتِ پس القاے این رحمت ہمین ست حقیقت بعثت و نیز باید دانست کہ در بعضے اوقات بعضے از اہل کشف و علم ہم حسن و قبح بعضے اقوال و افعال یا بعضے رسوم و عادات کہ درمیان قومے جاری و ساری ست بنور وہبی و استدلال کسبی مطلع می شوند و قوم مذکور را بنابر شفقت و رحمت بران آگاہ می فرمایند و بسوے امور مستحسنہ ترغیب میدہند و از امور مستقبحہ ترہیب از ین قدر ثابت نمی شود کہ ایشان بمنصب بعثت رسیدہ اند بلکہ منصب مذکور ہمون وقت ثابت خواہد گردید کہ خدمت تعلیم و تادیب و ترغیب و ترہیب بایشان مفوض خواہد شد مثلاً ہر کہ از بار یابان حضور بادشاہی می باشد لابد آفرین و نفرین او را کہ بنسبت بعضے رعایا صادر می شود بگوش خود می شنود و دوستان خود را بطریق خیر خواہی ہر گرا آگاہ می سازد فاما درین قدر او را محتسب شہر نتوان گفت بلکہ باین لقب ہمان وقت ملقب خواہد گردید کہ بمنصب تفویض خدمت احتساب خواہد رسید پس شخص مبعوث برائے تربیت جماعہ دیگرست عارف مقبولیت

اور گمراہی سے نہایت دل تنگ اور پُر ملال ہوتے ہیں اور اقسام اقسام کے رنج والم اُن کے لاحق حال ہوتے ہیں اور باوجود نزول کریمہ (ترجمہ شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اسپر کہ وہ یقین نہیں کرتے) اور (ترجمہ سوائے اسکے نہیں کہ تو سمجھانے والا ہی نہیں ہے تو اوپر اُنکے داروغہ) ہرگز ہرگز اُنکی ہمت میں کسی طرح کا فتور اور اُنکی سعی میں کسی نوع کا قصور راہ نہیں پاتا ہے کیا کچھ رنج و ملال قوم کی دعوت اور ہدایت کے بارہ میں اپنی ذات پر گوارا نہیں فرمائے اور باوجود اس کشاکش کے کبھی اس راہ سے رنجیدہ ہوکر قدم نہیں اُٹھاتے ہر کس و ناکس کی بھاری بات کو کیا کچھ ہلکی جانتے ہیں اور دشنام سخت نزدیک و دور کو کیا سہل پہچانتے ہیں۔ (ترجمہ بدلا دے اُنکو اللہ تعالیٰ اسپر اچھے بدلے اور جزا دے اُنکو اللہ اسپر اچھی جزائیں) پس انبیاء علیہم السلام کو اس رحمت اور شفقت کا القا ہونا یہی حقیقت بعثت ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ بعض اہل کشف و علم بھی بعض اقوال و افعال اور بعض رسوم و عادات کی بُرائی اور بھلائی جو ایک قوم میں جاری اور ساری ہیں بہ نور وہبی اور استدلال کسبی کے ساتھ مطلع ہوتے ہیں اور قوم مذکور کو بوجہ شفقت و رحمت اسپر آگاہ فرماتے ہیں اور اچھی باتوں کی رغبت دلاتے ہیں اور بُری باتوں سے ڈراتے ہیں اس امر سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ وہ منصب نبوت پر پہنچے ہیں بلکہ منصب مذکورہ اسی وقت ثابت ہوگا جب تادیب و تعلیم اور ترغیب و ترہیب کی خدمت اُن کو سونپی جائیگی مثلاً جو کوئی مقربان حضور بادشاہی سے ہوتا ہی بالضرور بادشاہ کی آفرین اور نفرین جو بعض رعایا کی نسبت صادر ہوتی ہی اپنے کانوں سے سنتا ہے اور اپنے دوستوں کو بطور خیر خواہی اس پر مطلع کرتا ہے لیکن اتنی بات میں اسکو محتسب شہر نہیں کہہ سکتے بلکہ اس لقب کے ساتھ اسی وقت ملقب ہوگا کہ جب احتساب کی خدمت کا منصب اُنکو عنایت ہوگا پس شخص مبعوث بندگان خدا کی تربیت کے واسطے اور ہی اور اُنکی مردودیت و مقبولیت کا

چه قدر باریک می شود آیا بجد دانه خردل می شود یا خُرد تر از ان و بشهد آمیختن چگونه می شود به سر انگشت باید آمیخت یا به انگشتِ شهادت بالجمله امثال این گفتگو در نظر طبیب محض پریشانی ست و در پی اش افتادن در حق مریض سراسر نادانی همچنین تحقیق بے حاصل و تدقیق لاطائل در علم احکام اخلاق در حق طالبین حق محض آوارگی ست بلکه سراسر دیوانگی کسی که حق جل و علی او را بحکمتِ بالغه خود بمنصب هدایت عموم ناس قائم فرموده باشد طور امثال این جل و قال از و سراسر متعذر و محال ست این مقام را بخوبی غور باید فرمود و در میان هادیانِ راه حق و نائبانِ حکیم مطلق و در میان فضیلت نمایان سخن ساز و چرب زبانان حیله باز بخوبی امتیاز باید نمود اما آنکه از انبیاء علیهم السلام بچه طریق هدایت صادر می شود پس بیانش آنکه اکثر به پنج طریق صادر می شود نزولِ برکت و عقدِ همت و فیضِ صحبت و خرقِ عادت و اظهار دعوت اما نزولِ برکت پس بیانش آنکه وجود با جود انبیاء علیهم السلام مشابه آفتاب عالمتاب است که چون نور او در تمام عالم منتشر شود لابد ظلمت شبینه بدر رود و انچه در محاذات آفتاب بے حجاب واقع ست بتابش او تابناک ست و از همه مراتب ظلمت پاک و انچه اندرون خانه از و محجوب ست هرچند از نفس نور او محروم ست اما تاریکی شب تار از و معدوم چه نور لطیف او در رگ و ریشه تاریکی در رسیده و او را از حد ظلمت محض بر کشیده اگرچه خانه بے در ست از تاریکی تا سراسر رسته یا مشابه موسم برشگال باید فهمید که چون موسم مذکور بر سر رسید قوتے در نباتات پیدا گردید انچه ابر بیزان بر و بارید گلهائے زنگارنگ بر آورد و سبزه الا از نفس رطوبت هوا لابد حالش متغیر گردید و سبزی و تازگی در وی پدید آمد و در سنگ سخت هیچ گل و خار

کس قدر باریک ہوتے ہیں آیا رائی کے دانے کی مقدار ہوتے ہیں یا اس سے بہت چھوٹی اور شہد میں کیونکر ملانی چاہییں انگوٹھے سے ملانا چاہیے یا انگشتِ شہادت سے الغرض اس قسم کی گفتگو طبیب کی نظر میں محض پریشانی ہی اور اسکے پیچھے پڑنا بیمار کے حق میں سراسر نادانی ہی اسی طرح تحقیق بیحاصل اور تدقیق لاطائل علم احکام اور اخلاق میں طالبین حق کے حق میں محض آوارگی بلکہ سراسر دیوانگی ہی جس کسی کو حق جل و علی نے اپنی حکمت بالغہ اور حجت تامہ سے منصب ہدایت پر لوگوں کی رہنمائی کے واسطے قائم فرمایا ہو اس قسم کی جل و قال اسکی ذات سے سراسر متعذر اور محال ہی اس مقام کو بخوبی غور فرمانا چاہیے کہ ہادیانِ راہ حق اور نائبانِ حکیم مطلق اور فضیلت نمایان سخن ساز و چرب زبانانِ حیلہ ساز کے درمیان فرق زمین و آسمان ہی اور اس بات کا پہچاننا کہ انبیاء علیہم السلام سے ہدایت کس طور پر صادر ہوتی ہی اسکا بیان یہ ہی کہ انسے ہدایت اکثر پانچ طریق پر صادر ہوتی ہی اول نزول برکت دوم عقد ہمت سوم فیض صحبت چہارم خرق عادت (معجزہ دکھانا) پنجم اظہار دعوت۔ نزول برکت کا یہ بیان ہی کہ حضرت انبیاء علیہم السلام کا وجود سراپا جود آفتاب عالمتاب کے مشابہ ہی کہ جس وقت اسکا نور تمام عالم میں منتشر ہوتا ہی بالضرور رات کی سیاہی اور تاریکی بالکل جاتی رہتی ہی اور جو چیز آفتاب کے محاذات (مقابل) میں بے حجاب واقع ہی اسکی تابش او روشنی سے روشن تابناک ہو جاتی ہی اور تمام ظلمت (سیاہی) اور تاریکی سے پاک اور جو کچھ اندرون خانہ اس سے محجوب ہے ہرچند عین نور سے محروم ہی لیکن تاریکی شب تار اس سے معدوم ہی اسلیے کہ اسکا نور لطیف تمام رگ و ریشہ تاریکی میں جاری و ساری ہوا اور ظلمت محض کی تاریکی سے اسکو نکالا اگر خانہ بے در ہی تاریکی شب تار سے سراسر بری ہی یا اسکی ذات بابرکات کو موسم برشگال کے مشابہ خیال کرنا چاہیے جب موسم مذکور عالم میں پیدا ہوا نباتات میں ہر طرح کی قوت اندرونی پیدا ہوا اگر باران رحمت الہی نے اسپر نزول فرمایا گلہائے رنگارنگ نے ہر طرح کا جلوہ دکھایا اور نہ محض رطوبت ہوا سے اسکا حال متغیر ہوتا ہے سبزی اور تازگی کا نہیں اثر ہوتا ہی ہاں سنگ سخت میں کسی گل اور خار سے

مقصود ازین کلام ہدایت التیام ابطال تاثیرات طیبۂ خمر نیست
مقصود ازان ضرر اوست در معاد پس گویا حاصل کلام چنین باشد
کہ خمر ہر چند دوائے جسمانی ست اما دولے روحانی وقتیکہ بہ
نسبت روح انسانی مرض مہلک ست پس او را در امراض باید شمرد
نہ در ادویہ بالجملہ انبیاء اللہ بہ ہمین سہ فن ہدایت میفرمایند۔ فن
عقاید۔ و فن احکام۔ و فن اخلاق۔ و فن فضائل اکابر دین از
شعب فن عقائد ست و فن فضائل اعمال از شعب فن احکام
و فن مقامات و ارادات از شعب فن اخلاق پس فن عقائد
را بہ لفظ ایمان تعبیر می فرمایند و فن احکام را بہ اسلام و فن اخلاق را
بہ احسان چہ ہمین ہر سہ امر در معاد کار آمدنی ست نہ بہ فن حقائق
تصوف و نہ دقائق تفلسف و نہ بہ اشارات دقیقہ شناسان تعمق
اندیش و بکنایات چرب زبانان تکلف کیش بلکہ در امثال این
امور سادگی را می ستایند و طلب آن را از جملہ آوارگی می شمارند
و فن تاریخ و شعر را از جنس افسانہ ہائے بے مغز می دانند اگرچہ
بطریق تمثیل گاہے دران سخن می رانند بالجملہ حال ایشان در
تربیت روحانی مثل حال طبیب ست در معالجہ جسمانی کہ
صلاح مریض اینش منظر ہمت میدارد و گفتگوے زائد را
از جنس لغو می شمارد مثلاً کدام مریض اگر استعمال سنا می فرماید
ہمین قدر بیان می نماید کہ برگ سنا چنین و چنان می باشد
او را کوفتہ و بیختہ با قدرے عسل آمیختہ باید خورد نہ آنکہ سنا در کدام
مقام پیدا می شود و در کدام موسم برگ می برآرد و تاجران
ادویہ او را چگونہ می آرند و در کدام ظرف او را می گذارند و
از کدام راہ می آرند و بیع و شرائے چگونہ می نمایند و نہ آنکہ عسل
در خانۂ مگس چگونہ پیدا می شود و رنگ و بوئے نباتات مختلفہ کہ
اصل عسل است کجا می رود و اجزائے سنا بسبب کوفتن و بیختن

الحاصل اس کلام ہدایت التیام سے شراب کی تاثیرات طیبہ کا
ابطال مقصود نہیں بلکہ آخرت میں اسکا ضرر اور نقصان اس سے
مراد ہے گویا حاصل کلام یہ ہے کہ شراب باہر چند دوائے جسمانی ہے لیکن
مرض روحانی ہے اور جسصورت میں بہ نسبت روح انسانی مرض مہلکہ مہلکات سے ہے تو اسکو
امراض سے شمار کرنا چاہیے نہ ادویہ میں اختیار کرنا چاہیے بالجملہ
حضرات انبیاء علی نبینا و علیہم السلام انھیں تین فن کی ہدایت
فرماتے ہیں اول فن عقائد دوم فن احکام سوم فن اخلاق
بزرگان دین کے فضائل کا فن عقائد کے فن کا شعبہ ہے
اور اعمال کے فضائل کا فن احکام کے فن کی شاخ ہے اور
ارادات و مقامات کا فن فن اخلاق کی فرع ہے پس فن عقائد
کو بلفظ ایمان تعبیر فرماتے ہیں اور فن احکام اسلام کا نام ہے
اور فن اخلاق احسان سے عبارت ہے اسلیے کہ یہی تین امر
آخرت میں کام آنے والے ہیں۔ نہ یہ تصوف کے حقائق اور
تفلسف کے دقائق کے علوم اور دقیقہ شناسان تعمق
اندیش کے اشارات اور چرب زبانان تکلف کیش کے کنایات
کے فنون سو انکی ہدایت سے انکو بحث نہیں بلکہ ایسے امور
میں سادگی پسند فرماتے ہیں اور اسکی طلب کو منجملہ آوارگی شمار میں لاتے
ہیں اور فن تاریخ اور شعر کو فسانہائے بے مغز یعنی قصہ کہانی کے جنس سے سمجھتے
ہیں اگرچہ بطور تمثیل کبھی اسمیں کلام کرنا برا نہیں جانتے ہیں بالجملہ تربیت
روحانی میں انکا حال طبیعت کے حال کے مشابہ ہے معالجہ جسمانی
میں کہ مریض اصلاح اسکو ہر وقت منظور نظر رہتی ہے اور گفتگوے زائد
کو لغو جانتا ہے مثلاً کسی بیمار کو اگر سنا کے استعمال کا حکم کرتا ہے تو اسی قدر
بیان کرتا ہے کہ برگ سنا ایسی و ایسی ہے اسکو کوٹ چھان کسی قدر شہد
ملا کر کھلانا چاہیے اور اس سے اسکو بحث نہیں کہ سنا کہاں پیدا ہوتی ہے اور
کس موسم میں اسمیں پتے آتے ہیں اور تاجران ادویہ اسکو کیونکر لاتے ہیں اور کس برتن
میں اسکو رکھتے ہیں اور کس راستے سے لاتے ہیں اور اسکی خرید و فروخت
کس طور پر کرتے ہیں اور اس سے بھی انکو غرض نہیں کہ شہد کس حال میں کیونکر
پیدا ہوتا ہے اور نباتات مختلفہ کی رنگ و بو جس سے شہد پیدا ہوتا ہے
کہاں جاتی ہے اور اجزائے سنا کوٹنے چھاننے کے باعث

تعبیر می فرمایند۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
الامانۃ نزلت فی جذر قلوب الرجال ثم علموا
من الکتاب ثم علموا من السنۃ و کلام حق ہموں شخص را نافع
می شود کہ اول ہمین برکت در دل او فرود و قال
اللہ تعالیٰ و تبارک اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ
الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وقال اللہ تعالیٰ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ
الذِّكْرٰى سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى پس ہمین برکت را درین
ہر دو کریمہ بلفظ خشیت تعبیر فرمودہ اند اما عقد ہمت پس
بیانش آنکہ این کمال را ظاہرست و حقیقت اما ظاہرش
پس ہمین ست آنچہ از انبیاء علیہم السلام در بارۂ ہدایت
قوم خود از جنس دعا و التجا بحضور حضرت رب العزۃ والکبریاء
جلت عظمتہ صادر می گردد عموماً یا خصوصاً یعنی در حق
جمیع امت علی سبیل العموم یا در حق بعضے از ایشان
بر سبیل خصوص و اما حقیقتش پس توجہ قلبی ست ممزوج بکمال
رغبت بسوے ہدایت امت عموماً یا خصوصاً و آن اثر
شفقت غیبیہ ست کہ سابق در بیان مقام بعثت مذکور
گردید پس چنانکہ ہمت پدر مشفق بہ اصلاح پسر خود دائما
مصروف می باشد ہمچنین ہمت این کبار بہ اصلاح جمیع
ابرار و اخیار دائما مبذول می ماند و این دعاے حالی ست
کہ دائما لازمہ ذات ایشان ست پس گویا تمام وجود باجود
ایشان دعائی ست مجسم ہمین دعاے حالی گاہ گاہ بدعاے
مقالی ہم ایشان را می کشد و انواع التجا و دعا از ایشان
بظہور میرسد و این دعاے روحانی بسبب باعث انتشار
ہدایت در قلوب امت می شود اول آنکہ این دعا ست
از شخص ذی اختصاص بکمال صدق و اخلاص سر بر زدہ

بولتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ترجمہ تحقیق نازل ہوئی
امانت جڑ میں قلوب رجال میں پھر وہ معلوم کر لیتے ہیں قرآن سے پھر وہ معلوم
کر لیتے ہیں حدیث سے) اور کلام حق اُسی شخص کو نفع دیتا ہے
کہ اول سے یہی برکت دل میں اُس کے آوے اور فرمایا
اللہ تبارک و تعالیٰ نے (ترجمہ) تو اُسکو ڈر سناوے کہ
سمجھانے پر چلے اور ڈرے رحمان سے بن دیکھے۔
اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) پس تو سمجھا اگر کام کرے
سمجھانا تیرا شتاب سمجھ جائیگا جسکو ڈر ہوگا۔ پس ایسی
برکت کو ان دونوں آیت کریمہ میں بلفظ خشیت تعبیر
فرمایا ہے رہی عقد ہمت اُس کا بیان یہ ہے کہ اس
کمال کے واسطے ایک ظاہر ہے اور ایک حقیقت
سو جو کچھ انبیاء علیہم السلام سے قوم کی ہدایت کے
بارہ میں از جنس دعا و التجا حضور حضرت رب العزت
والکبریا میں عموماً یا خصوصاً صادر ہوتا ہے۔ یہ اس
کمال کا ظاہر ہے اور اس کی حقیقت آن کی توجہ
قلبی ہے کہ کمال رغبت کے ساتھ عموماً یا خصوصاً
اُمت کی ہدایت کی طرف متوجہ ہیں اور یہ شفقت غیبیہ کا اثر ہے
کہ مقام بعثت میں مذکور ہوا سو جس طور پر کہ پدر مہربان کی
ہمت اصلاح پسر میں ہمیشہ مصروف رہتی ہے ایسے ہی ان حضرات
ہمیشہ اچھے اور برے لوگوں کی اصلاح اور درستی میں صرف ہمت
فرماتے ہیں اور یہ دعاے حالی ہے کہ کبھی اُنکی ذات بابرکات سے جدا
نہیں ہوتے گویا اُنکا تمام وجود باجود سراپا دعاے مجسم ہے اور
یہی دعاے حالی کبھی کبھی اُنکو دعاے مقالی کی طرف سے دامن کشاں
لاتی ہے نظر بر آں کمال درجہ کی دعا و نہایت درجہ کی التجا
اُنکی ذات قدسی صفات سے جلوہ ظہور دکھاتے ہیں اور یہ
دعاے روحانی تین وجہ سے قلوب امت میں ہدایت کے انتشار
اور ظہور کا باعث ہوتی ہے اول یہ ہے کہ یہ دعا ایک
شخص ذی اختصاص سے بکمال صدق و اخلاص ظاہر ہوتی ہے

نمی دیدہ از چوب خشک کسی برگ و باری جوید ہمچنین چون
این قدوسیان بشری لباس کردہ بیان الٰہی اساس از اوج
افلاک الافلاک بہ تیرہ دان این خاک نزول میفرمایند لابد یک
برکتے ہمراہ ایشان فرو آمدہ در قلوب افراد بنی آدم فرو میرود
خود بخود از دل ہر سعادتمند طلب حق جوش میزند و بگفتۂ ہر واعظ
گوش می نہد ہمت اعمال شاقہ در دل پیدا می گردد و عزم
کشیدن رنج و تکلیف در ذہن ہویدا می شود بسا علمای آن
زمانہ می باشند کہ علوم خود را مثل فسانہ می خوانند و آن را بر
سبیل افسون بر زبان می رانند ناگہان بحقیقت فہم خود
بیدار می شوند و بمقصد علم ہوشیار عمل را ضمیمۂ علم می کنند
و اخلاص را نتیجۂ فہم از تعمق سخن آرائی بیزار می شوند و از تکلف
انجمن پیرائی دست بردارند بسا زاہدان خلوت گزین و درویشان
چلہ نشین می باشند کہ ناگاہ بر مفاسد مکنونۂ خود آگاہ می شوند
و در صلاح نفس امارہ رو براہ و حب جاہ را پس پشت می اندازند
و رضاء اللہ را پیش نظر می سازند و تمامی نام و نشان درین راہ
می بازند و خود را مردانہ وار درین دریا می اندازند ہمچنین واعظان
چرب زبان می باشند کہ بر سر منبر فریاد می کنند و تمام کوشش خود
برباد میدہند کسی وعظ ایشان بخیال ہم نمی آرد و کلام ایشان
را بجوے نمی شمارد باز چون طلب حق از دل ہر کس و ناکس
جوش می زند ہر فرد کلام ایشان را بگوش ہوش می شنود و
ہر کلمۂ ایشان در دل مستمعان مثل تیرے می نشیند و ہر کس
ایشان را مثل ہیرے می بیند بالجملہ کلمۂ حق ہمراہ جوش ست
و بہر زبان در خروش و در ہر محفل ہمین قیل و قال ست و در ہر مجمع
ہمین بحث و جدال آرے ہر کہ شقی ازلی ست درین سعادت
محروم ست و بہر حال غرض ہم این انتشار برکت را بہ نزول امانت

ظہور نہ فرمایا اور چوب خشک سے کسی نے برگ و بار نہ پایا ایسے
طور پر جب یہ قدوسیان[91] بشری لباس اور کرکے بیان الٰہی اساس[92]
بلندی فلک الافلاک سے اس تیرہ دان خاک پر بحکم حضرت ذو الجلال
نزول اجلال فرماتے ہیں لابد ایک عظیم برکت انکے ہمراہ آتی ہے اور
بنی آدم کے دلوں میں انوار الٰہی پہنچاتی ہے جسکی وجہ سے ہر سعادتمند
کے دل میں طلب حق جوش زن ہوتی ہے اور ہر واعظ کے کلام
کی طرف گوش حق نیوش کی توجہ نے سخن ہوتی ہے اعمال شاقہ کا
قصد دل میں پیدا ہوتا ہے اور رنج و تکلیف اٹھانے کا عزم ذہن میں
ہویدا ہوتا ہے اس وقت بہت علماء زمانہ ہوتے ہیں کہ اپنے علوم کو افسانہ
جانتے ہیں اور اسکو بطور افسون زبان پر لاتے ہیں ناگہاں حقیقت فہم سے
بیدار ہوتے ہیں اور مقصد علم سے ہوشیار عمل کو علم کے ساتھ ملاتے
ہیں اور اخلاص کو فہم کا نتیجہ بناتے ہیں سخن آرائی کے خوض سے بیزار
ہوتے ہیں اور انجمن پیرائی کی تکلیف سے دست بردار اور بہت سے
زاہدان خلوت گزیں اور درویشان چلہ نشین کا یہ حال ہے کہ ناگاہ اپنے
مفاسد مکنونہ[93] اور عیوب پوشیدہ پر آگاہ ہوتے ہیں اور اصلاح اور درستی
نفس امارہ[94] میں سرگرم و براہ حب جاہ اور خواہش نفسانی کو پس پشت ڈالتے
ہیں اور رضاء مولیٰ کو پیش نظر رکھ کر بہت کچھ دل کے ارمان
نکالتے ہیں تمامی نام و نشان اس راہ میں لٹاتے ہیں اور اپنے تئیں مردانہ وار
اس دریاے ناپیدا کنار میں لاتے ہیں یہی واعظان چرب زبان میں کہ
بر سر منبر فریاد کرتے ہیں اور تمام کوشش برباد کرتے ہیں کوئی انکے وعظ کی
قدر نہیں پہچانتا انکے کلام کو خس کے برابر نہیں جانتا جس دم ہر کس و
ناکس کے دل میں طلب حق کا جوش ہو ہر فرد کلام گوہر بے بہا اور
در یکتا بگوش ہوش ہو اور ہر کلمہ سامعین کے دل میں مثل تیر
جا پاے اور ہر کوئی انکو ہیرے کی طرح خیال میں لائے بالجملہ کلمۂ حق ہر
دل میں جوشندہ ہے ہر محفل میں یہی قیل و قال ہے ہر مجمع میں یہی
بحث و جدال ہے ہاں جو کوئی شقی ازلی ہے اس سعادت سے محروم ہے
اور بہرحال ہم[95] اس انتشار اور ظہور برکت کو نزول امانت[96]

[91] فرشتے ۱۲ [92] بنیاد ۱۲ [93] چھپی ہوئی ۱۲ [94] سرکش ۱۲ [95] مقصود ۱۲ [96] ذمہ داری

وچون در ما سبق و ما لحق نظر کرده شود وحال متکلم وسامع ملحوظ داشته شود همان معنی از کلام مفهوم شود بالجمله همنشین عاقل را در مقدمات رئیس خود ملکهٔ اجتهاد البته حاصل می‌شود وطریق ثانی آنکه بسبب ملاحظه حال ایشان از علو همت درباب استقامت بر احکام رب العالمین ومسابقت از تابعان خود در اداے حقوق دین متین در دل این مستفید هم علو همت ووفور رغبت در اطاعت رب العزة جاے می‌شود وکلام وعظ وتذکیر ایشان در قلب او می‌رسد وشخصے که دیگران را بسوے یک امر دعوت می‌نماید وخود ابر آن اقدام نمی‌نماید پس سامعین هم کلام او را مثل افسانهٔ بے مغز می‌انگارند واز جنس مضامین شعریه می‌شمارند که إِنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ کاشف حال ایشان ست ولهذا در قرآن حکیم بر واعظان بے عمل بغایت ملامت متوجه گردیده قال الله تبارک وتعالیٰ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ وقال الله تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ زیرا که واعظ بے عمل سد راه طالب حق ست که بسبب مداهنت در عمل کلام حق را در نظر ایشان بے اعتبار می‌گرداند وچون هادی راه در عمل بنسبت اتباع خود مبادرت کرده ودر تحمل رنج وتکلیف بر ایشان مسابقت نمود لابد اتباع او هم بقدر استطاعت خود خواهند کوشید وعیب دون همتی خود را چاره ناچار به تکلف خواهند پوشید هرگاه که میر قافله پیش پیش خواهد رود پس کشان کشان در پے او خواهند دوید لهذا حق جل وعلیٰ اولا انبیاے خود را به امتثال امر خود مامور می‌فرماید بعد از ان دیگران را

اور جب گزشتہ اور آئندہ کی طرف نظر کیجاتی ہے اور حال سامع اور متکلم کا پہچانا جاتا ہے تو وہی معانی کلام سے خالی نہیں ہوتے ہیں الحاصل ہمنشین عاقل کو اپنے رئیس کے مقدمہ میں ملکہ اجتہاد حاصل ہوتا ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ انکی علو ہمتی کا حال ملاحظہ کرنے سے (کہ اجراے احکام رب العالمین میں نہایت درجہ کی استقامت اور ادائے حقوق دین میں اپنے تابعین سے کمال سبقت رکھتے ہیں) انکے ملازمان بارگاہ اور مستفیضان فیض جاہ کے دل میں بھی دربارۂ اطاعت رب العزت کمال ہمت اور نہایت رغبت پیدا ہوتی ہے اور کلام وعظ ونصیحت انکے تہ دل میں جا نشین ہوتا ہے کیونکہ انکے دل وزبان میں مطابقت تامہ حاصل ہے اور جو شخص کہ دوسروں کو کسی امر کی جانب توجہ دلائے اور آپ اسکی طرف نہ آئے تو سامعین بھی اسکے کلام کو فسانہ بے مغز اور قصہ کہانی جانتے ہیں اور مضامین شعریہ کے جنس سے پہچانتے ہیں کہ آیت کریمہ (ترجمہ) بے شک وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے انکے حال پر دال ہے اسی لیے واعظان بے عمل پر کلام تقدس التیام میں نہایت درجہ کی ملامت واقع ہوئی چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) لوگوں کو تو اچھی باتیں بتلاتے ہو اور اپنی خبر ہی نہیں حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا بھلا تمہیں عقل نہیں اور یہ بھی ارشاد ہے (ترجمہ) اے ایمان والو کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے بڑا گناہ ہے نزدیک اللہ کے کہ تم کہتے ہو اس کو اور کرتے نہیں واعظ بے عمل طالب حق کے حق میں سد راہ اور بڑا مضل ہے کیونکہ اپنے عمل کی کوتاہی اور مداہنت کے باعث کلام کو انکی نظر میں بے اعتبار کرتا ہے اور جب ہادی راہ اور مرشد ذی جاہ کسی فعل کا خود عامل ہوئے اور رنج وتکلیف کی برداشت میں دوسروں سے سبقت لیجائے لابد لوگ بھی بقدر استطاعت انکی اتباع میں سعی فرمائینگے اور چار ناچار اپنی پست ہمتی کے عیب کو بلباس تکلف چھپائینگے اور جس وقت میر قافلہ کوچ کرنے لگے رواں دواں ہونگے بالضرور آپ سے اسکے پیچھے کشاں کشاں جائینگے لہذا حق جل وعلیٰ اپنے مقربین بارگاہ یعنی حضرات انبیا علیہم السلام کو تبلیغ احکام کا امر فرماتا ہے اسکے بعد اوروں کو

ومثل این دعا و التجا بلاشک ارتیاب مقبول و مستجاب ست ثانی آنکہ حکیم
علی الاطلاق بحکمت بالغہ خود ہمین آئین در عالم خلق و تکوین جاری
فرمودہ کہ انعقاد ہمت قویہ را در تکوین کائنات اثرے بخشیدہ
چنانچہ اثر چشم زخم و اثر حسد و اثر دعا و اثر افسون ازہمین
قبیل ست پس وقتے کہ ہمت دون ہمتان را آن قدر اثر بخشید پس اثر
بلند ہمتان را چہ باید دید ثالث آنکہ جوش زدن ہمت قویہ از قلوب این
بزرگان نہ از قبیل خواہش نفسانی و وساوس شیطانی ست بلکہ از
جنس احکام ربانی ست و الہام رحمانی چہ بعثت ایشان
موجی ست از دریاے رحمت کہ بنا بر دستگیری تشنگان
زلال ہدایت جوش زدہ پس جوشش زدن ہمت از دل
ایشان علامت توجہ رحمت رحیم مطلق ست بسوے بندگان خود
کریمہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ و کریمہ
لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا
من انفسہم برہمین معنی دلالت می دارد و اما فیض صحبت
پس باید دانست آنکہ این فیض را ظاہرے ست و حقیقتے اما ظاہرش
پس بدانست آنکہ ہدایت بسبب فیض صحبت بدو طریق
حاصل می شود اول آنکہ کسی کہ بصحبت کسی می رسد و
کلام او را بالمشافہ می شنود و روبروے او بقصد استفادہ
می نشیند و اوضاع و اطوار او را و عبادات و عادات و
معاشرات و معاملات بچشم غور می بیند البتہ بلا ریب و
اشتباہ بر حقیقت او آگاہ می گردد و در مزاج دانی و مرضی
شناسی او سلیقہ بہم می رساند کہ مناسب را از نامناسب و مرضی را
از غیر مرضی خود بہمان سلیقہ ممتاز میگرداند و محامل کلام او را
بسبب اطلاع بر سیاق و سباق و مواضع و موارد کلام
بخوبی می داند بسا معانی ست کہ از نفس کلام مستفاد نیست

اور اس قسم کی دعا اور التجا بلا شک و ارتیاب مقبول
اور مستجاب ہے ثانی یہ ہے کہ حکیم علی الاطلاق نے
اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے یہی آئین عالم
خلق و تکوین میں جاری فرمایا کہ ہمت قویہ کے
انعقاد کو اشیاے موجودہ کے ایجاد میں اثر بخشا
چنانچہ آثار نظر بد و حسد وغیرہ اسی قبیل سے ہیں
پس جس صورت میں کہ پست ہمتوں کی ہمت کو اس قدر
اثر عنایت ہو تو عالی ہمتوں کے اثر کا کیا کہنا ہے۔
تیسری وجہ یہ ہے کہ ہمت قویہ کا بزرگان بارگاہ کے دلوں میں
سے جوش زن ہونا خواہش نفسانی اور وساوس
شیطانی کے قبیل سے نہیں بلکہ از جنس احکام ربانی
اور الہام رحمانی ہے کیونکہ ان کی بعثت دریاے رحمت
کی ایک موج ہے جو زلال ہدایت کے پیاسوں کی دستگیری کے لیے
ہر وقت جوشاں و خروشاں ہے پس انکے دل فیض منزل سے ہمت کا
جوش مارنا کریم برحق اور رحیم مطلق کی توجہ پر دال ہے کہ ہمیشہ اُسکے
بندوں کی شامل حال ہے چنانچہ آیہ کریمہ (ترجمہ) اور تجھکو جہان
والوں کے واسطے رحمت ہی کرکے بھیجا ہے۔ اور آیت شریفہ (ترجمہ)
اللہ کا احسان ہے ایمان والوں پر جو بھیجا اُن میں انھیں میں کا رسول
اس معنی کی تصدیق کرتی ہے لیکن فیض صحبت پس اُسکے لیے بھی ایک
ظاہر اور ایک حقیقت ہے۔ اول اُسکے ظاہر کا حال سنیے کہ ہدایت
فیض صحبت کے باعث دو طریق پر حاصل ہوتی ہے پہلا طریق یہ ہے کہ جو
کوئی کسی کی صحبت میں پہنچتا ہے اور اُسکے کلام کو بالمشافہ سنتا ہے اور اُسکے روبرو بقصد
استفادہ بیٹھتا ہے اور عبادات و عادات اور معاشرت و معاملات میں
اُسکی اوضاع اور اطوار کو بچشم خود ملاحظہ کرتا ہے البتہ بلا ریب و اشتباہ اُسکی حقیقت
پر آگاہ ہوتا ہے اور اُسکی مزاج دانی اور مرضی شناسی کا سلیقہ بہم پہنچاتا ہے کہ
فعال مناسب اور غیر مناسب اور اقوال پسندیدہ اور غیر پسندیدہ میں اُس سلیقہ
سے تمیز کرتا ہے اور مقامات اور موارد کلام پر مطلع ہو کر موقع اور محل کلام
کو بخوبی جانتا ہے بہت معانی ایسے ہیں کہ نفس کلام سے حاصل نہیں ہوتی

عافسنا الازواج والاولاد والضیعات نسینا کثیرا
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی
نفسی بیدہ لو تدومون علی ما تکونون عندی
وفی الذکر لصافحتکم الملائکۃ علی فرشکم وفی
طرقکم وروی قال اتی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اعرابی وقال جہدت الانفس و
جاع العیال وہلکت الاموال وہلکت الانعام
فاستسق اللہ لنا فانا نستشفع بک علی اللہ
ونستشفع باللہ علیک فقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ سبحان
اللہ فما زال یسبح حتی عرف ذلک فی وجوہ
اصحابہ وروی عن بعض الصحابۃ انہ قال کنا
مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاء الی مقبرۃ فجلس فجلسنا حولہ
وکان علی روسنا الطیر وقال النبی صلعم ان خیار
عباد اللہ من اذا رأوا ذکر اللہ وروی عن بعض الصحابۃ
انہم قالوا کما تدفن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایدینا والایمان
یطیر من قلوبنا بالجملہ این ہدایت کہ از فیض صحبت حاصل میشود امریست
بس طویل و عریض کہ تفصیل آن درین چند اوراق متعسر است
بل متعذر بنا بر علیہ بر این چند کلمات اکتفا کردہ شد این قدر
مسئلہ اجماعیہ ست کہ صحابہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم افضل اند
از سائر امت اگرچہ بعضے از ایشان مرتبہ اجتہاد و منصب
ولایت تامہ نمی داشتند ہمچنین قیاس باید نمود کہ ہمنشینان
ہر صاحب کمال افضل اند و اکمل از سائر اتباع او پس ہدایتیکہ
بفیض صحبت حاصل می شود لابد افضل ست بنسبت اقسام
دیگر اما خرق عادت پس بیانش آنکہ حق جل و علی بقدرت کاملہ خود

مشغول ہو جاتے ہیں ہم بیبیوں اور بچوں اور کاموں میں تو بھول
جاتے ہیں ہم بہت پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمھارا ہمیشہ
وہی حال رہتا جو میرے پاس ہوتا ہے اور ذکر میں تو راہوں میں
اور بچھونوں پر فرشتے تم سے مصافحہ کرتے اور روایت ہے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گاؤں والا آیا
اور کہا ہم پر بڑی سختی ہے اور بھوکوں مرتے ہیں گھروں والوں اور
مال کم ہو گئے اللہ پاک سے آپ ہمارے واسطے پانی کی دعا مانگیے ہم
تمھاری سفارش اللہ کے پاس لیجاتے ہیں اور اللہ تعالی کی سفارش
تمھارے پاس لاتے ہیں۔ پس فرمایا نبی اللہ نے پاک ہے اللہ پاک ہے
اللہ تعالی پھر حضرت تسبیح ہی پڑھتے رہے یہاں تک کہ اسکا اثر صحابہ
رضی اللہ عنہم کے چہروں میں معلوم ہونے لگا اور روایت ہے
بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے انھوں نے کہا کہ ہم نبی صلعم کے ساتھ
تھے آپ قبرستان میں تشریف لائے پھر آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی گرد آگرد بیٹھ
اور ہم بالکل چپکے بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے اور فرمایا نبی صلعم نے
کہ اللہ تعالی کے بندوں میں بہتر وہ بندہ ہے جب انکو دیکھیں اللہ
تعالی یاد آوے اور روایت کیا گیا بعض صحابہ سے انھوں نے
کہا کہ ہم رسول اللہ صلعم کو تو اپنے ہاتھوں سے دفن کرتے تھے اور ہمارے
دلوں میں سے ایمان اڑا جاتا تھا۔ الحاصل یہ ہدایت کہ فیض
صحبت سے حاصل ہوتی ہے ایک امر نہایت طویل و
عریض ہے جسکی تفصیل ان چند اوراق میں متعذر ہے
بنائً علیہ ان چند کلمات پر اکتفا کیا گیا۔ اس قدر مسئلہ متفق
علیہ ہے کہ صحابہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت سے افضل ہیں
اگرچہ ان میں سے بعض صحابہ مرتبہ اجتہاد او منصب ولایت تامہ
نہ رکھتے تھے ایسے ہی قیاس کرنا چاہیے کہ ہر صاحب کمال کے
ہمنشین اسکے تمام تابعین سے افضل و اکمل ہیں پس جو ہدایت کہ
فیض صحبت سے حاصل ہوتی ہے لابد بہ نسبت اقسام دیگر افضل ہے۔ اب خرق
عادت کو ملاحظہ فرمائیے جناب باری تقدس صفاتہ اپنی قدرت کاملہ سے

بسوے آن ترغیب می نماید قال اللہ تبارک تعالیٰ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ
این ست صورتِ ظاہرہ ادراک فیض صحبت اما حقیقتش
پس بیانش آنکہ از بسکہ روح ایشان گلدستہ ایست از
گلشنِ ملکوت و تند شعلہ ایست از آتش جبروت پس چنانکہ
ہرگاہ گلدستہ درمیان محفل می نہند حاضران از ہر سو بہ او
می شوند لابد بوے دل آویز او بہ دماغ ہر کس می رسد و
روح را فرحے و سرورے حاصل می شود کسی کہ مزکوم ست
البتہ از ادراکِ لذت محروم ست ہمچنین ہرگاہ کہ شمعے در
محفلے روشن می شود نورِ او بہ ہر کس و ناکس می رسد اگر آئینہ
است از نورِ او تابناک ست بلکہ از عکسِ او بجد درخشان ست
کہ بر دیگرانِ نور افشان ست و اگر آئینہ نیست این قدر البتہ
کہ در ظلمت تار نیست بالجملہ این قدر ضرور ست کہ تمام محفل پر
از نور ست ہر کس بلاحظہ او مسرور آری کسی کہ بے بصرست
البتہ از نور افشانی او بیخبر ست ہمچنین قلوب ہمنشینان ایشان
بلذتِ روحانی مسرور ست و بقوۃ ایمانی معمور انجا نور انوار
ہدایت از دل ایشان تابش میکند عکس آن دل ہمنشینان
را آرایش می دہد بروق عظمت و کبریا بر دلہاے
ایشان می درخشند قلوب ہمنشینان از خشیت ہیبت می لرزد
آتش تفرید و تجرید در قلوب ایشان می افروزند چرکِ بشریتِ
ہمنشینان از ان می سوزند زلالِ رحمت بر ایشان می بارد
نہال ہمنشینان از ان برگ و بار می آرد چنانچہ این معنی
در احادیث متعددہ مذکور گردیدہ از انجملہ آنکہ صحابہ عرض
نمودند کہ یا رسول اللہ نکون عندک تذکرنا بالنار و
الجنۃ کانا رای عین فاذا خرجنا من عندک

اُسکی اتباع کی رغبت دلاتا ہی چنانچہ ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ)
پس لڑ اسکی راہ میں نہیں تکلیف دیجاتی ہی مگر جان تیری اور
رغبت دلا ایمان والوں کو۔ یہ فیض صحبت کے اوراک کی صورت ظاہرہ کا
بیان ہوا اب اُسکی حقیقت سننا چاہیے از بسکہ روح نبیا گلشن
ملکوت کا ایک گلدستہ ہے اور آتش جبروت کا ایک تند شعلہ ہی
سو جس طرح پر کہ جس وقت گلدستہ محفل میں رکھتے ہیں اور
حاضرین ہر طرف سے اُسکے گرداگرد جمع ہوتے ہیں بالضرور اُس کی
بوے دلاویز ہر کسی کے دماغ میں راحت پہنچاتی ہی اور
روح کو فرحت اور سرور میں لاتی ہے جو کوئی مزکوم ہی البتہ
حصول لذت سے محروم ہے ایسے ہی جس وقت کہ شمع محفل
میں روشن ہوتی ہی اُس کا نور ہر کس و ناکس کو پہنچتا ہے اگر
آئینہ ہے اُسکے نور سے تابناک ہے بلکہ اُسکے عکس سے
اس قدر درخشاں ہی کہ اوروں پر نور افشاں ہی اور اگر آئینہ
نہیں ہے اسی قدر بس ہی کہ ظلمت سے خارج ہی قصہ کوتاہ
یہ امر ضرور ہے کہ تمام محفل پر نور ہے اور ہر کوئی اُسکے
ملاحظہ سے مسرور ہاں جو کوئی نابصر ہی البتہ اُسکے نور افشانی
سے بیخبر ہی اسی طرح پر انکے ہمنشینوں کے دل روحانی لذت سے
مسرور ہیں اور قوتِ ایمانی سے معمور جس قدر انکے دل فیض منزل سے
انوار ہدایت کا ظہور ہوتا ہی انکے عکس سے ہمنشینوں کا دل سراپا نور
ہوتا ہی شانِ عظمت اور کبریائی کی بجلیاں اُنکے دلوں پر ہمیشہ
درخشاں ہیں ہمنشینوں کے دل خوف اور ہیبت سے ہر وقت لرزاں ہیں
آتش تفرید و تجرید انکے دل میں روشن ہوتی ہی ہمنشینوں کی بشریت کے
آلائش اُس سے زائل ہوتی ہی ابر کرم اُن پر شرم آب رحمت
برساتا ہی نہال ہمنشینان اُس سے برگ و بار تازہ لاتا ہی چنانچہ یہ معانی احادیث
متعددہ میں جابجا مذکور ہوئی انہیں سے چند حدیثیں نقل کیجاتی ہیں
ایکروز صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ترجمہ) ہم آپکی خدمت
میں ہوتے ہیں آپ ہمکو دوزخ اور جنت کا ذکر سناتے ہیں تو گویا
ہم آنکھ سے دیکھتے ہیں پھر جب ہم آپکے نزدیک سے چلے جاتے ہیں

گو کہ در حق بعضے سعدا اتفاقاً سبب ہدایت گردد ولیکن ظہور آن بالذات برائے اتمام حجۃ و اسکات مخالفین و الزام مجادلین و تادیب گستاخان شوخ چشم و تخویف معاندان پرخشم ست قال اللہ تعالیٰ وتبارک وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا چہ پر ظاہر ست کہ ہدایت عبارت از نورے کہ از رحمت الٰہیہ در قلب سعید ازلی باران صفت می ریزد کہ او را بر محبت محبوب حقیقی و اطاعت معبود تحقیقی می انگیزد حتی کہ در محبت او جان و مال می بازد و در اطاعت او مثل باد پا می تازد و این معنی از مشاہدہ ظہور خوارق کمتر حاصل می شود چہ شخصے کہ در مناظرہ و مجادلہ ملزم و لاجواب می شود در دل و محبت و اخلاص کمتر حادث می شود آرے حیران و سرگردان و دست و پا گم کردہ ساکت می شود پس ازین بیان واضح شد کہ ظہور خوارق گاہ گاہ کافی ست و صدور آن ہر بار از لوازم ہدایت نیست و نیز واضح گشت کہ اگر از شخصے خوارق ظہور ننمود و کسی را از حاضران این معنی ہدایت حاصل نگردید این معنی باعث نقصان منصب او نمی تواند شد و اما آنکہ چگونہ حادث می شود پس بیانش آنکہ حق جل و علی بقدرت کاملہ خود در عالم تکوین تصرفے عجیب و غریب بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود می نماید نہ آنکہ قدرت صدور خرق عادت در وے ایجاد می فرماید و او را بہ اظہار آن مامور می نماید حاشا و کلا قدرت تصرف در عالم تکوین از خواص قدرت ربانی ست نہ از آثار قوت انسانی اما اظہار دعوت پس بیانش آنکہ حق جل و علی الشان با حکمت کاملہ خود سلیقہ تربیت اشخاص مختلف المزاج و قوت کلام فصیح بیان بلیغ

اگرچہ بعض مقبولین کے حق میں اتفاقاً سبب ہدایت ہوئی بلکہ بالذات اسکا ظہور اتمام حجت اور اسکات مخالفین اور الزام مجادلین و تادیب گستاخان شوخ چشم اور تخویف معاندان پرخشم کے لیے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (ترجمہ) اور نہیں بھیجتے ہیں ہم نشانیاں مگر ڈرانے کو۔ کیونکہ یہ بات خوب ظاہر ہے کہ ہدایت اُس نور کو کہتے ہیں جو جناب باری کی رحمت سے سعید ازلی کے دل میں باران صفت آتا ہے اور اسکو محبت محبوب حقیقی اور اطاعت معبود تحقیقی پر اُٹھاتا ہے یہانتک کہ اُسکی محبت میں جان و مال سے مُنہ نہیں موڑتا ہے اور اُسکی اطاعت میں مثل باد با دوڑتا ہے اور یہ معنی خوارق کے مشاہدہ سے کمتر حاصل ہوتے ہیں اسلیے کہ جو شخص مناظرہ اور مجادلہ میں ملزم اور لاجواب ہوتا ہے اُسکے دل میں محبت اور اخلاص بہت کم پیدا ہوتا ہے ہاں حیران اور سرگردان ہاتھ پیر گم کر کے چپ ہو جاتا ہے اور پریشان ساکت ہوتا ہے پس اس بیان سے ظاہر ہوا کہ ظہور خوارق کبھی کبھی کافی ہے اور اُسکا صدور ہر بار لوازم ہدایت سے نہیں ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ اگر کسی شخص سے خوارق کا ظہور ہو اور کسی کو حاضرین سے معنی ہدایت حاصل نہوی تو یہ بات اُسکے منصب کے نقصان کا باعث نہیں ہو سکتے۔ رہا اس بات کا ذکر کہ خوارق عادت کا ظہور کیونکر ہوتا ہے سو بیان اُسکا یہ ہے کہ جناب باری جل جلالہ وعم نوالہ اپنی قدرت کاملہ سے عالم موجودات میں اپنے مقبولین بارگاہ کے تصدیق کے بارہ میں عجیب و غریب تصرف فرماتا ہے نہ یہ کہ خرق عادت کے صدور کی قدرت اُسمیں پیدا کرتا ہے اور اُسکو اُسکے اظہار کے واسطے مامور فرماتا ہے حاشا و کلا عالم ایجاد میں تصرف کی قدرت قدرت ربانی کا خلاصہ ہے قوت انسانی کے آثار سے نہیں۔ اب اظہار دعوت کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے بیان اُسکا یہ ہے کہ جناب کبریا حضرت انبیاء کو اپنی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے اشخاص مختلف المزاج کی تربیت کا سلیقہ اور دربارۂ ہدایت بیان بلیغ اور کلام فصیح کی قوت

بنا بر تصدیق انبیاء علیہم السلام چیزے اظہار می فرماید کہ صدور
آن چیز بہ نسبت ایشان ممتنع می نماید اگرچہ بہ نسبت دیگر کس
ممتنع نمی باشد تفصیلش آنکہ وجود بعضے اشیا بحسب عادت اللہ
موقوف می باشد بر فراہم آمدن اسباب و ادوات آنچیز پس کسیکہ ادوات و آلات
حاصل می دارد صدور چیز مذکور ازو خرق عادت نیست و کسی کہ
ادوات مذکورہ حاصل نمی دارد البتہ صدور آن ازو از قبیل خرق
عادت است مثلاً نوشتن بہ نسبت نویسندہ خرق عادت نیست و
بہ نسبت اُمّی خرق عادت است و کشتن بسلاح خرق عادت
نیست و بمجرد ہمت و دعا خرق عادت است پس ازین بیان
واضح گشت کہ این معنی لازم نیست کہ ہر خرق عادت خارج
از مطلق طاقت بشری باشد بلکہ ہمین قدر لازم ست کہ بہ نسبت
صاحب خارقہ صدور آن خلاف عادت باشد بجہت فقدان
ادوات و آلات پس بسیار چیزہاست کہ ظہور آن از مقبولین حق از
قبیل خرق عادت شمردہ می شود حالانکہ امثال ہمان
افعال بلکہ اقوی و اکمل ازان از ارباب سحر و اصحاب طلسم
ممکن الوقوع باشد پس وقتی کہ بر حاضران واقعہ این قدر ثابت
باشد کہ صاحب خارق مہارت در فن سحر و طلسم
نمی دارد پس لابد صدور خارقہ مذکورہ علامت صدق او
توان بود و لہذا نزول مائدہ از معجزات حضرت مسیح
شمردہ می شود بخلاف آنچہ اہل سحر بسیارے از اشیاء نفیسہ
از جنس میوہ و شیرینی باستعانت شیاطین حاضر می آرند
و در دوستان و ہمنشینان خود افتخار می نمایند چون معنی
خارق عادت واضح گشت لابد درین مقام تامل باید نمود کہ
خرق عادت چرا ظاہر میگردد و چگونہ ظاہر میگردد اما اول
پس باید دانست کہ ظہور خوارق بالذات از اسباب ہدایت نیست

انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کے لیے ایسے امر کا ظہور فرماتا ہے کہ
اُنکی نسبت اُسکا صدور غیر ممکن معلوم ہوتا ہے اگرچہ دوسرے کی سبب
متعذر نہو تفصیل اسکی یہ ہے کہ بعض اشیاء کا وجود بحسب عادۃ اللہ
اُنکے اسباب اور آلات کے فراہمی پر موقوف ہوتا ہے پس جس کسیکو
اُنکی ادوات و آلات حاصل ہیں اُس سے اُن چیز کا صدور خرق
عادات میں داخل نہیں ہاں جو کوئی یہ اسباب اور آلات اپنے
پاس مہیا نہیں رکھتا ہے اُس سے ایسی اشیاء کا ظہور خرق
عادت کہلاتا ہے مثلاً کتابت کاتب کی نسبت خرق عادت
نہیں اور اُمّی کی نسبت خرق عادت ہے اور ہتھیار سے قتل
کرنا خرق عادت نہیں اور بمجرد ہمت و دعا خرق عادت ہے
تو اس بیان سے واضح ہوا کہ یہ معنی ضروری نہیں کہ ہر خرق عادت
مطلقاً طاقت بشری سے صادر ہوتا ہے بلکہ اسی قدر
لازم ہے کہ بہ نسبت صاحب خارقہ اُسکا صدور بجہت فقدان آلات
خلاف عادت ہوئی پس اکثر اشیاء کا ظہور مقبولان حق سے منجملہ
خرق عادت شمار کیا جاتا ہے حالانکہ اُن جیسے افعال بلکہ اُنسے
اقوی اور اکمل ارباب سحر اور اصحاب طلسم سے ممکن الوقوع
اور سہل الصدور ہیں سو جس صورت میں کہ حاضران واقعہ پر اس
قدر ثابت ہوئی کہ صاحب خارق فن سحر و طلسم میں مہارت
نہیں رکھتا ہے تو بالضرور صدور خارقہ مذکورہ اُسکے صدق
اور راستی کی علامت ہے اور اسی بنا پر نزول مائدہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے شمار کیا جاتا ہے بخلاف
اہل سحر کہ بہت سے اشیاء نفیسہ از جنس میوہ و شیرینی وغیرہ
شیاطین کی استعانت اور مدد سے حاضر کرتے ہیں اور
اپنے دوستوں اور ہمنشینوں میں اپنی کمالیت کا دم بھرتے
ہیں جب کہ خرق عادت کے معنی مذکور ہوئے بالضرور
اس مقام میں تامل کرنا چاہیے کہ خرق عادت کس لیے
اور کیونکر ظاہر ہوتے اول کا بیان یہ ہے کہ ظہور
خرق عادات بالذات اسباب ہدایت سے نہیں

از اشعار مناسب حال یا بطریق بیان مثلی از امثال یا در ضمن افسانہ ہائے گزشتہ یا در ضمن مواعید پیوستہ او را بران آگاہ می سازد و ہمچنین وقتے کہ او را می بیند کہ عملی از اعمال مستحسنہ می کند اما طریق آن عمل نمی داند او را برین معنی بطریق مذکورہ آگاہ می سازد یا بایں طریق کہ خود روبروے او ہمان عمل را بطریق احسن بجا می آرد تا بملاحظہ او طریق آن را یاد گیرد و بالجملہ این پارہ ایست از تفصیل اقسام کلام ایشان پس دعوت از ایشان برہمین طریق ظاہر می گردد نہ بطریق مدرسان مدارس کہ وقتے برائے تدریس علم تعین می کنند و درہمان وقت نشستہ بتعلیم بابے از ابواب احکام مثل مسائل طہارت یا صلوٰۃ یا زکوٰۃ ہمت می گمارند و مسائل ہمون باب را دران مجلس خواہ واقع باشد خواہ فرضی یک یک مسلسل می شمارند کہ این طریق دانش آموزان ست نہ روش تربیت کنندگان بالجملہ نفع دعوت ایشان ممزوج بفیض صحبت ایشان و انتفاع کامل از کلام ایشان مخلوط ست بطول ملازمت ایشان تعمق کتاب و تکلف خطاب کمتر از ایشان راست می آید شان امیت بر ایشان غالب می باشد و نشان تعمق و تکلف مغلوب سادگی در نظر ایشان محبوب می باشد و بے تکلفی مرغوب و نیز باید دانست کہ دعوت ایشان بدو طریق واقع می شود بیان حکمت و کلام موعظت اما بیان حکمت پس تفصیلش آنکہ حق جل و علی برحمت خاصہ خود ایشان را قوت بیانی بوجہے عنایت می فرماید کہ مکنون مافی الضمیر را بوجہے ادا می فرمایند و آن را بہ شواہد و دلائل بوضعے بین می گردانند و غوامض مقاصد را در ضمن تمثیلات و تشبیہات بطریقے روشن می کنند کہ مدعاے ایشان در نظر سامعین

اور کبھی اشعار مناسب حال پڑھکر رو براہ کرتے ہیں کبھی عبرتاً کوئی مثل یا فسانہ سنا کر اُن کے کان کھول دیتے ہیں کبھی نہایت نرمی سے اُنکے سامنے بولتے ہیں اور ایسے ہی جس وقت یہ حضرات اُن کو کوئی اچھا عمل خلاف طریق پر کرتے ہوے دیکھتے ہیں اُنکو اس معنی پر بطریق مذکورہ آگاہ کرتے ہیں یا اُسی عمل کو بطریق احسن اُس کے روبرو تعلیماً خود بجالاتے ہیں قصہ کوتاہ اُن کے کلام کے اقسام بہت ہیں یہ قسم کلام بھی اُنہیں سے ہی خیال کرنا چاہیے پس ان حضرات سے دعوت اسی طریق پر ظاہر ہوتی ہے نہ مدرسان مدارس کے طور پر کہ علم پڑھانے کے واسطے ایک وقت معین کرتے ہیں اور اُسی وقت کسی جاے بیٹھکر مسائل طہارت اور احکام زکوٰۃ وغیرہ تعلیم فرماتے ہیں خواہ وہ مسائل واقعی ہوں یا فرضی ایک ایک مسلسل سمجھاتے ہیں سو یہ دانش آموزوں کا طریق ہے تربیت کرنے والوں کی روش ایسی نہیں ہوتی۔ الحاصل ان کی دعوت کا نفع ان کے فیض صحبت کے مربوط ہے اور انتفاع کامل ان کے طول ملازمت کے باعث ان کے کلام سے مخلوط ہے۔ تعمق کتاب اور تکلف خطاب بہت کم ان کی ذات سے ثابت ہوتا ہے بلکہ شان اُمیت ان پر غالب ہوتی ہے اور نشان تکلف مغلوب سادگی ان کی نظر میں محبوب ہوتی ہے اور بے تکلفی مرغوب اور یہ بھی واضح ہو کہ ان کی دعوت اکثر دو طریق پر واقع ہوتی ہے اوّل بیان حکمت دوم کلام موعظت۔ بیان حکمت کی یہ تفصیل ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہ وعم احسانہ اپنی رحمت خاصہ سے اُن کو قوت بیانی ایسے وجہ پر عنایت فرماتا ہے کہ مکنون مافی الضمیر کو اس طور پر ادا کرتے ہیں اور اُس کو دلائل اور شواہد کے ساتھ اس وضع پر ظاہر کرتے ہیں اور غوامض مقاصد کو ضمن تمثیلات اور تشبیہات میں ایسے طریق پر روشن کرتے ہیں کہ اُن کا مدعا سامعین کی نظر میں

در مقدمۂ ہدایت و ایضاح تقریر در باب اظہار مافی الضمیر عطا می فرماید چنانچہ حق جل و علی در حق حضرت داؤد علیہ السلام می فرماید وَاٰتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ مراد از حکمت ہمین سلیقۂ تربیت ست و مراد از فصل خطاب بیان بلیغ و حضرت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم را امر فرمودہ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا لیکن تامل باید نمود کہ دعوت ہادیان مبعوثین بطرزے دیگر می باشد و تعلیم دانشمندان فنون بطرزے دیگر و امتیاز فیما بینہما بدو وجہ ست اول آنکہ کلام دعوت ایشان جاری می باشد بر محاورات اہل عرف کہ در معاملات و مکالمات خود آن را استعمال می نمایند نہ بر اصطلاحات دانشمندان کلام و مصنفان کتب کہ تحریر و تقریر خود را بر آن مبنی می سازند بسا مجاز کہ در محاورات عرفیہ بہ نسبت حقیقت شائع تر ست و بسا قید ست کہ اتفاقی ست نہ احترازی و بسا تکرار ست کہ محض برائے تقریر و تاکید نہ برائے افادہ مضمون جدید و بسا مضمون ست کہ جزوے ازان کلام مستفاد می شود و پارہ ازان مفوض بقرائن حالیہ می باشد و بسا کلمات ست کہ از اصل خود خارج شدہ بطریق غلط العام بر زبان خواص و عوام دائر و سائر گردیدہ پس تکلم بہ کلمۂ مذکورہ بہمین طریق دائر و سائر فصیح ست و بر قانون اصل غیر فصیح بالجملہ کلام دعوت ایشان را بر آئین تقریر خطاب باید فہمید نہ بر قانون تصنیف کتاب و وجہ ثانی آنکہ حال ایشان در باب تربیت قوم خود حال پدر شفیق ست یا اتالیق دانشور کہ بنظر تربیت خود در احوال ایشان وجہ نگاہ چیزے غیر مناسب از ایشان صادر می شود و از بطریق تالیف و نرم تلوب و عنف یا در لباس مشورہ و صلاح یا در رنگ طیبت و مزاح یا بطریق اشارہ و کنایہ یا بطریق خواندن شعرے

اور در باب اظہار مافی الضمیر تقریر کی وسعت اور وضاحت عطا فرماتا ہے جنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں سناتا ہی (ترجمہ) یعنی ہمنے اسکو حکمت اور فصل خطاب عنایت فرمایا۔ مراد حکمت سے یہی سلیقہ تربیت ہے اور فصل خطاب سے بیان بلیغ مراد ہے اور ہمارے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو ارشاد ہوا (ترجمہ) اور کہہ تو اُن کے نفسوں میں قول بلیغ۔ لیکن غور فرمانا چاہیے کہ ہادیان مبعوثین کی دعوت کا طرز اور ہے اور دانشمندان فنون کی تعلیم کا طریقہ دوسرا ہی اور امتیاز ان دونوں میں دو وجہ سے حاصل ہوتی ہی اول یہ ہی کہ انکی دعوت کا کلام محاورات اہل عرف پر جاری ہوتا ہی کہ جنہے معاملات اور مکالمات میں اُس کا استعمال کرتے ہیں اور دانشمندان کلام اور مصنفین کتب کے اصطلاحات پر اُسکا اجرا نہیں ہوتا کہ انکی تحریر و تقریر کی اصطلاحیں اور ہیں بہت مجازات ایسے ہیں کہ محاورات عرفیہ میں بہ نسبت حقیقت زیادہ شیوع رکھتے ہیں اور بہت سی قیدیں اتفاقی ہیں اور اکثر مقام پر اس قسم کی تکرار ہی کہ محض تقریر اور تاکید کے بارہ میں اس کا اعتبار ہی اور مضمون جدید کا فائدہ اُس سے متصور نہیں اور بہت مضمون اس قسم کے ہیں کہ اُسسے بلفظ معانی حاصل ہوتے ہیں اور کسی قدر قرائن حالیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور اکثر کلمات کا یہ حال ہی کہ اپنی اصل سے خارج ہو کر غلط العام کے طور پر خاص و عام کی زبان پر جاری ہی جب یہ بات معلوم ہو چکی تو تامل فرمانا چاہیے کہ تکلم کلمہ مذکورہ ایسے طریق جاریہ کے ساتھ فصیح ہی اور قانون اصل پر غیر فصیح۔ الحاصل انکے کلام دعوت کو آئین تقریر و خطاب جاننا چاہیے نہ قانون تصنیف کتاب پر۔ وجہ ثانی یہ ہی کہ قوم کی تربیت کے بارہ میں ان حضرات کا حال پدر مہربان کے حال خیال فرمانا چاہیے یا اتالیق دانشور پر قیاس کرنا چاہیے اور انکی نگاہ تربیت ہر وقت انکے حال کی طرف نگراں ہی جس وقت کوئی شی غیر مناسب اُنسے صادر ہوتی ہی اسکو طرح سمجھاتے ہیں کبھی اُنکو بطریق تالیف انس اچھی باتکے عبرت دلاتے ہیں اور کبھی ادب اور سختی سے بُری باتوں سے بچاتے ہیں کبھی بہ لباس مشورہ و صلاح اور کبھی برنگ خوش طبعی و مزاح اُنکے ساتھ پیش آتے ہیں اور کبھی اُنکو اشارے اور کنایے کے طور پر آگاہ کرتے ہیں

بلکہ مقصود ایشان آن ست کہ در دو این حال وسیلۂ سخن ایشان
در مقام اطاعت و انقیاد و امتثال احکام رب العباد گردد
و باعث تہذیب اخلاق و صلاح اعمال ایشان شود و این را
موعظۂ حسنہ می گویند و گاہ گاہ ایشان در مقام دعوت طریق
ثالث ہم استعمال می فرمایند و آن جدل ست بیانش آنکہ
گاہے مجادل معاند را بلطیفۂ عام فہم و نکتۂ ظریف پسند ساکت و
ملزم می فرمایند گو کہ اصل حقیقت بہ آن منکشف نگردد کما
قال اللہ تعالیٰ اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰی تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ
ضِیْزٰی ہر چند نسبت مطلق ولد خواہ ذکر باشد خواہ انثیٰ
بجناب او تعالیٰ سراسر باطل و محال ست فاما ازبسکہ مخالفین
برائے او تعالیٰ بنات ثابت می کردند و برائے خود بنین آرزو
می داشتند بناء علیہ بہ این لطیفہ مخاطب شدند ہر چند اکثر
ظرفا این فن جدل را در باب خود نہایت استعمال می کنند
لکن در ان یک مضرتے ہم ہست و آن این ست کہ ظرفا
را در حال لطیفہ گوئی و نکتہ سنجی پاس دین و ایمان و مراعات
آئین ادب باقی نمی ماند بلکہ ہر لطیفہ کہ مناسب حال می بینند
بلا تکلف آن را بر زبان می رانند و این را عین کمال خود
می دانند و این ہرگز طریقۂ انبیاء علیہم السلام نیست بلکہ
مقصود ایشان ہمین می باشد کہ با وجود حفاظت دین و
رعایت ادب معاندین دین را اسکات می فرمایند و بس و
این را جدال حسنہ می گویند انبیاء بہ استعمال این ہر سہ
طریق مامور اند کما قال اللہ تعالیٰ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ
رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْہُمْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ
و ازبسکہ جدل فی الحقیقت از جنس دعوت الی الحق نیست
لکن از لواحق و توابع او ست بناء علیہ این را علیحدہ فرمودند

بلکہ انکا مقصود اصلی وعظ و نصیحت سے یہی کہ بندگان خدا کو مقام اطاعت
اور فرمانبرداری میں رسوخ حاصل ہوا اور تہذیب اخلاق و صلاح
اعمال بدرجہ کامل ہو اسی کا نام موعظہ حسنہ ہو اور کبھی کبھی حضرات
مقام دعوت میں طریق ثالث کا بھی استعمال فرماتے ہیں جس کو
جدال کہتے ہیں اور بیان اس کا یہ ہے کہ کبھی مجادل معاند یعنی دشمن
کو لطیفہ عام فہم اور نکتہ ظراف پسند کے ساتھ ساکت اور ملزم فرماتے
ہیں اگرچہ اصل حقیقت اس سے منکشف اور ظاہر نہ ہوئی
چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ کیا تمہارے واسطے بیٹے
ہیں اور اس کے واسطے بیٹیاں تو یہ بانٹنا تو بھونڈا ہے) ہر چند
نسبت مطلق ولد خواہ مذکر ہو یا مؤنث جناب باری کی
طرف کرنا سراسر باطل اور محال ہی لیکن ازبسکہ مخالفین اس
ذات پاک کے واسطے لڑکیاں ثابت کرتے تھے اور اپنی واسطے
لڑکوں کی آرزو رکھتے تھے بناء علیہ اس لطیفہ کے ساتھ ان کی
طرف خطاب ہوا۔ اگرچہ اکثر ظریف لوگ اس فن جدل کو
باہم بدرجۂ کمال استعمال کرتے ہیں لیکن اس میں ایک قسم
کی مضرت بھی جس کا بیان یہ ہی کہ ظریف کو لطیفہ گوئی اور نکتہ
سنجی کی صورت میں دین و ایمان کا پاس اور آئین ادب کا
لحاظ باقی نہیں رہتا ہے بلکہ جس لطیفہ کو کہ مناسب حال
اور موافق قال خیال میں لاتا ہے بلا تکلف زبان پر چلاتا ہے
اور اس کو عین کمال جانتا ہے اور یہ ہرگز طریقہ انبیاء علیہم السلام
نہیں بلکہ مقصود ان کا یہی ہوتا ہے کہ دین کی حفاظت
اور ادب کی رعایت بھی ہاتھ سے نہ جاوے اور دشمن دین بھی سکوت
میں آئے اسی کو جدال حسنہ کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام کو ان
طریقے کے استعمال کا حکم ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
(ترجمہ بلا اپنے پروردگار کی راہ کی طرف پکی باتیں سمجھا کر اور اچھی نصیحت سنا کر
اور جھگڑ ان سے اس طرح سے کہ وہ اچھی ہے) اور ازبسکہ جدل سے
حقیقت جنس دعوت الی الحق سے نہیں لیکن اس کے
لواحق سے ضرور ہے لہٰذا اس کا ذکر علیحدہ فرمایا

چندان پیدا و ہویدا می گردد کہ گویا معنی معقول المصورت
محسوس متمثل شدہ پیش روے مستمعین حاضر می شود و صورت
آن موہوبر صفحۂ خیال ایشان منقش می گردد حتی کہ از دل
ہر مستمع گواہی بحقیقت آن سر بر زدہ اطمینان بصدق
آن در وجدان ہر سلیم الوجدان فرو می رود و عقل ہر صاحب
عقل پسند می کند و فکر ہر صاحب فکر بہمان سمت بلندی می پرد
اگرچہ بسیارے از مستمعین بسینہ زوری آن را اختیار نہ کنند و از
زبان خود بسبب تعصب بہ آن اقرار نہ نمایند اما در دل
می دانند کہ حق بجانب ایشان ست و تبختر و تکبر بجانب
ایشان کما قال اللہ تعالیٰ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا
أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۱ھ و اما کلام موعظت پس بیانش آنکہ
در اکثر احیان بنا بر بیدار کردن غافلان و آگاہ کردن جاہلان
و چالاک کردن سست ہمتان کلام شوق آمیز و وجد انگیز
از جنس بیان محبت الٰہی یا ذکر وسعت رحمت و شدت
غضب یا بیان معاملات راز و نیاز کہ فیما بین او تعالیٰ و
بندگان او تعالیٰ شخص گردیدہ یا ذکر تقلبات ادوار و اسلاف
و اخلاف یا تفصیل معاملات تعذیب و تنعیم کہ در ایام گزشتہ
یا در ایام پیوستہ خواہد گزشت از احوال برزخ و حشر و نشر و جنت
و نار و امثال ذالک بیان می فرمایند تا در باطن مستمعین شورشے
پیدا شود و در خواطر ایشان جوششے ہویدا گردد کہ از قسوت
قلبی زائل گردد و رقتے در دل حاصل شود ہر چند امثال این
کلمات از واعظان ہر زمان صادر می گردد فاما واعظ را
ازین بیش قدر مقصود نباشد کہ گریہ ہاے جان سوز و نعرہ ہاے
جگر دوز بوجد و اضطراب و حالت پیچ و تاب در حاضران مجلس
حادث گردد و انبیاء علیہم السلام را ہمین قدر مقصود نمی شد

اس قدر پیدا اور ہویدا ہوتا ہے کہ گویا معانی معقولہ صور محسوسہ کے
رنگ میں سامعین کے روبرو حاضر ہو کر جلوہ ظہور دکھاتے
ہیں پر وہ معانی موہوم ان کے صفحۂ خیال نقش پذیر ہو جاتے ہیں
یہاں تک کہ ہر سامع انکی حقیقت پر واقف ہو کر صدق دل سے انکی
واقفیت کی شہادت دیتا ہے اور اطمینان قلبی ہر سلیم الوجدان کو
اس سے حاصل ہوتی ہے اور ہر صاحب عقل کی عقل ان کو پسند کرتی
ہے اور ہر صاحب فکر کا فکر ان کی جانب بلند پروازی کرتا ہے اگرچہ
بہت سے سامعین اپنی سینہ زوری اور بے انصافی سے اختیار
نہ کریں اور تعصب کی باعث اپنی زبان سے اقرار نہ کریں لیکن
دل میں جانتے ہیں کہ حق انکی جانب ہے اور تبختر اور تکبر ان کی جانب
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ اور انکار کیا انھوں نے اسکا
اور یقین کیا انکی جانوں نے ظلم اور تکبر سے انکار کیا) لیکن کلام
موعظت پس اسکا بیان یہ ہے کہ اکثر اوقات میں غافلوں کے بیدار کرنے اور
جاہلوں کے ہوشیار کرنے اور سست ہمتوں کے چالاک کرنے اور
ناپاکوں کے پاک کرنے میں طرح طرح کی نصیحت فرماتے ہیں اور کلام
شوق آمیز اور وجد انگیز کہ جو بیان محبت الٰہی اور ذکر وسعت رحمت و
شدت غضب یا بیان معاملات راز و نیاز اور ذکر گردش
زمانہ اور تفصیل معاملات رنج و راحت اور احوال برزخ و قیامت
اور کیفیت بہشت و دوزخ وغیرہ کو شامل ہو سناتے ہیں
تاکہ سامعین کے دل میں ایک قسم کی سوزش پیدا ہو اور انکی
خاطر میں ایک طرح کا جوش ہویدا ہو جس سے دل کی سختی اور
سیاہی زائل ہو اور اعلیٰ درجہ کی رقت حاصل ہو ہر چند کہ
اس قسم کے کلمات ہر زمانہ کے واعظین کے زبان سے صادر
ہوتے ہیں لیکن ان کو وعظ و نصائح سے یہی غرض ہوتی
ہے کہ گریہ ہائے جاں سوز اور نعرہ ہائے جگر دوز اور
سبب وجد و اضطراب اور حالت پیچ و تاب حاضرین مجلس
سے پیدا ہوئی اور انبیاء علیہم السلام کو اس سے یہ غرض نہیں

ملا کہ فیمابین او تعالیٰ و بندگان او شخص گردیدہ ۱۲ منہ

کلام محض بیہودہ در پیش من مکن پس وقتے کہ آن طفل
مطابق امرِ مربی خود بجا می آرد آن مربی او را تحسین و آفرین
می کند و الا سرزنش و نفرین می فرماید رنجے از دست و
زبان بہ او می رساند و مقصود از ہمہ تربیتِ او ست نہ
خدمتِ او برائے ذات خود لہذا سرانجام دیگر حوائج خود
کہ دخل در تربیتِ او نمی دارد او را مامور نمی فرماید مثل
پختن طعام و دوختن جامہ و چرانیدنِ گاؤ و محافظتِ
سگ کہ ہرگز این خدمات اصلا بہ او تفویض نمی کند و او را
بسرانجام دادن این خدمات تکلیف نمی دہد پس این تربیت
را سیاستِ مربیانہ می گویم و شخصے باشد کہ کسے را برائے
خدمتِ خود نوکر گیرد پس بہمین امر مذکورہ و دیگر خدماتِ خود
او را مامور می سازد و اگر از و قصورے صادر می گردد او را
تعزیرے می رساند پس چنانکہ تادیبِ طفل در صورتِ اول
بر تقدیر قصور او را برائے سدِ باب آوارگی او بود ہمچنین تعزیرِ
او در صورتِ ثانیہ بنا بر انتقامِ ضررِ سابق او ست بہ نسبتِ
امورِ خود و برہم زدنِ خدمات او ہمچنین نظم و نسقِ رعایا و تادیبِ
برایا بنا بر تربیتِ ایشان می باشد کہ مبادا انتظامِ معاملاتِ
ایشان برہم شود و ایشان بسبب بے انتظامی سرگردان و بے
سروسامان شوند یا در دنیا بغضبِ ملکِ جبار گرفتار شوند یا
در عقبیٰ در درکاتِ نار رسند پس ہر چیزے کہ در انتظامِ معاملاتِ
معاش یا حصولِ نجاتِ معاد دخلے داشتہ باشد در ہمون
مقدمہ امر و نہی بہ او متوجہ می فرمایند و در مداہنتِ آن
بہ او تعزیر می رسانند و چیزے کہ بہ آن ہر دو تعلق نمی دارد
بہ او تعرض نمی کنند و بنا بر اظہارِ تحکم خود ایشان را در امور
بے فائدہ تنگ نمی کنند و ہمچنین محض بنا بر ابقائے امتیازِ خود

کلام سخت و بیہودہ میرے حضور میں نہ کر پس جس وقت وہ لڑکا
اپنے مربی کے امر کے مطابق حکم بجا لاتا ہے وہ مربی اسکی تحسین اور
آفرین کرتا ہے ورنہ سرزنش اور نفرین فرماتا ہے اور ایک طرح کا
رنج ہاتھ اور زبان سے اسکو پہنچاتا ہے اور ان سب باتوں سے
اُسی کی تربیت مقصود ہوتی ہے اپنی ذات کے واسطے کوئی
نفع اُس کی خدمت سے نہیں چاہتا لہذا حوائج دیگر کا سرانجام
کہ اُس کی تربیت میں اُس کو مداخلت نہیں کراتا جیسے کھانا
پکوانا اور کپڑے سلوانا گاؤ کا چروانا کتّے کی محافظت کرانا
کہ ہرگز یہ خدمات اُس کو تفویض نہیں کرتا ہے اور اُس کو ان
خدمتوں کے سرانجام کرنے کی تکلیف نہیں دیتا ہے سو میں
تربیت کو سیاست مربیانہ کہتا ہوں ہیں اور بعض شخص کا یہ
حال ہے کہ کسی کو اپنی خدمت کے واسطے نوکر رکھے پس اس امر مذکور
اور دوسری خدمتوں کے واسطے اسکو مامور فرمائے اگر کوئی قصور اس سے
ظہور میں آئے اسکو تعزیر پہنچائے پس جیسے کہ تادیب طفل صورت
اول میں بتقدیر تقصیر سدِ باب آوارگی ہوتی ہے ایسی ہی تعزیر اُسکی
صورت ثانیہ میں اُسکے ضرر سابق کے انتقام کی بنا پر ہے کہ بہ نسبت
امور خود اور برہم زنی خدمات اُس سے ظہور میں آنا علیٰ ہذا القیاس
رعایا کا بندوبست اور انتظام اور برایا کی تادیب کا اہتمام اُنکی تربیت
کی بنا پر ہوتا ہے کہ مبادا اُنکے معاملات کا انتظام برہم ہو وے اور وے بے
انتظامی کے باعث سرگردان اور بے سروسامان ہوویں یا دنیا میں
بادشاہ جبار کے غصہ میں گرفتار اور حیران ہوں یا قیامت کو طبقات
جہنم میں پہنچے پس جس چیز کو معاملات معاش کے انتظام یا
نجات معاد کے حصول میں داخل ہو اُسی مقدمہ میں امر و نہی اُسکی
طرف متوجہ فرماتے ہیں اور اُسکی سستی اور مداہنت میں اسکو تعزیر
اور ایذا پہنچاتے ہیں اور جو چیز کہ ان دونوں کے
ساتھ تعلق نہیں رکھتے اُس سے بحث نہیں کرتے اور اپنے
بحکم او سیاست کے ظاہر کرنے کے واسطے اُنکو امور بے فائدہ میں
تنگ اور مجبور نہیں کرتے اور ایسے ہی محض اپنی بقاء امتیاز کے لیے

ودر تحتِ دعوت داخل نمودند وایں ہر سہ را باین وضع در یک سلک نکشیدند ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ والجادل الحسن۔ اما انتیاز در میان ایں طریق وہر دو طریق اول واضح گردید

تنبیہ خامس در بیانِ سیاست

باید دانست کہ سیاست دریں مقام عبارتست از بندگانِ الٰہی بر قانونِ اصلاح معاش ومعاد بطریق امامت وحکومت پس مقصود از سیاست اصلاح ایشان ست بحکمرانی خود ونفع رسانی ایشان در معاش ومعاد نہ تحصیل منفعتے برائے ذاتِ خود بہ استخدام ایشان تفصیلش آنکہ سیاست بدو وجہ متعدی میشود اول سیاست مربیانہ دوم سیاست امیرانہ مثلاً شخصے می خواہد کہ طفلے را ہنرے وادبے تعلیم نماید واورا بہ وجہے مہذب ومودب گرداند کہ استعداد انسلاک در سلکِ سپاہیان سخت معاش وجفاکش کہ دشت نوردی وکوہ گردی کار ایشان ست وقطعِ منازلِ دور دست وطئے مراحل بالا وپست بے نان وآب وبے استراحت وخواب وشدتِ تمازتِ آفتاب شعارِ ایشان ست حاصل نماید ولیاقتِ ملازمت بادشاہی کہ موقوف بر یاد گرفتن طریق بجا آوردن آدابِ تعظیماتِ آن بادشاہ ست وبرخو گرفتن ہیئتِ تعظیم کہ عبارت از دست بستہ ایستادن تا مدتے سرنگون وخاموش ست بدست آرد لابد اورا ماموری فرماید کہ خدمتِ اسپِ من بکن کاہ برائے او بیار وبہ وقتِ حاجت دانہ وآب بدہ ومالشِ بکن وزین بہ ایں طریق بنہ ولگام بہ ایں وضع بدہ ورکاب ایں قدر دراز بکن وامثالِ آن وہمچنین میفرماید کہ روبروئے من تسلیمات وتعظیمات بہ ایں طریق ادا بکن وتا مدتے پیشِ من ایستادہ باش وسر بالا مکن ونظر تیز مرا مبین و

اور تحتِ دعوت میں داخل نہ کیا اور تینوں کو اس وضع پر ایک سلسلہ میں نہ کھینچا (ترجمہ بلا اپنے رب کی طرف تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور جھگڑ اُسے اچھی طرح) پس امتیاز اس طریق اور دونوں گزشتہ میں بخوبی واضح ہوئی

پانچویں تنبیہ بیانِ سیاست میں

جاننا چاہیے کہ سیاست اس مقام میں اس بات کو کہتے ہیں کہ بندگانِ خدا کی تربیت اور تہذیب قانونِ اصلاح معاش اور آئین درستی معاد پر امامت اور حکومت کے طور پر کیے جائے پس سیاست سے اُن کے حال کی اصلاح اور درستی در بارہ معاش ومعاد مقصود ہوتی ہے کہ ان کی حکمرانی اور اُن کی نفع رسانی اس کا باعث ہوتی ہے اور اِن کو اُنکی خدمت سے اپنی ذات کا کوئی نفع ملحوظ خاطر نہیں ہوتا اس کی تفصیل بایں طور سُننا چاہیے کہ سیاست دو طرح پر جاری ہوتی ہے اول سیاست مربیانہ دوم سیاست امیرانہ مثلاً کوئی شخص چاہیے کہ کسی لڑکے کو ہنر اور ادب سکھائے اور اُسکو اس طرح پر مہذب اور مودب بنائے کہ سپاہیوں کے زمرہ میں داخل ہونے کی استعداد حاصل کرے کیسے سپاہی سخت معاش جفاکش کہ دشت نوردی اور کوہ گردی انکا کام ہے بے نان وآب اور بے استراحت وخواب عین تمازتِ آفتاب میں قطع منازل دور دست اور طے مراحل بالا وپست اُنکا شعار انکا اسم ہے اور ملازمتِ بادشاہی کی لیاقت بہم پہنچائی کہ آدابِ تعظیمات کی بجا آوری کے طریق کا یاد کرنا اور تعظیم دست بستہ اور تسلیم دو دستہ کی ہیئت کا خوگر ہونا اسکے واسطے امر لابدی ہے یہ لیاقت اُسکو حاصل ہوتی ہے تو لابد اُسکو مامور فرماتا ہے کہ میرے گھوڑے کی خدمت بجالا اور گھاس اُسکے واسطے بہم پہنچا اور بوقتِ حاجت اُس کو دانہ دے اور اُسکے پانی کی خبر لے مالش اس طرح پر کر زین اس طریق پر رکھ لگام اس طرح پر دے رکاب اس قدر دراز کر وغیرہ وغیرہ اور یہ بھی حکم کرتا ہے کہ میرے روبرو تسلیمات وتعظیمات اس طریق پر ادا کر ایک مدت میرے سامنے دست بستہ سرنگوں کھڑا رہ سر نہ اٹھا تیز نظر سے مجھکو نہ دیکھ اور

ایمانی نیست نہ سیاست سلطانی پس میگویم کہ سیاست ایمانی
دو قسم ست اول آنکہ سیاست بنا بر انتظام صلاح معاملات
معاشیہ بنی آدم و بنا بر انتظام صورت اجمالیہ ایشان
باشد و آن را سیاست مدنی می گویم مثل احکام معاملات
از بیع و شرا و شراکت و احکام قضا و دعوی و شہادت
و یمین و امثال ذلک و قسم ثانی آنکہ بنا بر پاسداری دین و
خدمت گزاری ملت باشد مثل قتل کفار و اہانت مبتدعین و
الزام جزیہ و خراج بر ذمیین و امثال ذلک و این را
سیاست ملت می گویم و ہر یک ازین دو قسم بر دو قسمست
اول آنکہ سیاست در بعضے افعال جاری شود کہ فلان
فعل را از ایشان مطلوب ہست و فلان ممنوع و این را
سیاست افعالی گویم و قسم ثانی آنکہ سیاست جاری
شود در باب انفاق اموال یعنی این قدر مال در بیت المال
باید رسانید تا سد باب حوائج بنی آدم باو کردہ شود یا
در خدمت گزاری دین و ملت صرف گردد و این سیاست
اموالی می گویم پس گویا کہ سیاست ایمانی چہار قسم شد سیاست
مدنی افعالی و سیاست مدنی اموالی و سیاست ملت افعالی و سیاست
ملت اموالی پس پارہ ازین ہر چہار گانہ درین جا مذکور
می نمایم تا نمونہ باشد ازین پس می گویم قسم اول تعیین احکام
معاملاتیست کہ فیما بین بنی آدم جاری و ساری ہست
مثل تعیین احکام نکاح بتبیین ارکان و شروط و لوازم آن
مثل ایجاب و قبول و حضور شہود و وجوب مہر و امثال
آن و ہمچنین احکام طلاق و عتاق و نسب و ولادت و حضانت
و وراثت و نفقات ذوی الحقوق و احکام بیع و شرا و تجارت
ربا و احکام تجارت و شرکت و اجارہ و عاریت و مضاربت

ایمانی ہو نہ سیاست سلطانی پس کہتا ہوں میں کہ سیاست
ایمانی دو قسم پر ہے اول سیاست یہی کہ معاملات معاشیہ
بنی آدم کے اصلاح کا انتظام اور اُن کی صورت اجمالیہ کا
اہتمام اُس کے ساتھ متعلق ہے اور اس کو سیاست
مدنی کہتے ہیں مثل احکام معاملات بیع و شرا و شرکت اور
احکام قضا و دعوی و شہادت وغیرہ اور قسم ثانی یہ ہے
کہ اُس کا حصول پاسداری دین اور خدمت گزاری
ملت کے واسطے ہو جیسے مثل قتل کفار و اعانت مبتدعین
والزام جزیہ و خراج بر ذمیین وغیرہ اور اس کو
سیاست ملت کہتے ہیں اور پھر یہ دونوں قسم دو قسم
پر منقسم ہیں اول یہ کہ سیاست بعضے افعال میں
جاری ہوتی ہو کہ فلاں فعل اُن سے مطلوب ہے اور فلاں
ممنوع اور اس کو سیاست افعال کہتے ہیں اور
قسم ثانی یہ ہے کہ سیاست در باب انفاق اموال جاری
ہوں یعنی اس قدر مال بیت المال میں پہنچانا چاہیے تا
بنی آدم کے حوائج کا باب اُس کے ساتھ مسدود کیا جاوے
یا خدمت گزاری دین اور ملت میں صرف ہووے اور اس کو
سیاست اموال کہتے ہیں پس گویا کہ سیاست ایمانی کی
چار قسمیں ہوئیں سیاست مدنی افعالی سیاست مدنی اموالی سیاست
ملت افعالی سیاست ملت اموالی اب کسی قدر ان چاروں قسموں سے
بطور نمونہ اس مقام پر بیان کرتا ہوں میں کہ قسم اول
اُن معاملات کے احکام کے تعین کے واسطے ہے جو فیما بین
بنی آدم جاری اور ساری ہیں مثل تعیین احکام نکاح
مع بیان ارکان و شروط و لوازم مثل ایجاب و قبول و
حضور و شہود و وجوب مہر وغیرہ اور ایسے ہی احکام طلاق
و عتاق و نسب و ولادت و حضانت و وراثت و نفقات
ذوی الحقوق اور احکام بیع و شرا و ربا اور احکام
تجارت و شراکت و اجارہ و عاریت و مضاربت

ایشان را از تشبیہ بخود در لباس و طعام و زی و کلام مانعت نمی کنند و از مساوات خود در نشستن و برخاستن و گفتن و شنفتن و سائر عادات و معاملات کہ مضر در حق ایشان در معاش و معاد نباشد باز نمیدارند بہ امورِ تربیت حتی المقدور طریقے از طرق ہدایت کہ سابق مذکور گرد یدار دست نمی دہند اگر حصول تربیت بطریق ہدایت متعذر می نماید ہمان وقت بسیاست نوبت می رسانند و ترغیب در سیاستِ ایشان اغلب می باشد از زجر و لطف اظہر می باشد از قہر اول آئینِ سیاست را بر جانِ خود قبول می نمایند بعد از ان ایشان را طوعاً یا کرہاً بسوے آن می کشند و این را سیاست ایمانی می گوئیم و گاہے بنا بر جلبِ منفعتے برائے ذاتِ خود باشد بحکوم کردنِ ایشان مثلاً فراہم کردن خزانہ بیشمار بنا بر حصول معنی تکلف در طعام و لباس و عمارت و سلاح و غیر ذالک یا برائے تحصیل معنی بادشاہت و فرمانروائی سلطنت و کشور کشائی برائے ذاتِ خود یا بنا بر جمع آوریِ لشکر جرار خونخوار یا بنا بر زیر و زبر کردن مخالف خود یا بنا بر مجرد حصول امتیاز از مابین بنی نوع خود بہ زیادتِ عزت و مکنت و امثالِ ذالک پس مقصود ایشان از سیاستِ افرادِ انسان مجرد اصلاح حالِ ایشان نیست بلکہ اصل مقصود ہمین ست کہ ایشان اطاعت و رفاقت اختیار کنند تا بہ اعانتِ ایشان اغراض نفسانیہ خود بدست آید پس حالِ این سیاست در امور مذکورۃ الصدر عکس حال سیاست اول باشد و این را سیاست سلطانی می گوئیم پس مقصود درین مقام یعنی در مقام ذکر کمالات انبیا علیہم السلام ہمان سیاست

تشبیہ لباس و طعام وغیرہ سے اُن کو مانع نہیں ہوتے اور اُٹھنے اور بیٹھنے اور کہنے اور سننے اور تمام عادات اور معاملات میں بشرطیکہ ان کے حق میں معاش اور معاد میں مضر نہو مساوات سے باز نہیں رکھتے حتی المقدور امورِ تربیت میں کوئی طریقہ طرقِ ہدایت سے کہ جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہاتھ سے نہیں دیتے اگر حصول تربیت بطور ہدایت متعذر معلوم ہوئی اُسی وقت سیاست کی نوبت پہنچاتے ہیں۔ اُن کی سیاست کی صورت میں اُن کی ترغیب اُن کی زجر و توبیخ سے بڑھکر ہوتی ہے اور لطف و مہربانی قہر اور غضب سے اظہر ہوتی ہے اول آئینِ سیاست کو اپنی جان پر قبول کرتے ہیں اور اُس کے بعد طوعاً یا کرہاً اُنکو اُسکی طرف کھینچتے ہیں اور اس کو ہم سیاستِ ایمانی کہتے ہیں اور کبھی اُن کے محکوم کرنے کے ساتھ اپنی ذات کے نفع حاصل کرنے کے واسطے ہوئی مثلاً خزانہ بیشمار کا جمع کرنا جس سے طعام اور لباس اور عمارت اور ہتیار وغیرہ میں تکلف کے معنی حاصل ہویں یا بادشاہت اور فرمان روائی اور کشور کشائی کے معنی کا حصول ان کی ذات کے واسطے ہوئی یا دشمن نابہجار کے زیر و زبر کرنے کے واسطے لشکر جرار خونخوار کی جمع آوری مقصود ہوئی یا زیادتی عزت اور مکنت کے ساتھ اپنے بنی نوع اور ہمجنسوں میں محض حصول امتیاز کا خیال ہوا اور اس کے سوا اور بھی بہت امور ہیں جو فراہمی خزانہ کا باعث ہوتے ہیں پس مقصود اُن کا سیاست افراد انسان سے مجرد انکے حال کی اصلاح نہیں بلکہ اصل مقصود یہی ہے کہ وہ لوگ اطاعت اور رفاقت اختیار کریں تاکہ اُن کی مدد اور اعانت کے ساتھ اپنے اغراض نفسانیہ حاصل ہوئیں سو امور مذکورۃ الصدر میں اس سیاست کا حال سیاست اول کے برعکس ہے اور ہم اسکو سیاست سلطانی کہتے ہیں پس مقصود اس مقام یعنی مقام ذکر کمالات انبیاء علیہم السلام میں وہی سیاست

تنگ حوصلہ را از بلند ہمت و فراخ حوصلہ و عقل و کیاست
ہر کس را بمیزان فراست خوب سنجد کہ کدام کس لائق کدام خدمت
ست و کدام کس لائق کدام منصب و امّا امارت پس عبارت
ست از سلیقۂ لشکر کشی و دشمن کشی و تدبیر صلح و جنگ و معرکہ
آرائی و عربدہ پیرائی و کسر شوکت مخالف خواہ مخالف
ہیئت اجتماعیہ مسلمین باشد مثل اہل بغی و خروج قطاع الطریق
خواہ مخالف ملت ایشان باشد مثل کفار جنود ایشان پس
لابد قدر شناس ارباب شجاعت و شہامت باشد و اصحاب
صولت و سطوت بہ وجہے جرأت و استقامت داشتہ
باشد کہ بزدل موافق را پردل گرداند و پردل مخالف را بزدل
امّا عدالت پس عبارت ست از سلیقۂ فصل خصومات کہ
درمیان بنی آدم در معاملات واقع می شود پس لابد خدا شناس
و تابع قانون عدل و انصاف باشد نہ پاسدار غنی و فقیر
و خسیس و شریف و قریب و بعید و دوست و دشمن کہ این ہمہ را
در باب انصاف و عدالت بہ یک نگاہ بیند و از طرف این ہمہ
درین مقدمہ پہلو تہی کند و نیز صاحب کیاست و درایت باشد کہ
از وضع چشم و رد و از طریقۂ کلام و گفتگوے محق را از مبطل
تمیز نماید و راستباز را از سخن ساز و سادہ لوح را از حیلہ باز و نیز
محنت کش باشد و فراخ حوصلہ نہ مساہل نازک طبع کہ از تفحص
حق بسبب تکاسل فرو ماند و از قیل و قال اہل خصومات
دل تنگ شود و امّا حفاظت پس عبارت ست از سلیقۂ سد ابواب
فسق و فجور و تعدی و جور و افساد مفسدین و رخنہ اندازی ملحدین
و مبتدعین پس لابد و انشور و دلیر و صاحب حمیت اسلامی
و غیرت ایمانی و خیر خواہ صالحین و بدخواہ مفسدین باشد تا
مانع شود از زنا و شرب خمر و قمار بازی و مزامیر نوازی برہم زند

اور تنگ حوصلہ کو بلند ہمت اور فراخ حوصلہ سے فصل کرے اور
ہر کسی کی عقل و دانائی کو میزان فراست میں تولے کہ کون آدمی
کس خدمت کے لائق ہے اور کون شخص کس منصب کا مستحق ہے
لیکن امارت پس عبارت ہے سلیقہ لشکر کشی اور دشمن کشی اور تدبیر
صلح و جنگ اور معرکہ آرائی اور عربدہ پیرائی اور کسر شوکت مخالفت
سے خواہ مخالف ہیئت اجتماعیہ مسلمین ہو مثل اہل بغی و خروج
و قطاع الطریق خواہ مخالف ملت ہو مثل کفار و جنود کفار پس البتہ
قدر شناس ارباب شجاعت و شہامت ہو اور قدر دان اصحاب
صولت و سطوت اسی وجہ پر جرأت اور استقامت رکھتا ہو کہ
بزدل موافق پردل کرے اور پردل مخالف کو بزدل بنائے
اور عدالت سلیقہ فصل خصومات سے مراد ہے کہ جو بنی آدم
معاملات میں واقع ہوئی پس لابد خدا شناس اور تابع قانون
عدل و انصاف ہووے اور کسی کی پاسداری اور رعایت کو
خیال میں نہ لائے خواہ کوئی غنی ہو یا فقیر وضیع ہو یا شریف قریب ہو
یا بعید دوست ہو یا دشمن بلکہ ان سب کو مقدمہ انصاف و
عدالت میں ایک نظر سے دیکھے اور ان سب کی طرف سے
اس معاملہ میں پہلو تہی کرے اور بھی صاحب کیاست اور
درایت ہو کہ وضع چشم اور رد اور طریقۂ کلام اور گفتگو سے
محق کو مبطل سے تمیز کرے اور راستباز کو سخن ساز اور
سادہ لوح کو حیلہ باز سے جدا فرمائے اور محنت کش اور فراخ حوصلہ
بھی ہو نہ مساہل نازک طبع کہ تلاش حق سے تکاسل کے
سبب عاجز رہے اور اہل خصومات کی قیل و قال سے دل تنگ
ہووے لیکن حفاظت پس عبارت ہے سلیقہ سد ابواب فسق و
فجور اور تعدی اور جور و فساد مفسدین اور رخنہ اندازی ملحدین و
مبتدعین سے پس لابد دانشور اور دلیر اور صاحب حمیت اسلامی و
غیرت ایمانی اور خیر خواہ صالحین اور بدخواہ مفسدین ہووے تاکہ
زنا اور شرب خمر اور قمار بازی اور مزامیر نوازی سے مانع آئے

۱ سمجھ ۱۲ ۲ نادانی ۱۲ ۳ حق گو ۱۲ ۴ باطل گو ۱۲

ومضاربت و قضا و شہادت و دعوی و انکار و اقرار و احکام یمین و نکول و احکام شفعہ و احکام جنایات و احکام غصب و احکام حدود و تعزیرات و احکام بغی و خروج و اما قسم ثانی پس بہ بیان طریق تحصیل مال در بیت المال و طریق انفاق آن مثل اخذ زکوٰۃ نقود و مال تجارت و سوائم و تعیین عشر بر اراضی و بیان مقادیر آن و تعیین نصاب و آن و بیان مصارف آن اما قسم ثالث پس بہ بیان طریق حفاظت ملت حقہ از تغییر و بیان طرق تائید آن و اہانت ملت باطلہ و طریق استیصال آن مثل بیان احکام جہاد و ہدم بنا کفر و ابطال رسوم جاہلیت و استیصال اقسام بدعت و ممانعت از تشییع فواحش و ظہور فسق و سد ابواب لہو و لعب و امثال آن و تاکید بر تعمیر مساجد و ترمیم معابد و اقامت جمعہ و اعیاد و نصب ائمہ و موذنین و قضاۃ و محتسبین و امثال ذلک و اما قسم رابع پس بہ بیان احکام غنائم و تعیین خمس در آن و وضع جزیہ و خراج و امثال ذلک چون اقسام سیاست ایمانی مجملاً مذکور شد پس باید دانست کہ مطلق سیاست ایمانی خواہ اعمالی باشد خواہ اموالی خواہ سیاست مدنیہ باشد خواہ سیاست ملت بہ تمام و کمال نمی رسد مگر بچند سلیقہ کہ یا خود صاحب سیاست بہ آن ہمہ موصوف باشد یا ارباب آن تدابیر را بحضور خود فراہم آرد و ایشان را تابعان خود سازد و ہر چند این سلیقہ ہا بسیار ست اما اصول آن پنج ست فراست و امارت و عدالت و حفاظت و نظافت اما فراست پس عبارت ست از مردم شناسی کہ از قرائن حالیہ و مقالیہ از رفتار و گفتار صادق را از بدخواہ و طماع را از مخلص و خائن را از امین و پست ہمت

ومضاربت و قضا و شہادت و دعوی و انکار و اقرار اور احکام قسم اور انکار اور احکام شفعہ اور احکام جنایات اور احکام غصب اور احکام حدود و تعزیرات اور احکام بغاوت فساد وغیرہ لیکن قسم ثانی پس بیان اُس کا یہ ہے کہ بیت المال میں مال کے تحصیل کا کیا طریق ہے اور اُسکے انفاق کی کیا صورت ہے اور نقود اور مال تجارت اور سوائم کی زکوٰۃ کیونکر لے اور اراضی پر عشر وغیرہ کا تعین کس طرح پر ہے اور اُسکے مقادیر کا بیان اور اُسکے نصاب کی تعیین اور اسکے مصارف کا ذکر وغیرہ وغیرہ یہ دوسری قسم میں شامل ہے قسم ثالث کے بیان کو شامل ہے بیان طریق حفاظت ملت حقہ از تغییر اور بیان طرق تائید مذہب اور اہانت ملت باطلہ اور اُسکے استیصال کا طریق مثل بیان احکام جہاد و ہدم بنا کفر و ابطال رسوم جاہلیت و بیخ کنی اقسام بدعت و ممانعت از تشییع فواحش و ظہور فسق و سد ابواب لہو و لعب امثال ذلک اور تاکید تعمیر مساجد اور ترمیم معابد اور اقامت جمعہ اور عیدین اور نصب ائمہ و موذنین اور اقامت قضاۃ و محتسبین وغیرہ وغیرہ اور قسم رابع بیان احکام غنائم اور تعیین خمس اور وضع جزیہ و خراج وغیرہ کو حاوی ہے جب کہ سیاست ایمانی کے اقسام مجملاً مذکور ہوئے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ مطلق سیاست ایمانی خواہ اعمالی ہو خواہ اموالی خواہ سیاست مدنیہ ہو خواہ سیاست ملت چند طریقہ اور سلیقہ کے ساتھ کمال کو پہنچتی ہے وہ سلیقے یہ ہیں یا خود صاحب سیاست اُس تمام کے ساتھ موصوف ہو ارباب تدابیر کو اپنے حضور میں حاضر لاوے اور اُن کو اپنا تابع بناوے ہر چند یہ سلیقے بہت ہیں لیکن اصول اس کے پانچ ہیں فراست ۔ امارت ۔ عدالت ۔ حفاظت ۔ نظافت ۔ فراست مردم شناسی کو کہتے ہیں کہ قرائن حالیہ اور مقالیہ اور رفتار اور گفتار کی باعث صادق کو منافق سے میز کر سکے اور خیر خواہ اور بدخواہ میں فرق معلوم کرے اور طماع کو مخلص سے اور خائن کو امین سے اور پست ہمت اور تنگ حوصلہ کو بلند ہمت

انبیا رکہ بیانِ آن در تحقیق حقیقتِ امامت بکار آید و
چنان مناسب می نماید کہ درین مقام نامہاے کمالات
مذکورہ بشماریم تا در مقامِ تحقیقِ حقیقتِ امامت اگر کمالے
ازین کمالات مذکور شود ناظر را در تفحصِ آن درجنس این
کلام طویل پریشانی خاطر دامن گیر نشود پس می گویم کمال
اول وجاہت ست وآن سہ شعبہ است۔ محبوبیت بنسبت
رب العالمین وعزت در ملائکہ مقربین وسیادت بنسبت
عباد صالحین وکمال ثانی ولایت ست وآن را سہ شعبہ است
معاملاتِ ربانی ومقاماتِ روحانی واخلاقِ نفسانی اما
معاملات پس چندے ازان درین مقام مذکور گردیدہ کلام
والہام وتعلیم وتفہیم وحکمت اما مقامات پس عبودیت و
عصمت ومحبت وتوکل ورضا وتسلیم وخوف ورجا
ومحو وفنا وصبر وشکر وتجرید وتفرید اما اخلاق پس سخاوت
وشجاعت وعلو ہمت ووسعتِ حوصلہ واستقامت
وفورِ رحمت وشفقت وخیر خواہی دشمنان وقدر شناسی
دوستان وکمال ثالث بعثت ست واو را صورتے
وحقیقتے صورتش نزول امر ست بہ ترتیب خلق اللہ
حقیقتش حدوث شفقتِ کاملہ است بہ نسبت انسان در
دل کمال رابع ہدایت ست وآن را پنج قسم ست نزول برکت
وعقد ہمت وفیض صحبت وخرق عادت واظہارِ دعوت
وفیضِ صحبت را ظاہر ست وحقیقتے ظاہرش حدوث رغبت
اتباع ست در قلب بسبب ملاحظہ حالِ ایشان وحقیقت
انعکاس نور غیبی ست از دل ایشان بر دلِ ہمنشینان
ایشان واظہار دعوت بر طریق محاورات عرفی ست نہ
اصطلاحات کتابی ودو طریق ور آن اصل ست بیانِ حکمت

انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے کہ بیان اس کا تحقیق حقیقت امامت
میں کام آئے اور ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام میں ہم
کمالات مذکورہ کے نام بیان کریں تا مقامِ تحقیقِ حقیقت
امامت میں اگر کوئی کمال ان کمالات میں سے مذکور ہو
ناظر او مطالعہ کرنے والے کو اس جیسے کلام طویل میں پریشانی
خاطر دامن گیر نہ ہوئی نظر برین گذارش کرتا ہوں کہ کمال اول
وجاہت ہے اور اسکی تین شاخیں ہیں محبوبیت بنسبت
رب العالمین عزت بہ زمرہ ملائکہ مقربین سیادت بہ نسبت
عباد صالحین کمال ثانی ولایت ہے اور اسکے بھی تین شعبے
ہیں معاملات ربانی مقاماتِ روحانی اخلاق نفسانی اما
معاملات پس ان میں سے چند معاملات کا اس مقام پر
ذکر ہوا کلام الہام تعلیم تفہیم حکمت مقامات یہ ہیں عبودیت
عصمت محبت۔ توکل رضا تسلیم خوف۔ رجا۔ محو۔ فنا۔ صبر
شکر۔ تجرید۔ تفرید۔ اخلاق اس کا نام ہے سخاوت۔ شجاعت
علو ہمت۔ وسعت حوصلہ۔ استقامت۔ وفور رحمت
شفقت خیر خواہی دشمناں۔ قدر شناسی دوستاں
کمال ثالث بعثت ہے اور اسکے واسطے ایک صورت ہے
اور ایک حقیقت صورت اس کی ترتیب خلق اللہ کے
واسطے امر ہے اور حقیقت اس کی بنسبت انسان دل
میں شفقت کاملہ کا حادث ہونا ہے کمال رابع ہدایت
ہے اور اس کی پانچ قسمیں ہیں نزول برکت۔ عقد
ہمت۔ فیض صحبت۔ خرق عادت۔ اظہار دعوت
فیض صحبت کے لیے بھی ایک ظاہر اور ایک حقیقت ہے
ظاہر اسکا یہ ہے کہ انکے حال کے ملاحظہ کرنے سے قلب میں
اتباع اور پیروی کی رغبت ظاہر آئی اور حقیقت اسکی یہ ہے کہ
انکے ہمنشینوں کے دل پر انکے دل سے نور غیبی کا انعکاس
جلوہ دکھائے اور اظہار دعوت طریق محاورات عرفی پر ہے نہ
اصطلاحات کتابی پر اور دو طریق اسمیں اصل ہیں بیانِ حکمت

و محافل طرب و نشاط و مجالس مزاح و انبساط را منہدم کند عمارات مُطلّا و مذہب را مانع شود از اختلاط رجال با نسوان و امارد و از تکلف و اسراف در طعام و لباس و در رسوم شادی و ماتم و محفوظ دارد ضعفاء مسلمین را از گزند متعدیان جفاکش خواہ بر آبروئے کسے دست اندازد مثل قذف و سب و شتم و خواہ بر جان کسے مثل قتل و ضرب خواہ بر مال کسے مثل سرقہ و نہب و خیانت و غصب و مانع شود از اظہار بدعات مثل گور پرستی و رسوم جاہلیت و اعمال سحر و طلسم و تعلیم نجوم و غیر شرعیہ و شیوع مذاہب غیر اہل سنت و جماعت و تقریر شبہات ملاحدہ و زنادقہ و تشبہ بہ کفار در زی و لباس و رفتار و گفتار و امثال ذٰلک و این منصب حفاظت فی الحقیقۃ و منصب است سد ابواب ظلم و تعدی کہ صاحب آنرا عسس می گویند سد ابواب فسق و فجور و بدعات و منکرات کہ صاحب آن را محتسب گویند و آما انتظام است پس عبارت از سلیقہ بندوبست مداخل و مخارج بیت المال پس لابد صاحب کیاست و امانت باشد تا و تحصیل مال و صرف آن اصلاح حال مسلمین و خدمت گزاری دین متین پیش نظر دارد نہ منفعت جان خود و اقارب و دوستان خود و نہ مضرت مخالفان و دشمنان خود ہر چند مبحث سیاست ایمانی صحرائے ست بیکران و دریائی ہست بے پایان اما آنچہ درین مقام ذکر کردہ شد ذرہ ایست از ہمون صحرا و قطرہ ایست از ہمون دریا ہر کہ صاحب ذہن ثاقب و فکر صائب ست ازہمین کلمات چند بدان مضامین لیس باریک و بلند پے توان برد این ست فکر چندے از کمالات

اور محافل طرب و نشاط اور مجالس مزاح و انبساط کے رسومات کو مٹائے اور عمارات مُطلّا اور مذہب کو گرا دے اور مردوں کو عورتوں اور امردوں کے اختلاط سے بچائے اور کھانے اور پہننے اور رسوم شادی و غمی میں تکلف و اسراف سے لوگوں کو باز رکھے اور ضعفاء مسلمین کو متعدیان جفاکیش کے ایذاؤں مثل تہمت و سب و شتم قتل و ضرب و سرقہ و غارت و خیانت و غصب وغیرہ سے محفوظ رکھے اور اظہار بدعات مثل گور پرستی اور رسوم جاہلیت اور اعمال سحر و طلسم اور تعلیم نجوم غیر شرعیہ اور شیوع مذاہب غیر اہل سنت و جماعت اور تقریر شبہات ملاحدہ و زنادقہ و تشبہ بہ کفار وغیرہ سے مانع ہوئے اور یہ منصب حفاظت فی الحقیقت دو منصب کو شامل ہے ایک ظلم و تعدی کے دروازہ بند کرنا کہ اسکے منتظم کو عسس اور کوتوال کہتے ہیں اور دوسرا سد ابواب فسق و فجور و بدعات و منکرات کہ اس کے عامل کو محتسب کہتے ہیں آما انتظام ہے پس سلیقہ بندوبست آمد و خروج بیت المال سے عبارت ہے سو بالضرور ایسا شخص صاحب کیاست و امانت ہو تاکہ مال کی تحصیل اور اس کے صرف میں اصلاح حال مسلمین اور خدمت گزاری دین متین پیش نظر رکھے اور اپنے اور دوست و اقارب کی منفعت اور دشمن اور مخالفوں کی مضرت کا خیال دل میں نہ لائے ہر چند کہ مبحث سیاست ایمانی ایک صحرا ہے بیکراں اور ایک دریا ہے بے پایاں لیکن جو کچھ اس مقام میں ذکر کیا گیا اسی صحرا کا ایک ذرہ ہے اور اسی دریا کا ایک قطرہ ہے جس کسی کو اللہ تعالے ذہن ثاقب اور فکر صائب عطا فرمایا ہے انہیں چند کلموں سے وہ شخص ان مضامین عالیہ کی طرف راہ پاتا ہے یہ چند کمالات

سلہ سہری ۱۲ سلہ کافر ۱۲ سلہ خواہ مشابہت صورت میں ہو یا لباس میں رفتار میں ہو یا گفتار میں ۱۲ سلہ روشن ۱۲ سلہ رسا ۱۲

وقال اللہ تعالیٰ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا
نَبَاتًا حَسَنًا و درین کریمہ ثانیہ ذکر توجہ وعنایت حضرت
حق سبحانہ بسوے حضرت مریمؑ در سن طفولیت وقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفاطمہؓ ان اللہ اطلع علی
اہل الارض فاختار اباک وبعلک وذکر شعب آن
تفصیلاً پس ذکر محبوبیت بنسبت رب العالمین درین آیات
واحادیث واقع شدہ۔ قال اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ
وَيُحِبُّونَهُ ومراد ازین قوم درین کریمہ حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ واتباع ایشانند کہ بمرتدین مقابلہ نمودند
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ائتنی باحب خلقک
الیک یاکل معی هذا الطیر فجاءہ علی فاکل معہ
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک وتعالی
امرنی بحب اربعة واخبرنی انه یحبهم قیل یا رسول الله
سمهم لنا قال علی منهم یقول ذلک ثلثا وابوذر
ومقداد وسلمان امرنی بحبهم واخبرنی
انه یحبهم واما ذکر عزت در ملائکہ مقربین۔
فقد قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ
اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا
وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ
نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ و
ملائکتہ یصلون علی معلم الناس الخیر
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبعض الصحابة اذا
رأیتم جالسین لذکر اللہ اذ جبرئیل اخبرنی ان اللہ

اور کہا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ پس قبول کیا اُسکو پروردگار
اُسکے نے اچھا قبول کرنا اور بڑھایا اُسکو اچھا بڑھانا) اور اس آیت
ثانیہ میں جناب باری کی عنایت اور توجہ کا ذکر ہی جو حضرت مریمؑ
کی طرف سن طفولیت میں متوجہ ہوئی اور جناب نبی کریم علیہ التحیۃ و
التسلیم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا (ترجمہ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین
والوں کو دیکھا تو پسند کیا تیرے باپ کو اور خاوند کو) اور اُسکے
شعبوں کا ذکر تفصیلاً مثل ذکر محبوبیت بہ نسبت رب العالمین ان آیات
اور احادیث میں واقع ہوا فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اے مسلمانو
تم سے جو کوئی پھر جاوے دین سے پس لے آویگا اللہ تعالیٰ ایسی قوم کہ
دوست رکھے گا وہ اُنکو اور دوست رکھینگے وہ اُسکو) اور مراد قوم سے
اس آیت کریمہ میں حضرت صدیق اکبرؓ اور اُنکے اتباع ہیں کہ مرتدوں کے
ساتھ مقابلہ کیا۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ اے اللہ
لا میرے پاس وہ کہ زیادہ محبوب ہو تجھکو تیری خلقت سے کھاوے
میرے ساتھ یہ جانور پس آئے آپکے پاس حضرت علیؓ پھر آپکے
ساتھ کھایا) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ اللہ تعالیٰ
نے مجھکو حکم فرمایا چاروں کی محبت کا اور خبر دی مجھکو کہ وہ یعنی
اللہ تعالیٰ بھی اُنکو دوست رکھتا ہے عرض کیا کہ اے رسول اللہ
ہمکو اُنکے نام بتا دو فرمایا علیؓ اُنہیں سے ہی فرمایا اسکو تین مرتبہ
اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور سلمانؓ حکم کیا مجھکو اُنکی دوستی کا اور خبر دی
مجھکو کہ وہ بھی اُنکو دوست رکھتا ہے) رہا ذکر عزت بزمرہ ملائکہ
مقربین پس تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ جن لوگوں نے
کہا کہ پروردگار ہمارا اللہ ہی پھر قائم رہے اُترتے ہیں اُنپر فرشتے یہ کہ
مت خوف کھاؤ اور نہ غمگین ہو اور خوش ہو ساتھ جنت کے کہ
وعدہ دیے جاتے تھے ہم ہیں دوست تمہارے دنیا اور آخرت میں)
اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے
درود بھیجتے ہیں بھلی بات کے بتانیوالے پر) اور فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعض صحابہؓ سے (ترجمہ جس وقت دیکھا اُنکو کہ اللہ کا
ذکر کر رہے ہیں کہ مجھکو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

وکلام موعظت طریق ثالث از توابع آن و آن فن ظرافت است وجدل و آنچہ بہ آن ہدایت می نمایند سہ چیز ست عقائد و احکام و اخلاق۔ کمال خامس سیاست ایمانی ست و آن بر چہار قسم ست سیاست مدنیہ اعمالی و اموالی و سیاست ملت اعمالی و اموالی و آن را پنج ملکات می باید۔ فراست و امارت و عدالت و حفاظت و نظامت و کمال اول و دوم و سوم و شعب و لوازم آن را کمالات می نامند و چہارم و پنجم و اقسام و طرق آن را تکمیل می نامند قسم ثانی در بیان آنکہ بعضے از اکابر اولیاء در کمالات مذکورہ بہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام مشابہت میدارند و آن مشتمل بر دو تنبیہ ست تنبیہ اول در بیان آنکہ بعضے از بندگان مقبولین ہر چند منصب نبوت نمی دارند اما از کمالات مذکورہ نصیبہ فراخور استعداد خود می دارند باید دانست کہ دلائل کتاب و سنت براین معنی دلالت میدارند کہ نصیبہ ازین کمالات مذکورہ بہ دیگر بندگان مقبولین ہم میرسد ہر چند آیات و احادیثے کہ دلالت بر اتصاف مقبولین باین کمالات مذکورہ می دارد اگر ہمہ را بالاستیعاب ذکر کردہ شود و در بیان ہر کمال علیحدہ علیحدہ شواہد از آیات و احادیث گذرانیدہ شود نہایت تطویل کلام درین مقام لازم آید بنا علیہ بذکر چندے از کمالات مذکورہ اجمالاً کہ عمدہ ترین آنہاست درین مقام اکتفا کردہ شد تا حال دیگر کمالات بالاولی دران فہمیدہ شود پس میگوئیم اما ثبوت وجاہت اجتبائی مر غیر انبیاء را پس مستفاد ازین آیہ می شود وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کلام موعظت و طریق ثالث اُس کی توابع میں سے ہے اور وہ فن ظرافت اور جدل ہے اور تین چیزیں ہدایت کا باعث ہیں عقائد۔ احکام۔ اخلاق۔ کمال خامس سیاست ایمانی ہے اور وہ چار قسم پر ہے سیاست مدنیہ اعمالی و اموالی و سیاست ملت اعمالی و اموالی اور اسکے لیے پانچ ملکے چاہئیں۔ فراست۔ امارت۔ عدالت۔ حفاظت۔ نظامت اور کمال اول اور دوم اور سوم اور اُسکے شعبوں اور لوازم کو کمالات کہتے ہیں اور چہارم اور پنجم اور اُس کے اقسام اور طرق کو تکمیل نام رکھتے ہیں قسم ثانی اس بات کے بیان میں ہے کہ بعضے از اکابر اولیاء کمالات مذکورہ میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور یہ دو تنبیہ پر مشتمل ہے تنبیہ اول اس بات میں ہے کہ بعض بندگان مقبولین ہر چند منصب امامت نہیں رکھتے لیکن کمالات مذکورہ سے اپنی استعداد کے موافق نصیبہ رکھتے ہیں معلوم کرنا چاہیے کہ کتاب اور سنت کے دلائل اس معنی پر دال ہیں کہ ان کمالات مذکورہ سے دوسرے بندگان مقبولین کو بھی حصہ پہنچتا ہے جس قدر کہ آیات اور احادیث ان مقبولین کی شان میں ان کمالات مذکورہ کے اتصاف پر دال ہیں اگر سب کا باستیعاب ذکر کیا جاے اور ہر ہر کمال کے بیان میں علیحدہ علیحدہ شواہد اور نظیریں آیات اور احادیث سے گزاری جائیں نہایت تطویل کلام اس مقام میں لازم آے نظر برین چند کمالات عمدہ ترین مجملاً اس مقام میں ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ اور کمالات کا حال بالاولی اُس سے سمجھا جاے پس کہتا ہوں میں کہ وجاہت اجتبائی کا ثبوت غیر انبیاء کو اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے (ترجمہ جب کہا فرشتوں نے اے مریم بے شک اللہ نے برگزیدہ کیا تجھکو اور پاک کیا تجھکو اور برگزیدہ کیا تجھکو جہان کی عورتوں پر

وقال صلی اللہ علیہ وسلم مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة
نوح من رکبها نجی ومن تخلف عنها هلك
وقال انی تارك فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما
لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی
واما ذکر و لایت اجمالاً۔ فقد قال اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ
اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ٥
الذین آمنوا وکانوا یتقون ٥ لهم البشریٰ
فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة وقال اللہ تعالیٰ
اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ٥ واما ذکر شعب آن
تفصیلاً پس باید دانست کہ از ان جملہ الہام ست ہمین الہام
کہ بہ انبیاء اللہ ثابت ست آن را وحی می گویند و اگر بغیر
ایشان ثابت می شود او را تحدیث می گویند و گاہے در
کتاب اللہ مطلق الہام را خواہ بہ انبیاء اللہ ثابت ست
خواہ بہ اولیاء اللہ وحی نامند و این مطلق الہام گاہے در
صورت کلام از پردہ غیب بکلمہ لاریب نازل می گردد
کما قال اللہ تبارك وتعالیٰ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ
اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ وقال اللہ تعالیٰ
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ
عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ اِنَّا
رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ٥
وقال اللہ تعالیٰ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ
وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا۔ قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من الامم
محدثون وان یك فی امتی احد فانہ عمر
و گاہے ہمین الہام بواسطہ ملك می شود کما قال اللہ تعالیٰ

آور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ میری اہل بیت مثل نوح کی کشتی
کے ہے جو سوار ہوا بچا ورنہ ہلاک ہوگیا) آور فرمایا (ترجمہ میں
تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں جب تک ان کو
مضبوط پکڑے رہو گے میرے بعد بھکنے کے نہیں ایک تو قرآن
شریف دوسری اہل بیت) آب ولایت کا ذکر اجمالاً ملاحظہ فرمایئے
پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ کہ خبردار ہو اللہ کے دوست
نہ انپر خوف ہے نہ وہ غمگین ہونگے جو لوگ کہ ایمان لائے اور تھے
پرہیزگار انہیں کو دنیا اور آخرت میں خوشی ہے) آور فرمایا اللہ تعالیٰ
نے (ترجمہ نہیں اُس کے دوست مگر پرہیزگار) آور اُس کے
شعبوں کا ذکر تفصیلاً معلوم کرنا چاہیے از آں جملہ الہام ہے
یہی الہام کہ انبیاء علیہم السلام کی ذات کے واسطے ثابت ہے
اس کو وحی کہتے ہیں اور اگر انکے غیر کے لیے حاصل ہے اُس کو
تحدیث کہتے ہیں اور کبھی کتاب اللہ میں مطلق الہام کو وحی
کہتے ہیں خواہ انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہو خواہ اولیاء کرام کو
اور یہ مطلق الہام کبھی صورت کلام میں پردہ غیب سے
لاریب نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے
(ترجمہ اور جب حکم بھیجا میں نے حواریین کو کہ مجھ پر اور میرے
رسول پر ایمان لاؤ) آور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (
کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو حکم دیا کہ اس کو دودھ پلا
اور جب تجھکو خوف ہو تو دریا میں ڈال دے اور ڈر مت
اور نہ رنجیدہ ہو کیونکہ ہم اس کو تیرے ہی پاس لوٹا دیں گے
اور اُس کو رسول بنا دیں گے۔) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے
(ترجمہ کہ کہا میں نے اے ذوالقرنین چاہے تو تو سختی کر
ان میں یا بھلائی سے پکڑ ان کو) آور فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ پہلی امتوں میں محدث تھے
اگر میری اُمت میں ایک ہو تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہے)
آور کبھی یہی الہام فرشتے کے واسطے سے
ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یباهی بکم الملائکة وقال النبی صلی الله علیه وسلم من سلک طریقا یطلب فیه علما سلک الله به طریقا من طرق الجنة وان الملائکة لتضع اجنحتها رضًی لطالب العلم وان العالم لیستغفر له من فی السموات ومن فی الارض حتی الحیتان فی جوف الماء وقال صلی الله علیه وسلم ان احب الناس الی الله یوم القیامة واقربهم مجلسا امام عادل وقال حکایة عن ربه تبارک وتعالی ان عبدی اذا ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه وقال النبی صلی الله علیه وسلم ان الله اذا احب عبدا دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبه قال فیحبه جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان الله یحب فلانا فاحبوه فیحبه اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض وقال صلی الله علیه وسلم اهتز العرش لموت سعد ابن معاذ وقال صلی الله علیه وسلم العالم یدعی عظیما فی السماء اما سیادت یعنی وساطت درمیان رب العالمین وعباد مقبولین در وصول فیض غیبی و انحصار مقبولیت ومحبت واتباع ایشان قال الله تبارک وتعالی وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وقال الله تعالی اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وقال النبی صلی الله علیه وسلم فی حق علی لا یحبه الا مؤمن ولا یبغضه الا منافق وقال النبی صلی الله علیه وسلم اللهم وال من والاه وعاد من عاداه

فخر کرتا ہے تمہارے فرشتوں میں) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ جو علم کی طلب میں راہ چلا تو اللہ تعالیٰ اسکو جنت کی راہ چلاتا ہے اور فرشتے طالب علم کی رضا کو اپنے پر بچھاتے ہیں عالِم کی بخشش آسمانوں اور زمین والے مانگتے ہیں یہاں تک کہ پانی کے اندر کی مچھلیاں) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ یہ کہ محبوب لوگوں سے طرف اللہ کے قیامت کے دن اور قریب تر اُن کا درجہ میں امام منصف ہے) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ میرا بندہ جب میری یاد جماعت میں کرتا ہے تو میں بھی اسکو بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ جس وقت کسی بندہ کو محبوب بناتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بُلا کر فرماتا ہے کہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تو تو بھی محبت کر فرمایا رسول اللہ نے اُسکو دوست کرتا ہے جبرئیل پھر ندا کرتا ہے آسمان میں کہ فلاں بندہ کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے تم بھی دوست رکھو محبت کرنے لگتے ہیں آسمان والے پھر زمین میں بھی قبولیت ہو جاتی ہے) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ ہل گیا عرش بسبب موت سعد بن معاذ کے) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ عالِم عظیم پکارا جاتا ہے آسمان میں) اب سیادت یعنی وساطت درمیان رب العالمین و عباد مقبولین اور وصول فیض غیبی اور انحصار مقبولیت محبت و اتباع انکی میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ جنے اطاعت کی اللہ کی اور اُسکے رسول کی یہی لوگ ہیں ساتھی اُنکے کہ انعام کیا اللہ نے اُنپر نبیوں اور صدیقین اور شہیدوں اور نیکوں سے) اور فرمایا اللہ صاحب نے (ترجمہ جو لوگ ایمان لائے اور تابعداری کی اُنکی اولاد اُنکی نے ہم اُنکو اُنکی اولاد ملا دینگے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے بارے میں فرمایا (ترجمہ کہ نہیں محبت رکھتا اس سے مگر مومن اور نہیں دشمنی رکھتا مگر منافق) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ اے اللہ دوستی کر جو کوئی دوستی رکھے اُس سے اور دشمنی کر جو کوئی دشمنی رکھے اُس سے

وازجملہ اقسام الہام خواب ست کہ کسے را از مقبولین عالی
مقام در حالت منام برامرے از امور غیبیہ مطلع می نمایند
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوة الا
المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ یریھا
المؤمن او تری لہ واز عمدہ کمالات ولایت تعلیم غیبی ست
قال اللہ تبارک وتعالی وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ
بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوٓا أَنّٰى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا
وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً
مِّنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ
وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وظاہرست کہ
طالوت نبی نبود وقال اللہ تعالی فَوَجَدَا عَبْدًا
مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ
مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ومراد از عبد درین مقام حضرت خضر
اند وایشان بر اصح اقوال از جملہ انبیاء نیستند واز کمالات
مذکورہ تفہیم غیبی ست ومعنی آن القاء برکت ست در
فکر ونظر کہ قوت نظریہ را کشان کشان بہ راہ راست
آرد وبحق متشخص ساند۔ قال اللہ تعالی فَفَهَّمْنٰهَا
سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۰ وظاہرست
کہ حضرت سلیمانؑ درین زمان کہ ہفت سالہ بود بہ منصب
نبوت فائز نہ شدہ بودند وقال علی رضی اللہ تعالی عنہ
والذی خلق الجنۃ وبرء النسمۃ ما عندنا الا ھذا القرآن
وقال علی بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی الیمن قاضیا فقلت یا رسول اللہ ترسلنی و
انا حدیث السن ولا علم لی بالقضاء فقال
ان اللہ سیھدی قلبک ویثبت لسانک قال علی

اور منجملہ اقسام الہام خواب ہے کہ کسی کو مقبولین عالی مقام میں
سے حالت منام یعنی خواب میں کسی امر غیبی پر مطلع اور آگاہ کر دیتے
ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ نہیں باقی رہا نبوت سے مگر
خوشخبریاں صحابہ نے پوچھا کہ خوشخبریاں کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ
خواب نیک جو مومن دیکھتا ہے) اور عمدہ کمالات ولایت سے
تعلیم غیبی ہے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے (ترجمہ اور انسے انکے نبی نے
کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے
کہا اُنہوں نے وہ ہم پر بادشاہ کیونکر ہوگا اور بادشاہی کے تو
ہم زیادہ حقدار ہیں اُس سے اور وہ مالدار بھی تو نہیں ہے کہا
اللہ تعالیٰ نے اسکو پسند کیا تم پر اور زیادہ کیا اُسکو علم اور
جسم میں) اور ظاہر ہے کہ طالوت نبی نہ تھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ
نے (ترجمہ کہ وہ دونو ہمارے ایک بندہ سے۔ ملے کہ ہمنے اسکو
ہمنے رحمت اور علم اپنے پاس سے دیا تھا) اور مراد بندہ سے
اس مقام میں حضرت خضر ہیں اور وہ اصح قول پر از جملہ انبیاء نہیں
بلکہ از زمرۂ اولیا ہیں اور کمالات مذکورہ سے تفہیم غیبی ہے
اور معنی اُن کے یہ ہیں کہ القاء برکت فکر اور نظر میں ہو
کہ قوت نظریہ کو کشاں کشاں راہ راست پر لاکر اور
حق متشخص کو پہنچائے چنانچہ جناب باری جل جلالہ
فرماتا ہے (ترجمہ پھر سمجھا دیا وہ ہمنے سلیمان علیہ السلام کو
اور ہر ایک کو دیا ہمنے حکم اور علم) اور ظاہر ہے کہ حضرت
سلیمان علیہ السلام اس زمانے میں کہ سات برس کے تھے
منصب نبوت پر نہ پہنچے تھے) اسی بارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ
فرمایا ہے (ترجمہ قسم ہے اُس ذات کی کہ پیدا کیا جنت کو اور جان کو
سوائے اس قرآن شریف کے ہمارے پاس کچھ اور نہیں ہے مگر سمجھ
جو آدمی کو دیا گیا) اور علی سے ہے (ترجمہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ نے مجھکو
یمن کا قاضی کرکے بھیجنے لگے تو میں نے کہا آپ مجھکو بھیجتے ہیں میں کم عمر
ہوں اور فیصلوں کا مجھکو علم نہیں پس فرمایا اللہ تعالیٰ تیرا دل کھول دے گا
اور ثابت رکھے گا تیری زبان کہا علی رضی اللہ عنہ نے

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ○ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ○ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ○ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ○ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ○ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا ○ وقال اللہ تعالے وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ○ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ وقال اللہ تعالیٰ وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ○ وگاہے ہمین الہام بہمین طریق واقع می شود کہ خود بخود از دل صاحب الہام کلامے جوش می زند و آن را بر زبان می راند و فی الحقیقت آن کلام رحمانی ست کہ بر زبان او جاری گشتہ نہ کلام انسانی این قسم الہام کہ بہ انبیاء اللہ می شود او را نفث فی الروع گویند کما قال النبی علیہ السلام الا ان روح القدس نفث فی روعی ○ واگر بہ نسبت اولیاء اللہ می شود او را نطق سکینہ می گویند چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہ ذکر فرمودہ اند ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر و قلبہ و بسیار قصص از امثال این از جناب فاروق اعظم مروی ست

(ترجمہ یاد کر مریم علیہا السلام کا قصہ جو وقت اپنے گھر والوں سے علیحدہ ہو کر شرقی مکان میں گئی پھر درمیان میں ایک پردہ ڈال لیا۔ پھر اُسکے پاس ہمنے اپنی روح بھیجی وہ اُسکو آدمی کی شکل میں نظر آیا کہا مریمؑ نے کہ میں تو اللہ کی پناہ مانگتی ہوں چاہیے تو پرہیزگار کیوں نہو۔ کہا اُس نے کہ مجھے تو تیرے پروردگار نے بھیجا ہی کہ میں تجھے ایک لڑکا پاک سا دوں۔ کہا مریمؑ نے کہ بھلا میرے لڑکا کہاں ہوسکتا ہے مجھے کسی مرد نے تو چھوا ہی نہیں اور میں خراب بھی تو نہیں ہوں۔ کہا اُس آنے والے نے کہ اسی طرح ہوگا تیرے پروردگار نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے اور ہم اُسکو لوگوں کے واسطے ایک نشانی بنائینگے اور ہماری طرف سے ایک رحمت ہی اور یہ بات تو ہوئی ہوئی ہے) اور کہا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ نے تجھکو پسند کیا اور پاک کیا اور پسند کیا جہان کی عورتوں پر۔ اے مریم فرمانبرداری کر اپنے پروردگار کی اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنیوالوں کے) اور کہا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اور جب کہا فرشتوں نے اے مریمؑ اللہ تعالیٰ تجھکو خوشی سُناتا ہی اپنی طرف سے ایک کلمہ کی کہ نام اُسکا مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہے خوبی والا ہی دنیا اور آخرت میں اور نزدیک والوں سے ہے) اور کبھی یہی الہام اس طور پر واقع ہوتا ہے کہ خود بخود صاحب الہام کے دل سے کلام جوش مارتا ہے اور اُسکو زبان پر لاتا ہے اور فی الحقیقت وہ کلام رحمانی ہے کہ اُس کی زبان پر جاری ہوا نہ کلام انسانی اس قسم کا الہام کہ انبیاء علیہم السلام کو ہوتا ہے اُسکو نفث فی الروع کہتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ خبردار ہو کہ روح پاک نے میرے دل میں پھونک دیا) اور اگر بہ نسبت اولیاء اللہ ہوئے اُسکو نطق سکینہ کہتے ہیں چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے (ترجمہ ہمکو دوری نہیں ہوتی تھی کہ سکینہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر جاری ہو) اور اکثر اس جیسے قصے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ
يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ
وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ
رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ
وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا
وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝
و از اعظم مقامات ولایت عصمت ست باید دانست که
حقیقت عصمت حفاظت غیبی ست که جمیع اقوال و افعال و
اخلاق و احوال و اعتقادات و مقامات معصوم را بر راه
حق کشاں کشاں می برد و از انحراف حق مانع می شود
همیں حفاظت که به انبیاء الله متعلق می باشد آنرا عصمت
می نامند و اگر به کاملے دیگر متعلق می باشد آنرا حفظ میگویند
پس عصمت و حفظ فی الحقیقت یک چیزست اما بنا بر تادب لفظ
عصمت را بر حفظ که متعلق به اولیاء الله ست اطلاق نمی نمایند
بالجمله مقصود ازین مقام آن ست که این حفاظت غیبی چنانکه
به انبیاء متعلق ست همچنین بعضے اکابر از اتباع ایشان
هم متعلق می باشد قال الله تعالیٰ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ
عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝ پس معلوم شد که تعلق حفاظت
غیبیه ثمرهٔ کمال عبودیت ست خواه در انبیاء الله یافته شود خواه
در اتباع ایشان و قال الله تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ
اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ
اٰيٰتِهٖ و قراءة ابن عباسؓ این کریمه مسطوره به این طریق
مرویست وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی

اور جس نے توبہ کی اور کام کیے اچھے پس بیشک وہ رجوع کریگا
اللہ کی طرف رجوع کرنا اور وہ جو نہیں حاضر ہوتے ہیں گناہ کو
اور جب گزرتے ہیں بیہودہ پر گزر جاتے ہیں با کرامت اور وہ کہ
جب سمجھائی انکو رب کی باتیں نہ ہو پڑیں انپر بہرے اندھے اور
وہ کہ کہتے ہیں اے رب ہمارے دے ہمکو بیبیوں ہماری اور اولاد
ہماری سے ٹھنڈک آنکھوں کی اور کر ہمکو پرہیزگاروں کے
آگے انکو بدلا ملیگا کوٹھوں کے جھروکے اسپر کہ ٹھہرے رہے اور
لینے آوینگے وہاں انکو سلام اور دعا کہتے ہوئے رہا کرینگے انمیں
خوب جگہ ہے ٹھہراؤ کی اور رہنے کی) اور اعظم مقامات ولایت سے
عصمت ہے جاننا چاہیے کہ حقیقت عصمت کی حفاظت غیبی
ہے کہ جمیع اقوال اور افعال اور اخلاق اور احوال اور اعتقادات
اور مقامات معصوم کو راہ حق کی طرف کشاں کشاں لیجاتی ہے
اور حق سے انحراف کرنے کو مانع آتی ہے یہی حفاظت کہ
انبیاء علیہم السلام کی ذات کے ساتھ متعلق ہوتی ہے اُسکا
عصمت نام ہے اور اگر کسی کامل دوسرے کے ساتھ متعلق ہو
اُسکو حفظ کہتے ہیں پس عصمت اور حفظ حقیقت میں ایک چیز ہے
لیکن بوجہ ادب لفظ عصمت کو حفظ متعلق بہ اولیاء اطلاق
نہیں کرتے ہیں بالجملہ مقصود اس مقام سے یہ ہے کہ یہ حفاظت
غیبی جیسے کہ انبیاء اللہ کے ساتھ متعلق ہے ایسے ہی بعض
بزرگان دین کو بھی شامل ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ
تحقیق میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں ہے اور کافی ہے پروردگار تیرا
کارساز) پس معلوم ہوا کہ تعلق حفاظت غیبیہ ثمرہ کمال عبودیت ہے
خواہ انبیاء اللہ میں پائی جاوے خواہ اولیاء اللہ میں۔ اور فرمایا
اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اور نہیں بھیجا ہے پہلے تجھسے کوئی رسول
اور نہ نبی مگر جس وقت تمنا کی ڈالا شیطان نے خواہش انکی میں
پھر مٹا دیا اللہ تعالیٰ نے جو القا کیا تھا شیطان نے پھر محکم کرتا ہے
اللہ تعالیٰ آیتیں اپنی) قراۃ ابن عباسؓ میں یہ آیت اس طور پر
مروی ہے (ترجمہ اور نہیں بھیجا پہلے تجھسے کوئی رسول اور نہ نبی

فاشکلت فی قضاء ہذہ فی التوریۃ المقدسۃ انہ لیس قاضی
یقضی بالحق الا کان عن یمینہ ملک وعن شمالہ
ملک یسددانہ ویوفقانہ للحق مادام علی الحق
فاذا ترک الحق عرجا وترکاہ وازانجملہ حکمت ست
قال اللہ تبارک وتعالیٰ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ
اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا دار العلم
وعلی بابہا ودعی صلی اللہ علیہ وسلم لابن عباس
اللھم علمہ الحکمۃ وازعمدہ ترین مقامات ولایت عبودیت
ست۔ قال اللہ تعالیٰ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا
اٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وقال اللہ تعالیٰ اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ
مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُہَا کَافُوْرًا ۝ عَیْنًا یَّشْرَبُ
بِہَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَہَا تَفْجِیْرًا ۝ ومراد از
عباد اللہ درین مقام حضرت مرتضیٰ وحضرت زہرا وامامین
شہیدین علیہم السلام اند وقال اللہ تعالیٰ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ
الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ہَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَہُمُ
الْجٰہِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ
لِرَبِّہِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا
اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ اِنَّ عَذَابَہَا کَانَ غَرَامًا
اِنَّہَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا
لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا ۝
وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ
النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ
یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَخْلُدْ فِیْہٖ مُہَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ
عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنٰتٍ

پھر میں نے شک بھی تو نہیں کیا فیصلہ یہ ہیں) اور توریت مقدس میں ہے
(ترجمہ یہ کہ کوئی قاضی جب حق کرتا ہی تو ایک فرشتہ اسکے سیدھے
طرف اور ایک الٹی طرف ہوتا ہی کہ مدد کرتے رہتے ہیں واسطے حق کے
جب تک حق پر ہوتا ہی پھر جب حق کو ترک کر دیتا ہی تو چڑھ جاتے ہیں
اور چھوڑ جاتے ہیں اسکو) اور ازانجملہ حکمت ہی۔ فرمایا اللہ جل شانہ نے
(ترجمہ اور البتہ دی ہمنے لقمان کو حکمت یہ کہ اللہ کا شکر کر) اور فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ
دروازہ اسکا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ کے
واسطے دعا کی کہ ای اللہ سکھا اسکو حکمت) اور عمدہ ترین مقامات ولایت سے
عبودیت ہی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ کہ ملے وہ دونوں ہمارے ایک
بندے سے کہ ہمنے اپنے پاس سے اسکو رحمت دی تھی) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے
(ترجمہ بیشک نیک لوگ پینگے پیالہ کہ ملونی اسکی کافور سے ایک چشمہ ہی کہ
پیتے ہیں اس سے بندے اللہ کے بہاتے ہیں وہ اسکی نالیاں) اور
مراد عباد اللہ سے اس مقام میں حضرت مرتضیٰ و حضرت زہرا اور امامین
شہیدین علیہم السلام ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اور بندے
رحمن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب جھگڑتے ہیں انسے
جاہل کہتے ہیں سلامتی ہے اور وہ جو رات گذارتے ہیں پروردگار
اپنے کو سجدے اور قیام میں اور وہ جو کہتے ہیں ای رب ہمارے پھیر
عذاب جہنم کا بیشک اسکا عذاب بھاری ہے تحقیق وہ بری جگہ
اور برا مقام ہے اور وہ جو جب خرچ کرتے ہیں نہیں زیادتی
کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ہے درمیانہ ٹھیک ٹھیک ہیں
اور وہ جو نہ پکارتے ہیں ساتھ اللہ کے معبود اور نہ مار ڈالتے
ہیں جان کو جو حرام کیا اللہ نے مگر حق پر اور نہ زنا کرتے
ہیں اور جس نے ایسا کیا گناہ کا بدلا دیا جائیگا عذاب
قیامت کے دن اور ہمیشہ رہیگا اس میں رسوا مگر جس نے
توبہ کی اور ایمان لایا اور کام کئے اچھے پس یہی لوگ ہیں کہ
بدل دیں اللہ نے برائیاں ان کی نیکیوں سے اور
ہے اللہ بخشش کرنے والا مہربان ؛

فقام عکاشة فقال یارسول الله ادع الله ان یجعلنی
منهم قال انت منهم و آز انجمله محو و فناست - قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم عن ربه تبارک وتعالی لایزال یتقرب
الیّ عبدی بالنوافل حتی احببته کنت سمعه
الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی
یبطش بها ورجله التی یمشی بها ولئن سألنی
لاعطینه ولئن استعاذنی لأعیذنّه و آز انجمله
تهذیب اخلاق ست - قال النبی صلی علیه وسلم لجعفر
ابن ابی طالب اشبهت خلقی وخُلقی واخبر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم عن المهدی علیه السلام انه یشبه
فی خُلقی ولا یشبه فی خَلقی و از انجمله کمالات مذکوره
درین مقام بعثت ست - قال اللہ تبارک وتعالی
وَلَقَدْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ
اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا ۰ وظاهر ست که این دوازده بزرگ
از انبیاء اللہ نبودند - قال اللہ تعالی اِذْ اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمُ
اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْا اِنَّا اِلَیْکُمْ
مُّرْسَلُوْنَ ۰ قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا اَنْزَلَ
الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَکْذِبُوْنَ ۰ قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ
اِنَّا اِلَیْکُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۰ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۰
وظاهر ست که این بزرگوار احواریین حضرت عیسی علیه السلام نبودند انبیاء
وقال اللہ تعالی وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ
طَالُوْتَ مَلِکًا وقال اللہ تعالی وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ
بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ۰
وقال النبی علیه السلام ان الله یبعث لهذه الامة علی
راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها و از جمله

عکاشہؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ای رسول اللہ میرے واسطے
دعا فرمائیے کہ اللہ تعالی مجھکو انھیں میں کر دے فرمایا تو انھیں میں
سے ہے) و از انجملہ محو اور فنا ہے - فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میرا بندہ نوافل سے میری قربت حاصل کرتا
رہتا ہی یہانتک کہ میرا محبوب ہو جاتا ہی جب میرا محبوب ہو جاتا ہے
تو میں اُسکے کان ہوں گویا مجھسے سنتا ہی اور بینائی کہ دیکھتا ہی اور
ہاتھ کہ چھوتا ہی اور پاؤں کہ چلتا ہے اگر مجھسے پناہ مانگے تو
میں اُسکو پناہ دوں) اور منجملہ اُسکے تہذیب اخلاق ہی فرمایا نبی صلعم نے
جعفر بن ابی طالب سے (ترجمہ مشابہ ہوا تو میری صورت اور
سیرت میں) اور خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مہدی علیہ السلام کے حال سے (ترجمہ بیشک وہ مشابہ ہوگا خو
میری میں اور نہ مشابہ ہوگا صورت میری میں) اور اُن کمالات
مذکورہ میں سے اس مقام میں بعثت ہی - فرمایا تبارک و تعالی نے
(ترجمہ ہمنے بنی اسرائیل کا عہد لیا اور اُنمیں بارہ نقیب بنائے)
اور ظاہر ہے کہ بارہ بزرگ نبی نہ تھے - فرمایا اللہ تعالی نے
(ترجمہ جب بھیجے ہمنے اُنکی طرف دو پیغمبر جھٹلایا اُنکو پھر ہمنے
زور دیا تیسرے سے جب کہا ہم لائے ہیں تمھاری طرف بھیجے
بولے تم تو انسان ہو جیسے ہم اور رحمٰن نے کچھ نہیں اُتارا تم
سارے جھوٹ کہتے ہو کہا ہمارا رب جانتا ہے ہم بیشک تمھاری
طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں اور ہمارا ذمہ یہی ہے کھول کر پہنچانا)
اور ظاہر ہے کہ یہ بزرگوار حوارین حضرت عیسی علیہ السلام کے
تھے نہ نبی - اور فرمایا اللہ تعالی نے (ترجمہ اور کہا اُنکے نبی نے
بیشک اللہ نے بھیجا ہے تمھارے واسطے طالوت کو بادشاہ
بناکر) اور فرمایا اللہ تعالی نے (ترجمہ اور کیے ہمنے اُنمیں سے
امام ہمارے حکم سے امام بناتے ہیں جب صبر کیا اُنھوں نے اور
ہماری آیتوں پر یقین رکھتے) اور فرمایا نبی علیہ السلام نے (ترجمہ
بیشک اللہ اس امت میں ہر صدی کے شروع میں ایک
شخص ایسا اُٹھاویگا کہ دین کی درستی کر دیا کرے گا) اور منجملہ

ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیته
فینسخ الله ما یلقی الشیطان ثم یحکم الله آیته
پس برین تقدیر یعنی عصمت کہ مفاد این کریمہ ست چنانکہ
بہ رسل و انبیا ثابت شدہ ہمچنین بہ محدثین ہم ثابت گردید ہر چند
قرأة ابن عباسؓ از قرأة متواترہ نیست اما قرأة غیر متواترہ
در اثبات حکم بمنزلہ خبر مشہور ست پس امتیاز متواتر از
غیر متواترہ در تلاوت ست نہ در اثبات حکم۔ وقال النبی صلعم
لعلی اللّٰھم ادر الحق معہ حیث دار وقال النبی صلعم
القرآن مع علی وعلی مع القرآن وقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی
اہل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض
وقال النبی علیہ السلام الحق ینطق علی لسان عمر وقلبہ
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نعم المرء صہیب
لو لم یخف اللہ لم یعصہ و از جملہ مقامات ولایت زہد ست
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تؤمروا ابا بکر تجدوہ
امینا زاہدا فی الدنیا راغبا فی الآخرة
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احب
ان ینظر عیسی ابن مریم فی زہدہ فلینظر الی
ابی الدرداء و از انجملہ تفرید ست قال النبی علیہ السلام
سیروا سبق المفردون قالوا وما المفردون یا
رسول اللہ قال الذین وضع الذکر عنہم اثقالہم
و از انجملہ توکل ست قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سیدخل من امتی الجنۃ سبعون الفا بغیر
حساب وجوہہم کالقمر لیلۃ البدر ہم الذین
لا یسترقون ولا یتطیرون ولا یکتوون وعلی ربہم یتوکلون

اور نہ محدث مگر جس وقت کہ تمنا کی ڈالا شیطان نے خواہش انکی
میں پھر مٹا دیا اللہ نے جو ڈالا شیطان نے خواہش انکی میں پھر
محکم کرتا ہے اللہ تعالی آیتیں اپنی) پس اس تقدیر پر یعنی عصمت کہ
اس آیت کریمہ کے مفاد ہیں جیسے کہ حضرات انبیاء اور مرسلین کی
ذات کے واسطے ثابت ہیں ایسے ہی محدثین کو بھی شامل ہیں
ہر چند قرأة ابن عباسؓ قرأة متواترہ سے نہیں و قرأة غیر متواترہ
اثبات حکم میں بمنزلہ خبر مشہور ہے لیکن امتیاز متواتر از غیر متواتر
تلاوت میں ہے نہ اثبات حکم میں اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت علیؓ کے حق میں (ترجمہ الٰہی حق جاری کر اسکے ساتھ جس جگہ وہ
جائے) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ قرآن شریف
ساتھ علیؓ کے اور علیؓ ساتھ قرآن کے) اور فرمایا نبی صلعم نے
(ترجمہ میں چھوڑے جاتا ہوں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں
قرآن شریف اور اہل بیت اپنی اور جدا نہیں ہونے کے وہ
یہانتک کہ حوض پر آویں گے) اور فرمایا نبی صلعم نے (ترجمہ
حق جاری ہوتا ہے عمرؓ کی زبان اور دل پر) اور فرمایا نبی صلعم نے
(ترجمہ اچھا آدمی صہیب ہے اگر نہ خوف کرتا اللہ سے نہ نافرمانی
کرتا اسکی) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ اگر حکم کرو
ابوبکرؓ کو پاؤ گے اسکو امین بے رغبتی کرنیوالا دنیا میں رغبت کرنیوالا
آخرت میں) اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے (ترجمہ جو کوئی دوست
رکھے کہ دیکھے عیسی بن مریم کو اسکی زہد میں تو ابو دردا کو دیکھے)
اور از انجملہ تفرید ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ
پھر کر دیکھو سبقت لیگئے مفردون دریافت کیا کون ہیں مفردون
فرمایا آپ نے وہ ہیں کہ دور کر دیے اُنسے ذکر نے اُنکے بوجھ) اور از انجملہ
توکل ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ میری امت
کے ستر ہزار آدمی جنت میں بغیر حساب جائینگے چودھویں رات
کے چاند جیسے اُنکے منہ ہونگے وہ لوگ ہیں جو جھاڑ پھونک نہ
کرتے تھے اور نہ جانوروں سے فال لیتے تھے اور نہ داغ
لگاتے تھے اور اپنے پروردگار ہی سے بھروسہ رکھتے تھے

ونافخ الكير اما ان يحرق ثيابك واما ان تجد
منه ريحا خبيثة وقال ابن مسعود رض مجلس
من علم خير من عبادة سنة واما خرق عادت
پس احتیاج به بیان ندارد زیرا که ظهور خوارق از هادیان راه
حق که از اتباع انبیا اند بوجهے مشهور و متواتر ست که حاجت بیان
نیست واما اظهار دعوت. قال الله تعالى كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ
أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ قال الله تعالى وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ
أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وقال النبي صلى الله عليه وسلم إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ
عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ وقال النبي صلى الله عليه وسلم من
دعى الى الهدى كان له اجره واجر من عمل عليه
من غير ان ينقص من اجورهم شيئا وقال
النبي صلى الله عليه وسلم انما العلماء ورثة الانبياء و از جمله کمالات
مذکوره سیاست ایمانی ست. قال الله تعالى إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ
فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا
لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ وقال النبي صلى الله
عليه وسلم تكون النبوة فيكم ما شاء الله ان تكون ثم
يرفعها الله تعالى ثم يكون ملكا عاضا
فيكون ما شاء الله ان يكون ثم يرفعها
الله ثم يكون ملكا جبرية فيكون ما شاء الله
ان يكون ثم يرفعها الله تعالى
ثم تكون خلافة على منهاج
نبوة ثم سكت و از جمله مناصب سیاست ایمانی فراست ست
وقال النبي صلى الله عليه وسلم اتقوا فراسة المؤمن

ورنہ اچھی خوشبو تو تجھکو آوے ہی گی اور بھٹی والوں نے تو تیرے
کپڑے ہی پھونکیگا اور بدبو سے تو تو بچ ہی نہیں سکتا) یعنی ابن مسعود
نے فرمایا (ترجمہ البتہ علم کی مجلس ایک برس کی عبادت سے بہتر ہے)
اب ہا خرق عادت تو اسکے بیان کی حاجت نہیں اسلیے کہ ظہور
خوارق ہادیان راہ حق سے ایسے طور پر مشہور اور متواتر ہے کہ
حاجت بیان نہیں اب اظہار دعوت کا حال سنیے۔ فرمایا اللہ
تعالی نے (ترجمہ کہ تم بہترین اُمت ہو لوگوں کے واسطے نکالے
گئے بھلی باتیں بتاتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالی پر
یقین رکھتے ہو) فرمایا اللہ تعالی نے (ترجمہ اور تم میں سے ایک جماعت
ایسی ہو کہ بھلائی کی طرف بلاوے اور اچھی باتیں بتاوے اور
برائی سے روکے) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
(ترجمہ کہ اللہ اور فرشتے رحمت بھیجتے ہیں بھلائی کے سکھانے والے پر)
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ جو بلاوے
ہدایت کی طرف اُسکا ثواب ہوتا ہے اور جو کوئی عمل کرے
اور عمل کرنیوالے کا کچھ ثواب کم نہیں ہوتا) اور فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ بیشک علما نبیوں کے وارث
ہیں) اور منجملہ کمالات مذکورہ سیاست ایمانی ہے۔ فرمایا
اللہ تعالی نے (ترجمہ ہمنے بیشک توراۃ اتاری اسمیں ہدایت
اور نور ہے حکم کرتے ہیں اُس سے نبی کہ ایمان لائے ان لوگونکو
کہ یہودی ہوئے اور اللہ والونکو اور علماء کو) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ نبوت تم میں جب تک چاہے اللہ رہیگی
پھر اٹھا لیگا اُسکو اللہ تعالی پھر ہو خلافت نبوت کے طریق پر
جب تک چاہے اللہ رہے پھر اٹھا لیگا اللہ تعالی اُسکو پھر ہو
بادشاہی مضبوط پھر رہے جب تک چاہے اللہ تعالی پھر اٹھا لیگا
اُسکو پھر ہو بادشاہی زبردستی کی پھر جب تک چاہے اللہ تعالی
پھر اٹھاوے اُسکو پھر ہوگی خلافت نبوت کے طریق پر پھر آپ
چپ ہو رہے) اور سیاست ایمانی کی مناصب سے فراست بھی
ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ خیال رکھو فراست مومن کا

کمالاتِ مذکورہ ہدایت ست۔ قال النبی علیہ السلام ان تؤمروا علیاً ولا اراکم فاعلین تجدوہ هادیاً مهدیاً یأخذ بکم الصراط المستقیم۔ اما اقسام ہدایت پس از انجملہ نزولِ برکت ست۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الشام ان فیها ابدالاً بہم یمطر اهل الارض وبہم یرزقون وبہم ینصرون من اعدائہم۔ واما عقدِ ہمت۔ قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۔ وقال اللہ تعالیٰ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارحم امتی بامتی ابوبکر یعنی بسیار شفقتِ وافر دارد بہ نسبتِ ایشان وہمت بغایت مصروف میدارد بہ اصلاح حالِ ایشان۔ واما فیضِ صحبت فقال اللہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذین یجلسون لذکر اللہ ہم القوم لا یشقی بہم جلیسہم۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان خیار عباد اللہ الذین اذا رؤوا ذکر اللہ۔ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل الجلیس الصالح والسوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ واما ان تجد ریحاً طیبۃ

کمالات مذکورہ ہدایت ہے فرمایا نبی علیہ السلام نے (ترجمہ اگر امیر بناؤ گے تم علیؓ کو اور نہیں دیکھتا ہوں میں تمکو کرنے والا پاؤگے تم انکو ہادی مہدی لیگا ساتھ تمہارے راہ سیدھی) اب اقسام ہدایت سنیے از انجملہ نزولِ برکت ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ ملکِ شام میں کہ یہاں ابدال ہیں انھیں کی وجہ سے زمین والوں پر بارش ہوتی ہے اور انھیں کے سبب رزق دیے جاتے ہیں اور انھیں کے سبب دشمنوں پر فتح پاتے ہیں) اب عقدِ ہمت کا حال ملاحظہ فرمائیے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اور وہ لوگ کہ کہتے ہیں اے رب ہمارے دے ہمکو بیبیوں اور اولاد ہماری سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور کر ہمکو نیکوں کے آگے) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ یہاں تک کہ پہنچا جوانی کو اور پہنچا چالیس برس کو کہا اے رب میرے توفیق دے مجھکو یہ کہ شکر کروں میں تیری نعمت کی کہ تونے انعام کیا مجھپر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ میں اچھے کام کروں کہ تو راضی ہو جائے اور میری اولاد کو سنوار دے تحقیق میں نے رجوع کیا طرف تیرے اور میں ایمان والوں سے ہوں) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنیوالا امت پر ابوبکر ہے یعنی انکی نسبت شفقت کامل رکھتا ہے اور انکی اصلاح حال میں ہمت کو بدرجۂ غایت مصروف رکھتا ہے) لیکن فیضِ صحبت پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ ان لوگوں میں کہ بیٹھتے ہیں اللہ کے ذکر کو کہ وہ قوم ہے کہ انکے پاس والے بھی نہیں بدبخت ہوتے) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ اللہ کے اچھے بندے وہ ہیں جب انکو دیکھو تو خدا یاد آجائے) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ اچھا ہمنشیں اور برا ہمنشیں ایسے ہیں جیسے مشک کا اٹھانے والا اور لوہار کی بھٹی پس مشک کا اٹھانے والا یا تو خوشبو دیگا

کہ ہرچند مراتب عالیہ از کمالات مذکورہ مخصوص ست بذات انبیاء
علیہم السلام فاما اصل ہر کمال و تخم این نہال در دل ہر مومن
صحیح الاعتقاد و مسلم قوی الانقیاد یافتہ می شود مثلاً ہر مومن
صادق را یک گونہ وجاہتے بحضور حضرت رب العالمین
و مجامع ملائکہ مقربین ثابت ست۔ کما قال اللہ تعالیٰ
اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ
رَبِّہِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
و ہمچنین نوعے از ولایت مومن مخلص را ثابت ست کما قال
اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا
ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝
چنانکہ ثبوت نوعے از اصل ولایت برائے ہر مومن ازین کریمہ
مستفاد گردید ہمچنین ثبوت نوعے از شعب و فروع آن ہم برائے
ہر مومن از آیات و احادیث مستفاد می شود مثلاً از انجملہ
الہام ست کہ ملک ملہم خیر ہمراہ ہر مومن ملازم ست و آن
مومن در اکثر اقوال تابع الہامات وے ست و ہمچنین تعلیم و
تفہیم در منام بطریق رویا ہر مومن را حاصل و قدرے از
توکل کہ باعث بر ترک اسباب شرکیہ و محرمہ شرعیہ باشد
از لوازم اصل ایمان ست۔ کما قال اللہ تعالیٰ
وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ و ہمچنین قدرے از
زہد کہ باعث آن بر ترک مستلذات ممنوعہ شرعیہ باشد
از ارکان اسلام ست و ہمچنین نوعے حفاظت غیبی بواسطہ
ملک ملہم خیر یا بواسطہ وعظ و تذکیر ہادیان راہ حق بسوے
ہر مومن متحقق ست و ہمچنین مرتبہ از بعثت و ہدایت کہ ادنائے
آن فرضیت امر بالمعروف و نہی عن المنکر ست ہر مومن را
حاصل و ہمچنین شرکت در ریاست ایمانی در بعضے اوقات

کہ ہرچند مراتب عالیہ منجملہ کمالات مذکورہ ذوات انبیاء علیہم السلام کے
ساتھ مخصوص ہیں لیکن ہر کمال کی اصل اور اُسکا تخم ہر مومن صحیح
الاعتقاد اور مسلم قوی الانقیاد کے دل میں پایا جاتا ہے مثلاً
ہر مومن صادق کو ایک طرح کی وجاہت حضرت رب العالمین کے
حضور اور ملائکہ مقربین کے مجمع میں ثابت ہے چنانچہ اللہ
تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ (ترجمہ جو کہ اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو
اور جو گرد اسکے ہیں تسبیح کرتے ہیں ساتھ تعریف پروردگار اپنے
کی اور یقین لاتے ہیں ساتھ اسکے اور بخشش مانگتے ہیں ایمان والوں کی) اور ایسی
ہی ایک قسم کی ولایت مومن مخلص کو حاصل ہے فرمایا اللہ
تعالیٰ نے (ترجمہ خبردار ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو نہ
خوف اور نہ غم اور جو یقین رکھتے ہیں اور رہیں پرہیزگار)
جس طور پر کہ اصل ولایت کی ایک نوع کا ثبوت ہر مومن کے
حق میں اس آیت کریمہ سے مستفاد ہوا اسی طور پر اُسکے فروعات
کی بھی ایک نوع کا حصول ہر مومن کے واسطے آیات اور
احادیث سے مستفاد ہوتا ہے مثلاً از انجملہ الہام ہے کہ ایک
فرشتہ ملہم خیر ہر مومن کے ہمراہ ہر وقت رہتا ہے اور وہ
مومن اکثر اقوال میں اسکے الہامات کا تابع ہوتا ہے اور ایسے
ہی تعلیم و تفہیم خواب میں بطریق رویا ہر مومن کو حاصل ہے
اور کسی قدر توکل منجملہ لوازم ایمان ہے کہ اسی کی وجہ سے انسان
اسباب شرکیہ اور محرمہ شرعیہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جیسا
فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اور چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں
ایمان والے) اور ایسے ہی کسی قدر زہد ارکان اسلام سے ہے
جسکے باعث ممنوعات شرعیہ سے اجتناب حاصل ہوتا ہے
اور ایسے ہی ایک طرح کی حفاظت غیبی بواسطہ ملہم خیر اور
بذریعہ وعظ و نصیحت ہر مومن کی طرف متحقق ہے اور ایسے
ہی ایک مرتبہ بعثت اور ہدایت کا کہ ادنیٰ اسکا فرضیت امر
بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے ہر مومن کو حاصل ہے اور ایسے
ہی شریک ہونا ریاست ایمانی میں بعض اوقات میں ذمہ

فانہ ینظر بنور اللہ تعالیٰ و آز انجملہ امارت ست۔ قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی اسامۃ بن زید ان کنتم تطعنون فی
امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارۃ ابیہ من قبل
وایم اللہ ان کان لخلیقا للامارۃ و آز انجملہ عدالت ست
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقضٰی ہم علی الخ و از انجملہ حفاظت ست
و آنرا دو شعبہ ست اول انتظام امت کہ صاحب این خدمت را عسس میگویند
و سد مفاسد دین و ملت کہ صاحب این خدمت را محتسب میگویند اما
اول فقد روی کان قیس بن سعد من النبی صلعم
بمنزلۃ صاحب الشرط من الامیر و صاحب الشرط عسس را
میگویند۔ و اما ثانی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رضیت لامتی
ما رضی بہا ابن ام عبد مراد ابن ام عبد عبد اللہ بن
مسعود ست و اما نظامت کہ آنرا امانت نیز گویند قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لکل امۃ امین و امین ہذہ الامۃ
ابو عبیدۃ بن الجراح آنچہ درین تنبیہ مذکور گردید از اتمام این
بیان واضح شد کہ کمالات مذکورہ چنانکہ در انبیاء اللہ یافتہ میشوند ہمچنین
اتباع ایشان را ہم ازان نصیبے میرسد ہر چند ہمہ کمالات مذکورہ ہم را
درین مقام بالاستیعاب مذکور نکردیدہ و آنچہ مذکور گردیدہ تمامی شواہد
آن از کتاب و سنت مذکور نشدہ بلکہ از کمالات مذکورۃ الصدر آنچہ
عمدہ ترین آنہا بود درین مقام مذکور گردیدہ و بر ذکر شواہد و دلائل قلیلہ از
کتاب و سنت اکتفا کردہ شد تا نمونہ باشد برائے منفعت طالب
حق و ہر کہ ذہن ثاقب و فکر صائب داشتہ باشد کمالات غیر مذکورہ
را بر کمالات مذکورہ قیاس تواند کرد و از ہمین شواہد
قلیلہ بدلائل کثیرہ پے تواند برد۔ واللہ یہدی
من یشاء الی صراط مستقیم تنبیہ ثانی۔ در تحقیق
معنی مشابہت اولیاء بانبیاء در کمالات مذکورہ باید دانست

کیونکہ وہ دیکھتا ہے ساتھ نور اللہ کے۔ اور از انجملہ امارت بھی ہے۔ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کی بابت (ترجمہ اگر تم
اسکے امیر ہونے میں طعن کرتے ہو تو تم پہلے اسکے باپ کی امارت میں بھی
طعن کرتے تھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اور بیشک وہ خلیق تھا واسطے امارت کے)
اور از انجملہ عدالت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
(ترجمہ انمیں اچھا فیصلہ کرنے والا علی ہے آخر تک) اور از انجملہ
حفاظت ہے اور اسکی دو شاخیں ہیں اول انتظام امت کہ
اس خدمت والے کو عسس کہتے ہیں دوم سد باب مفاسد دین و ملت کہ
اس خدمت والے کو محتسب فرماتے ہیں۔ پہلے کا حال سنیے (ترجمہ
بس تحقیق روایت کیا گیا کہ تھے قیس بن سعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اسکی جگہ صاحب شرط امیر سے) دوسرے کی کیفیت یہ ہے۔ فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ راضی ہوں میں اپنی امت کو جو کہ
راضی ہوا ساتھ اسکے ابن ام عبد) یعنی عبد اللہ بن مسعود۔ اب
نظامت یعنی امانت کا حال ملاحظہ فرمائیے۔ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے (ترجمہ ہر امت میں امین ہوتا ہے اس امت میں
امین ابو عبیدہ بن الجراح ہے) جو کچھ اس تنبیہ میں مذکور ہوا اسکے
اتمام بیان سے واضح ہوا کہ کمالات مذکورہ جیسے کہ حضرات انبیا
میں پائے جاتے ہیں ایسے ہی انکے تابعین کو بھی انسے حصہ ملا ہے
اب سننا چاہیے کہ تمام کمالات مذکورہ اس مقام میں کامل طور پر
مذکور نہیں ہوئے اور جو کچھ مذکور ہوئے ان کے تمامی شواہد اور دلائل
کتاب اور سنت سے مذکور نہوئے بلکہ کمالات مذکورۃ الصدر سے
جو کچھ عمدہ تھے اس مقام میں ذکر کیے گئے اور کسی قدر ذکر کرنے اور
شواہد اور دلائل پر کہ کتاب و سنت سے ثابت ہیں اکتفا کیا گیا تا
طالب حق کی منفعت کے لیے نمونہ ہو اور جو کوئی ذہن ثاقب اور
فکر صائب رکھتا ہے کمالات غیر مذکورہ کو کمالات مذکورہ پر
قیاس کر سکتا ہے۔ (ترجمہ سیدھی راہ پر چلانا اللہ ہی کا کام ہے)
تنبیہ ثانی۔ یعنی مشابہت کی تحقیق میں ہے کہ اولیا کو انبیا
کے ساتھ کمالات مذکورہ میں کیونکر حاصل ہوتی ہے معلوم کرنا چاہیے

مثل اختلافِ مراتبِ حرارت که حرارتِ قویه وضعیفه هر دو از قسمِ حرارت اند و متحد بالجنس اگرچه باعتبارِ شدت وضعف تفاوت میدارند و همچنین اختلافِ مراتبِ برودت و مراتبِ نور و ظلمت و اختلافِ مراتبِ الوان در ضعف و قوت و اختلافِ مراتبِ شیرینی و نمکینی و تلخی و شوری و امثالِ ذالک پس از لوازمِ اختلافِ اول آنست که اشتباه را در آن گنجائش نیست مثلاً در میان چوب و سنگ هیچگونه اشتباهے نیست و درمیان اسپ و خر اصلا التباسے نه بخلاف اختلاف ثانی که هرچند در بعضے مقامات درین قسم هم اشتباه را گنجائش نمی باشد اما در بعضے مقامات التباس شدید بحدے راه می یابد که امتیازِ آن بدقتِ نظر هم متعذر میگردد و مثلاً اگرچه درمیانِ حلاوتِ قندِ سیاه و قندِ سفید اصلا اشتباه نیست فاما درمیانِ حلاوتِ شکرِ سپید نفیس مصفا و حلاوتِ قندِ سفید بحدے التباس واقع ست خصوصاً وقتیکه باورچی استاد بیخ بار یک مصفا را در آن پخته باشد که امتیاز آن بدقتِ نظر دریافت نتوان کرد و اصل درین مقام آنست که چون سلسلۂ مراتبِ مختلفه یک چیز را ملاحظه نمائیم پس اگر ادنائے او را با اعلائے او قیاس کنیم البته امتیاز و دریافتها ظاهر و باهر میباشد و اگر یک مرتبه را از آن با مرتبه دیگر که متصل آن واقع ست قیاس نمائیم لابد ادراکِ امتیاز فیما بینهما متعسر بل متعذر میگردد و این معنی ظاهر ست بل وجدانِ سلیم پس باید دانست که اختلافِ مراتبِ کمالاتِ مذکوره از قبیلِ اختلافِ ثانی ست نه از جنسِ اختلافِ اول چه اختلافِ مراتبِ محبوبیتِ محبوبین و مراتبِ توکلِ متوکلین و مراتبِ سخاوتِ اهلِ سخاوت و مراتبِ شفقتِ مشفقین و مراتبِ برکتِ متبرکین و مراتبِ فراستِ متفرسین از جنسِ اختلافِ مراتبِ اقسامِ بو و رنگ ست

مثل اختلافِ مراتبِ حرارت کہ حرارت قویہ اور ضعیفہ دونوں از قسم حرارت اور متحد الجنس ہیں اگرچہ باعتبار شدت وضعف باہم تفاوت رکھتے ہیں اور ایسے ہی اختلاف مراتب برودت اور مراتب نور وظلمت ہے اور اختلاف مراتب الوان میں ضعف اور قوت میں اور اختلافِ مراتب شیرینی ونمکینی وتلخی وشوری وغیرہ پس لوازم اختلاف اول سے یہ ہے کہ اشتباہ کو اس میں گنجائش نہیں مثلاً درمیان چوب اور سنگ کے کسی طرح پر اشتباہ نہیں اور درمیان اسپ اور خر کے اصلا التباس نہیں بخلاف اختلاف ثانی کہ ہرچند بعض مقامات میں اس قسم میں بھی اشتباہ کو گنجائش نہیں ہوتی ہے لیکن بعض مقامات میں التباس شدید اس حد کو پہنچتا ہے کہ اسکی امتیاز بنظر غور بھی متعذر معلوم ہوتی ہے مثلاً اگرچہ درمیان حلاوت قند سیاہ اور قند سفید کی اصلا اشتباہ نہیں لیکن درمیانِ حلاوت شکر سپید نفیس مصفا اور حلاوتِ قند سفید کی ایک درجہ کا التباس واقع ہے خصوصاً اس وقت کہ باورچی سر بیخ بار ایک مصفا کو پکائے اور اسکی امتیاز بدقت نظر دریافت نہیں کرسکتا اصل اس مقام میں یہ ہے کہ جو سلسلہ مراتب مختلفہ ایک چیز کو ملاحظہ کریں ہم پس اگر اسکے ادنیٰ کو اسکے اعلیٰ پر قیاس کریں ہم البتہ امتیاز مابین ان دونوں کے ظاہر اور باہر ہوتی اور اگر ایک مرتبہ کو اس سے ساتھ مرتبہ دوسرے کے کہ اسکے متصل واقع ہے قیاس لابد امتیاز کا حصول ان دونوں سے متعذر ہے اور یہ معنی وجدان سلیم پر خوب ظاہر باہر ہیں پس جاننا چاہیے کہ اختلاف مراتبِ کمالات مذکورہ از قبیل اختلاف ثانی ہے نہ از جنسِ اختلاف اولی کیونکہ محبوبین بارگاہ کی محبوبیت کا اختلاف اور متوکلین درگاہ کے توکل کے مراتب کا اختلاف اور اہلِ سخاوت کی سخاوت کے مراتب کا اختلاف اور مشفقین کی شفقت کے مراتب کا اختلاف اور متبرکین کی برکت کا اختلاف اور متفرسین کی فراست کے مراتب کا اختلاف از جنس اختلاف مراتب اقسام بو و رنگ ہے

مثل شرکت در اقامت جہاد در صورت نفیر عام یا غلبۂ کفار بر ذمۂ ہر مسلم واجب پس فی الحقیقت اصل این ہمہ کمالات از لوازم کمال آن قدر کہ ایمان کامل تر ظہور آثار این کمالات قوی تر پس گویا کہ ہر کمال را ازین کمالات یک سلسلہ ست کہ ابتداء آن از نفس ایمان حادث می شود و بہ اعتبار تفاوت مراتب ایمان در مراتب آن کمال ہم تفاوت می گردد تا آنکہ بمرتبۂ نبوت منتہی می شود کہ ہر کمال آنجا بکمال خود می رسد پس لابد اگر در سلسلۂ مراتب ہر کمال ضعف مراتب آن گرفتہ کہ نصیبۂ انبیاست تامل نماید البتہ واضح خواہد گردید کہ از جملۂ مراتب مذکورہ مرتبہ ایست کہ متصل مرتبۂ کمال انبیاء واقع گردیدہ کہ اضعف ست از مرتبۂ کمال انبیاء و اقوی ست از سائر مراتب دیگر پس ہرگز مرتبۂ مراتب کمال انبیاء را در سلسلۂ مراتب آن کمال شمار نمی کنیم بنا بر آنکہ انبیاء را بعد نوعی دیگر اند و سائر بشر نوعی دیگر پس ہمین مرتبۂ کمال را کہ متصل مرتبۂ کمال ایشان واقع ست منتہای سلسلۂ مراتب کمال مذکور شماریم و اگر در مرتبۂ کمال انبیاء را ہم درین سلسلہ وارد کنیم پس کمال ایشان را درجۂ اول نہیم و این مرتبہ را درجۂ ثانیہ و نیز باید دانست کہ تفاوتیکہ درمیان مراتب ہر کمال قوۃً و ضعفاً واقع ست آن را بنابر اختلاف اشیائے منسلکہ در سلک واحد باید دید تفصیلش آنکہ اختلاف درمیان شیئین بدو نہج واقع میشود اول آنکہ ہر یکی از ان ہر دو شیء بہ نسبت دیگرے از ذات و آثار احکام امتیاز ظاہر داشتہ باشد مثل اختلاف درمیان چوب و سنگ و انسان و حیوان و اسپ و گاؤ و شیر و بز و امثال ذلک دیگر آنکہ ہر یکے بہ نسبت دیگرے امتیاز کلی نداشتہ باشد و بالذات درمیان آنہا اختلاف نباشد بلکہ ہر دو در یک سلک منسلک باشند و از یک جنس معدود و اختلاف فقط باعتبار کمال و نقصان باشد و بس

ہر مسلمان کے واجب ہے مثل شرکت جہاد بصورت اذن عام یا غلبۂ کفا پس در حقیقت ان تمام کمالات کے اصل منجملہ لوازم اصل ایمان ہے اور کمال اسکا لوازم کمال سے جس قدر کہ ایمان کامل تر ہوگا ان کمالات کے آثار کا ظہور بھی قوی زیادہ ہوگا پس گویا کہ ہر کمال کو ان کمالات سے ایک سلسلہ ہے کہ جسکی ابتدا نفس ایمان سے ظاہر ہوتی ہے اور بہ اعتبار فرق مراتب ایمان اس کمال کے مراتب میں بھی تفاوت ہوتا ہے یہانتک کہ مرتبہ نبوت پر منتہی ہوتا ہے کہ ہر کمال اس مقام پر اپنے کمال پر پہنچتا ہے پس بالضرور اگر سلسلہ مراتب ہر کمال میں اسکا اضعف مراتب لیکر (کہ حصہ عوام مومنین کا ہے) اسکے اقوی تک (کہ حصہ انبیا ہے) تامل کرے البتہ واضح ہوگا کہ منجملہ مراتب مذکورہ ایک مرتبہ ہے کہ متصل مرتبہ کمال انبیا کے واقع ہوا جو اضعف ہے مرتبہ کمال انبیا سے اور اقوی ہے تمام مراتب دیگر سے پس ہرگز مرتبہ مراتب کمال انبیا کو سلسلہ مراتب اس کمال میں شمار نہیں کر سکتے اس بنا پر کہ انبیا ایک نوع دوسری ہیں اور تمام انسان نوع دوسری پس ایسے مرتبہ کمال کو کہ ان مرتبہ کمال کے متصل واقع ہے منتہائے سلسلہ مراتب کمال مذکور کا معلوم کریں اور اگر مرتبہ کمال انبیا کو بھی ایسے سلسلہ میں وارد کریں ہم پس کمال انکے کو درجہ اول میں رکھیں ہم اور اس مرتبہ کو درجہ ثانیہ میں۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے وہ تفاوت کہ درمیان مراتب ہر کمال کے قوۃً اور ضعفاً واقع ہے اسکو بنا بہ اختلاف اشیائے منسلکہ سلک واحد کے دیکھنا چاہیے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اختلاف دو شے کے درمیان دو طرح پر واقع ہوتا ہے اول یہ ہے کہ ہر ایک انہیں سے دوسرے کی نسبت ذات اور آثار اور احکام میں امتیاز ظاہری رکھے مثل اختلاف مابین چوب سنگ و انسان و حیوان و اسپ و گاؤ و شیر و بز وغیرہ وغیرہ اور دوسری یہ ہے کہ ہر ایک بہ نسبت دیگر امتیاز کلی نہ رکھتی ہو اور بالذات انمیں اختلاف نہ ہو بلکہ دونوں ایک سلک میں منسلک ہوں اور ایک جنس معدود سے اختلاف فقط باعتبار کمال و نقصان کے ہو

واضح گردید پس میگوییم کہ امامت در ہر کمال عبارت ست از
حصولِ مشابہتِ تامہ با انبیاء اللہ در آن کمال مثلاً علم باحکام
شرعیہ بہ دو طریق حاصل میشود تقلید و تحقیق و علم انبیاء از جنس
علم تقلیدی اصلا نیست بلکہ آنچہ ایشان را ازین علم بدست آمد
ہمہ بطریقِ تحقیق حاصل شد و تحقیق را دو طریق ست اجتہاد
بشرطیکہ معقول وحی العقول باشد و الہام بشرطیکہ از
مداخلتِ نفسانی محفوظ باشد پس مشابہ با انبیاء در علم احکام یا
مجتہدین مقبولین باشند یا ملہمین محفوظین و از انکہ استناد
احکام بسوی کشف و الہام در اوائلِ امت معروف نبود پس
مشابہ با انبیاء درین فن مجتہدین مقبولین اند پس ایشان را از
ائمہ فن باید شمرد مثل ائمہ اربعہ ہر چند مجتہدین بسیار از بسیار گذشتہ
اند اما مقبول درمیانِ جمہورِ امت ہمین چند اشخاص اند پس
گویا کہ مشابہتِ تامہ درین فن نصیبِ ایشان گردیدہ بناءً علیہ
درمیان جماہیر اہلِ اسلام از خواص و عوام بلقبِ امام معروف گردیدند
و بقوتِ اجتہاد موصوف و در عقاید نیز تقلید را در علمِ انبیاء ہیچ
مداخلتے نیست پس طریقِ ایشان درین فن یا باستدلال ست یا الہام و طریقۂ
استدلال ظاہر ست و طریقۂ الہام مخفی پس مستدلین را مشابہت ظاہرہ
درین فن با ایشان ثابت ست بناءً علیہ مستدلین استدلالات قویہ را
از متکلمین بلفظِ امام تعبیر می نمایند مثل غزالی و رازی و ہمچنین اقامتِ
سیاستِ ایمانی بہ دو طریق میشود یا بالطریق تبعیہ مثل اعوانِ خلفا
و نائبانِ ایشان یا بطریق غیر تبعیہ مثل خود خلفاء و سیاستِ
انبیاء بیشک بطریقِ ثانی ست نہ بطریقِ اول پس خود
خلیفہ مشابہ بہ نبی ست در بابِ سیاستِ ایمانی
لہذا او را امام میگویند و ہمچنین ادائے نماز مثلاً
بہ دو طریق منصوص شدہ بطریقِ انفراد یا بالطریقِ اجماع

معلوم ہوئے تو کہتا ہوں میں کہ امامت ہر کمال میں عبارت ہے
حصول مشابہت تامہ سے جو انبیاء اللہ کے ساتھ اس کمال
میں حاصل ہے مثلاً علم بہ احکام شرعیہ دو طریق پر حاصل
ہوتا ہے تقلیداً و تحقیقاً اور علم انبیاء منجملہ علمِ تقلیدی اصلا نہیں
بلکہ جو کچھ اُن کو علم حاصل ہوا تمام بطریقِ تحقیق حاصل ہوا
اور تحقیق کے دو طریق ہیں اول اجتہاد بشرطیکہ معقول
ذوی العقول ہو دوم الہام بشرطیکہ مداخلت سے محفوظ ہو
پس انبیاء علیہم السلام کے مشابہ علمِ احکام میں یا مجتہدین
مقبولین ہوں یا ملہمین محفوظین اور چونکہ کشف و الہام کی
طرف احکام کی نسبت اوائل اُمت میں معروف و مشہور نہ
تھی پس مشابہ با انبیاء اس فن میں مجتہدین مقبولین ہیں سو
اُنکو ائمہ فن سے معلوم کرنا چاہیے مثل ائمہ اربعہ ہر چند کہ
مجتہدین بہت کچھ گزرے ہیں لیکن مقبول درمیان جمہور
اُمت یہی چند اشخاص ہیں پس گویا کہ مشابہت تامہ اس
فن میں انہیں کے نصیب ہوئی نظر براں تمام اہلِ اسلام
خواص و عوام میں بلقب امام معروف ہوئے اور بقوتِ
اجتہاد موصوف۔ اور عقائد میں بھی تقلید کو علم انبیاء میں
کچھ مداخلت نہیں پس طریق اُنکا فن میں یا استدلال ہے
یا الہام اور طریقۂ استدلال ظاہر ہے اور طریقۂ الہام مخفی
پس مستدلین کو مشابہت ظاہرہ اس فن میں اُنکے ساتھ
ثابت ہے بناءً علیہ متکلمین مستدلین استدلالات قویہ کو بلفظ
امام تعبیر فرماتے ہیں مثل امام غزالی و امام رازی علیہما الرحمۃ
والرضوان۔ اور ایسے ہی سیاستِ ایمانی کا قیام بھی دو طریق
ہوتا ہے بالطریق تبعیہ مثل مددگاران خلفاء و نائبانِ خلفا یا بطریق
غیر تبعی
متبوعیہ مثل خود خلفا اور سیاستِ انبیاء بے شک بطریق
ثانی ہے نہ بطریق اول پس خود خلیفہ در بابِ سیاستِ
مشابہ بہ نبی ہے لہذا اُسکو امام کہتے ہیں اور ایسے ہی ادائے
نماز مثلاً دو طریق پر منصوص ہوئی ہے بطریقِ انفراد یا بطریقِ اجماع

نہ از قبیل اختلاف چوب و سنگ پس اگر توکل اولیائے مومن را با توکل انبیاء اللہ مقایسہ کنند البتہ ہیچگونہ مماثلتے درمیان این ہر دو توکل ادراک نخواہد گردید و اگر توکل زید را با توکل عمرو کہ در معنی توکل قریب بہم باشند مقایسہ کنند پس اگرچہ یکے را قوتے بنسبت دیگرے در نفس الامر متحقق باشد اما در ظاہر نظر امتیازے دریافت نخواہد گردید پس واضح گشت کہ مرتبہ ہر کمال کہ در انبیاء اللہ ثابت ست اگر آنرا با مرتبہ ہمان کمال کہ در اولیائے مومنین واقع باشد مقایسہ کنند البتہ ہیچ اشتباہے و التباسے درمیان این ہر دو مرتبہ نخواہند یافت اما اگر مرتبہ ایشان را با ہمان مرتبہ مقایسہ کنند کہ متصل مرتبۃ الشان واقع ست بوجہے معنی مماثلت ظاہر خواہد گردید کہ بجز علام الغیوب بحقیقت امتیازے کہ در نفس الامر فیما بینہما متحقق ست کسے دیگر نخواہد رسید و ہمین مماثلت را مشابہت می گوییم پس کسے کہ بمرتبہ ثانیہ از مراتب کمال مذکور متصف باشد ہمون ست مشابہ بانبیاء در ان کمال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لجعفر بن ابی طالب اَشْبَهْتَ خَلْقِی وَخُلُقِی وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المہدی علیہ السلام اِنَّهٗ یُشْبِهُ خُلُقِی وَ لَا یُشْبِهُ خَلْقِی وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رض اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وقال مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ فِیْ زُهْدِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِی الدَّرْدَاءِ وقال حُذَیْفَةُ ابْنُ الْیَمَانِ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا وَّهَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلعم لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ

نہ از قبیل اختلاف چوب و سنگ پس اگر اولیٰ مومن کے توکل کو انبیاء علیہم السلام کے توکل کے ساتھ قیاس کریں البتہ کسی قسم کی مماثلت ان دونوں توکل میں حاصل نہ ہوگی اور اگر زید کے توکل کو عمرو کے توکل کے ساتھ کہ معنی توکل میں متقارب ہیں باہم قیاس کریں اگرچہ ایک کو دوسرے کی نسبت ایک قسم کی قوت نفس الامر میں متحقق ہو لیکن بنظر ظاہر امتیاز دریافت نہ ہوگی پس واضح ہوا کہ مرتبہ ہر کمال حضرات انبیا میں ثابت ہے اگر اسکو اسی کمال کے مرتبے کے ساتھ کہ اولیٰ مومن میں واقع ہو مقایسہ کریں البتہ کسی قسم کا اشتباہ اور التباس ان دونوں مرتبوں میں نہ پایا جائیگا لیکن اگر ان کے مرتبے کو اسی مرتبے کے ساتھ کہ ان مرتبے کے متصل واقع ہے قیاس کریں ایسے معنی پر مماثلت ظاہر ہوگی کہ سوائے ذات علام الغیوب امتیاز نفس الامری فیما بینہما کو کوئی دوسرا نہ پہنچے گا اور ایسی مماثلت کا مشابہت نام ہے پس جو شخص کہ مراتب کمال مذکور کے مرتبہ ثانیہ کے ساتھ موصوف ہو اس کمال میں وہی مشابہ بانبیا ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے نبی جیسے ہیں) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب سے (ترجمہ مشابہ ہوا تو میری صورت اور سیرت میں) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی علیہ السلام کو (ترجمہ کہ وہ مشابہ ہونگے میری سیرت میں نہ مشابہ ہونگے پیدائش میں) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض کو (ترجمہ کہ تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں اور فرمایا جسکی خواہش ہو کہ دیکھے حضرت عیسے علیہ السلام کا زہد پس چاہیے کہ ابو درداء کو دیکھے) اور کہا حذیفہ بن یمان نے کہ تحقیق مشابہ تر لوگوں کی دلالت اور عادت اور ہدایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود رض ہیں) جبکہ مشابہت کے معنی

ونیز در حق این جلیل القدر توان گفت که درمیان او و درمیان نبی هیچ فرقی نیست الا منصب نبوت چنانچه در حق حضرت علی رضی الله عنه فرموده اند اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ این است بیان حقیقت مطلق امامت و اما اقسام او پس اینکه در فصل ثانی مذکور میشود ان شاء الله تعالی

اور حق میں اس جلیل القدر کے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اُسکے درمیان اور نبیؐ کے درمیان سوائے منصب امامت کوئی فرق نہیں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا ہے (ترجمہ تم مجھسے ایسے ہو جیسے کہ ہارون موسیٰ علیہ السلام سے مگر میرے بعد نبی نہیں) یہ مطلق امامت کی حقیقت کا بیان ہے اور اُس کے اقسام سو فصل ثانی میں ان شاء اللہ مذکور ہوں گے

فصل ثانی در ذکر اقسام امامت

وآن مشتمل بر یک مقدمه و دو قسم و یک خاتمه است مقدمه در بیان امامت حقیقیه و امامت حکمیه و آن مشتمل بر دو تنبیه است تنبیه اول باید دانست که اکثر احکام شرعیه را حقیقتی میباشد و ظاهری اما حقیقتش پس همان حکمتیست که باعث این حکم گردیده و اما ظاهرش پس صورتیست که بر آن حکمت مشتمل شده تفصیلش آنکه اصل مقصود از شرائع تهذیب نفوس بنی آدم است در اعتقادات و اخلاق و عبادات و عادات و معاملات پس هرچه بالذات باعث تهذیب نفس انسانی است همان چیز در شرائع مقصود لذاته است لیکن بسا میباشد که اصل مقصود نکته میباشد بغایت نازک و باریک که اذهان اکثر افراد انسان به آن نمیتوانند رسید و اگر احیاناً برسند آن نکته لطیف با امور دیگر که از جنس آن نیست بر اذهان ایشان ملتبس میگردد و تمیز مقصود از غیر مقصود از ایشان متعذر میشود و بنا علیه بعضی امور ظاهره را بجای آن سر مخفی می نهند و صورت را حکم معنی میدهند و بعض ظاهر احکام را مقرر مینمایند و همین ظل را قائم مقام اصل می نمایند مثلاً در باب ایمان اصل مقصود تصدیق قلبی است که باعث توجه الی الله است و سبب تذکر جلال او و تولد حکمت است

فصل ثانی میں اقسام امامت کا ذکر ہے

اور یہ ایک مقدمہ اور دو قسم اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے مقدمہ امامت حقیقیہ اور امامت حکمیہ کے بیان میں ہے اور یہ دو تنبیہ پر مشتمل ہے تنبیہ اول معلوم کرنا چاہیے کہ اکثر احکام شرعیہ کے واسطے ایک حقیقت ہوتی ہے اور ایک ظاہر لیکن حقیقت اُسکی پس وہ ایک حکمت ہے کہ باعث اس حکم کا ہوئی اور لیکن ظاہر اُسکا پس ایک صورت ہے کہ اُس حکمت پر مشتمل ہوئی تفصیل اُسکی یہ ہے کہ اصل مقصود شرائع سے تہذیب نفوس بنی آدم ہے اعتقادات اور اخلاق اور عبادات اور عادات اور معاملات میں پس جو کچھ بالذات باعث تہذیب نفس انسانی ہے وہی چیز شرائع میں مقصود لذاتہ ہے لیکن بسا اوقات اصل مقصود نکتہ ہوتا ہے جو نہایت نازک اور باریک ہے کہ اکثر افراد انسان کے اذہان اُس تک نہیں پہنچ سکتے اور اگر کسی طرح پہنچ بھی سکیں تو وہ نکتہ لطیف اور امور کے ساتھ جو اُسکے جنس سے نہیں اُنکے ذہنوں پر ملتبس ہوتا ہے پھر تمیز مقصود اور غیر مقصود میں اُنسے متعذر ہوتی ہے بنا بریں بعضے امور ظاہرہ کو اُس سر مخفی کے جائے پر رکھتے ہیں اور صورت کو معنی کا حکم دیتے ہیں اور ایسے ظاہر اجرائے حکم فرماتے ہیں اور ایسے ظل کو اصل کے قائم مقام کرتے ہیں مثلاً درباب ایمان اصل مقصود تصدیق قلبی ہے کہ توجہ الی اللہ کا باعث ہے اور تذکر جلال خداوندی اور تولد حکمت کا سبب ہے

وبر تقدیر اجتماع شخص یا تابع خواہد شد یا متبوع وطریق انبیا ہمین ست
کہ ادائے نماز باجتماع می کنند نہ بانفراد و متبوع میشوند نہ تابع
پس متبوع جماعت مصلیان مشابہ بنبی ست در ادائے صلوٰۃ
پس ہمون ست امام صلوٰۃ بالجملہ ہر کہ در کمالے از کمالات مذکورہ
مشابہت تامہ بانبیاء اللہ داشتہ باشد ہمون ست امام آن
کمال خواہ درمیان مردم باین لقب معروف باشد خواہ نہ
پس لابد کسے از اکابر اُمت امام المحبوبین باشد و کسے امام
المعظلین فی الملائکۃ المقربین و کسے امام السادات و کسے
امام الملہمین و کسے امام المتوکلین و کسے امام الاسخیا و کسے امام
المبعوثین و کسے امام الرحماء و کسے امام المبارکین و کسے
امام الداعین و کسے امام الفاضلین و کسے امام الحکماء و کسے
امام الوعاظ و کسے امام المجادلین و کسے امام المفسرین و کسے
امام الامراء و کسے امام القضاۃ و کسے امام المجتبین الی غیر
ذلک و نیز باید دانست کہ بعضے کاملین را در یک کمال
مشابہت بانبیاء اللہ حاصل میشود و بعضے را در دو کمال و بعضے
را در سہ کمال و ہمچنین بعضے را در ہمہ کمالات مذکورہ پس امامت ہم
بر مراتب مختلفہ باشد کہ بعضے مراتب امامت اکمل ست از بعضے
مراتب دیگر اینست بیان حقیقت مطلق امامت پس کسیکہ در ہمہ
کمالات مذکورہ بانبیاء اللہ مشابہت داشتہ باشد امامت او
اکمل باشد از امامت سائر کاملین پس لابد درمیان این
امام اکمل و درمیان انبیاء اللہ امتیازے ظاہر نخواہد شد
الا بہ نفس مرتبہ نبوت پس در حق مثل این شخص توان گفت
کہ اگر بعد خاتم الانبیاء کسے بمرتبہ نبوت فائز می شد ہر آئینہ
ہمین اکمل الکاملین فائز میگردید چنانکہ در حدیث
شریف وارد شدہ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ

اور بر تقدیر اجتماع شخص یا تابع ہوگا یا متبوع اور طریق انبیا
یہی ہے کہ ادائے نماز جماعت کے ساتھ کرتے ہیں نہ تنہا
اور متبوع ہوتے ہیں نہ تابع پس جماعت مصلیان کا متبوع
ادائے صلوٰۃ میں مشابہ بنبی ہے پس وہی نماز کا امام ہے
حاصل کلام جو کوئی کمالات مذکورہ سے کسی کمال میں انبیاء
کرام کے ساتھ مشابہت تامہ رکھتا ہو وہی اُس کمال کا
امام ہے خواہ آدمیوں میں اس لقب کے ساتھ معروف ہو
یا نہ ہووے پس بالضرور کوئی بزرگان اُمت سے امام المحبوبین
ہو اور کوئی امام المعظلین فی الملائکۃ المقربین اور کوئی امام
السادات ہو اور کوئی امام الملہمین کوئی امام المتوکلین ہو
کوئی امام الاسخیا کوئی امام المبعوثین کوئی امام الرحماء ہو کوئی
امام المبارکین کوئی امام الداعین ہو کوئی امام الفاضلین
کوئی امام الحکما کوئی امام الواعظین ہو کوئی امام المجادلین
کوئی امام المتفرسین ہو کوئی امام الامراء کوئی امام القضاۃ
کوئی امام المجتبین وغیر ذلک۔ اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے
بعضے کاملین کو ایک کمال میں مشابہت بہ انبیا حاصل
ہوتی ہے اور بعض کو دو کمال میں اور بعض کو تین کمال میں
اور ایسے ہی بعض کو تمام کمالات مذکورہ میں پس امامت
بھی مراتب مختلفہ پر ہوئی کہ بعض مراتب امامت اکمل ہے
بعض مراتب دیگر سے یہ بیان حقیقت مطلق امامت کا ہے
پس جو شخص کہ کمالات مذکورہ حضرات انبیاء کے ساتھ مشابہت
رکھتا ہو اُسکی امامت تمام کاملین کی امامت سے اکمل اور
افضل ہو پس بالضرور درمیان اس امام اکمل اور درمیان
انبیا کے بجز مرتبہ نبوت امتیاز ظاہر نہوئی سو حق میں اس
جیسے شخص کے کہہ سکتے ہیں کہ اگر بالفرض والتقدیر بعد
جناب ختم الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کوئی شخص مرتبہ نبوت
فائز ہوتا البتہ یہی اکمل الکاملین ہوتا چنانچہ حدیث شریف
میں آیا ہے ترجمہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا

وبعد رہان امور خفیہ بمدارج تعذیب وتنعیم خواہد رسید
قال اللہ تبارک وتعالیٰ یَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ فَمَا لَهُ مِنْ
قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ولکن مدار احکام شرعیہ دنیویہ
برہمان ظاہر ست وبس پس درصورتیکہ حقیقت مفقود
باشد وظاہر موجود ہرچند آن امر عند اللہ محض بے اعتبار
است اما مردم را درباب اجرائے احکام با صاحب صورت
ظاہرہ ہمان معاملہ باید کرد کہ با صاحب حقیقت
کردنی ست مثلاً مقر منافق اگرچہ عند اللہ از زمرۂ اہل نار
ست واقبح انواع کفار اما مسلمین را با او ہمان معاملہ باید کرد
کہ با مومن حقیقی پس گویا کہ آن منافق مومن حکمی ست و
آن مصدق مومن حقیقی یعنی منافع وفوائد کہ مومن و فوائد کہ
مومن را از ایمان خود در دار الجزاء متوقع ست آن ہمہ
مصدق را بدست خواہد آمد نہ منافق را آرے در اجرائے احکام
منافق ہم حکم مومن دارد لہذا او را مومن حکمی باید گفت
ہمچنین کسیکہ با زنے عقد نکاح بجبر واکراہ کرد وکرہاً لفظ ایجاب
یا قبول ازو صادر گردید پس ہرچند این ناکح مثل زانی در دار الجزاء
بپاداش عمل خود گرفتار خواہد گردید فاما در احکام ظاہرہ مثل
ثبوت نسبت وعلاقہ مصاہرت واحکام مواریث ناکح مجبر را
مثل ناکح کہ نکاح او بتراضی طرفین واقع شدہ باید شمرد وہمچنین
قیاس باید کرد در عابد ریاکار واخلاص شعار مثلاً مصلی مخلص
مصلی حقیقی ست کہ آنچہ قرب ومرتبت عند اللہ ونزول رحمت و
دار دنیا وفوز بدرجات جنت در دار عقبیٰ موعود در حق مصلیان ست
بلا ریب باین مصلی خواہد رسید ومصلی ریاکار مصلی حکمی کہ تعزیر وحد تارکین
صلوٰۃ در دنیا ازو ساقط گردید اگرچہ عند اللہ مثل تارکین صلوٰۃ
مردود ست وازان درگاہ سرا سر مطرود وقال اللہ تبارک وتعالیٰ

اور انھیں امور کے مقدار مدارج ثواب وعذاب کو پہنچیگا جیسا کہ
فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے (ترجمہ جسوقت جانچے جاویں[1] زور
تو کچھ نہوگا اُسکو زور نہ کوئی مدد کرنیوالا) لیکن احکام شرعیہ
دنیویہ کا مدار اُسی ظاہر پر ہے اور بس پس جس صورت میں کہ
حقیقت مفقود ہوا ور ظاہر موجود ہر چند وہ امر عند اللہ محض
بے اعتبار ہے لیکن ہم جیسے آدمیوں کو درباب اجرائے احکام
صورت ظاہرہ والے سے وہی معاملہ کرنا چاہیے کہ صاحب
حقیقت سے کرتا ہے مثلاً منافق اقرار کرنے والا اگرچہ
عند اللہ از زمرہ اہل نار اور منجملہ بدترین اقسام کفار ہے لیکن
مسلمانوں کو اُس کے ساتھ وہی معاملہ کرنا چاہیے جیسا
مومن حقیقی سے پس گویا کہ وہ منافق مومن حکمی ہے اور
وہ مصدق مومن حقیقی یعنی جن منافع اور فوائد کے مومن
کو اپنے ایمان سے دار الجزاء میں امید ہے وہ مصدق کو
حاصل ہونگے نہ منافق کو ہاں اجرائے احکام میں منافق بھی
مومن کا حکم رکھتا ہے لہذا اُسکو مومن حکمی کہنا چاہیے ایسے
ہی وہ شخص کہ ایک عورت کے ساتھ بجبر[2] واکراہ نکاح کرے
اور کرہاً لفظ ایجاب یا قبول اُس سے صادر ہوئے پس ہرچند یہ
نکاح کرنیوالا زانی کے مثل دار الجزاء میں اپنے کیے ہوئے کی سزا
کو پہنچیگا لیکن احکام ظاہرہ میں مثل ثبوت نسبت وعلاقہ مصاہرت
واحکام مواریث ناکح مجبر کو ناکح بتراضی[3] کے مثل گننا چاہیے
اور ایسے ہی عابد ریاکار اور اخلاص شعار میں قیاس کرنا چاہیے
مثلاً مصلی مخلص مصلی حقیقی ہے کہ جو کچھ قرب اور مرتبہ اللہ کے
نزدیک اور نزول رحمت وبرکت دار دنیا میں اور حصول درجات
جنت دار عقبیٰ میں حق میں نمازیوں کے موعود[4] ہے بلا ریب اس
نمازی کو پہنچیگا اور مصلی ریاکار مصلی حکمی ہے کہ تارکین صلوٰۃ کی تعزیر
اور حد دنیا میں اُس سے ساقط ہوئی اگرچہ عند اللہ مثل تارکین صلوٰۃ
مردود اور مطرود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نمازیوں کے حق میں ارشاد فرماتا ہے

---

[1] بھیدی ۱۲ [2] جبر کرنیوالا ۱۲ [3] راضی ہونیوالا ۱۲ [4] وعدہ دیا گیا ۱۲

وبحالت خشیت وہیجِ معرفتِ عظمتِ الوہیت ست و تخم شجرۂ
عبودیت وہرگاہیکہ این امر مخفی ست کہ او راک کسی بحالاتِ قلبیہ
دیگرے نمی تواند رسید و نیز از روئے حصول این حالت دیگر ست و
نفس حصول این حالت دیگر و بسا ست کہ احدہا بدیگرے ملتبس
میگردد حالانکہ منافع مذکورہ بنفس تصدیق تعلق میدارد نہ بار روئے
حصولِ تصدیق چنانکہ آثارِ شجاعت تعلق بنفس شجاعت میدارد
نہ بار روئے حصولِ شجاعت بناءً علیہ امرے را از امور ظاہرہ کہ
عبارت از اقرار لسانی ست قائم مقام ہمان سرِ خفی کہ عبارت
از تصدیقِ قلبی ست فرمودہ اند و ہمین اقرار را مدار احکام
شرعیہ نمودند و احکامِ اسلام برہمون شخص جاری نمودند کہ اقرار
لسانی از وصادر گردید و ہمچنین قیاس باید کرد حضورِ قلب و احکام
ظاہرہ را در باب صلوٰۃ و حصول معنی سخاوت و ادائے قدر معین
مال را در باب زکوٰۃ و حصول ملکہ صبر و ترک اکل و شرب و جماع را
در باب صوم و جوشِ عشق و محبت و طواف و سعی را در باب حج و
جوش زدن غیرتِ ایمانی و حمیتِ اسلامی و میل نہب و
کارزار را در باب جہاد و رضائے جانبین و ایجاب و قبول را
در باب نکاح و بیع و سائر عقود و حصول معنی مشقتِ سفر را در
باب احکامِ سفر و علیٰ ہذا القیاس بالجملہ تمام شریعت را بمثابہ
یک شخص مجسم باید فہمید کہ او را ظاہریست و آن جسم مرکب ست از
لحم و شحم و عظم و اخلاط و ارکان و حقیقتے ست و آن روح لطیف
ست از عالم امر کہ منبع قوائے لطیفہ ست در ین جسم مثل قوت
باصرہ و سامعہ و ذائقہ و شامہ و نامیہ و خیالیہ و وہمیہ و فکریہ
و امثال آن و چون این نکتہ واضح گردید پس نکتہ باریک تر
باید فہمید کہ ہرچند در باب تہذیب نفس انسان مقصود از انسان حقیقت
شریعت کہ در واجزا ہمان امور مخفیہ ظاہر خواہد گردید

اور حالتِ خشیت اور ہیجِ معرفتِ عظمتِ الوہیت ہے اور تخم
شجرہ عبودیت ہے اور ہرگاہ کہ یہ امر مخفی ہے کسی کا ادراک دوسرے کے
حالات قلبیہ کو نہیں پہنچ سکتا ہے اور نیز اس حالت کی آرزو سے حصول اور
شے اور اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک اُن دونوں کا دوسرے کے ساتھ
ملتبس ہوتا ہے حالانکہ منافع مذکورہ نفس تصدیق کے ساتھ تعلق
رکھتی ہیں اور آرزوے حصول تصدیق سے علاقہ نہیں رکھتی جیسے کہ
آثار شجاعت نفس شجاعت سے تعلق رکھتی ہیں نہ آرزوے حصول
شجاعت سے نظر بر این ایک امر کو امور ظاہرہ سے کہ عبارت
اقرار لسانی سے ہے اُسی سرِ خفی کے قائم مقام جو عبارت تصدیق
قلبی سے ہے فرمایا اور ایسے اقرار کو احکام شرعیہ کا مدار ٹھہرایا
اور احکام اسلام اُسی شخص پر جاری کیے کہ اقرار لسانی اُس سے
صادر ہوا اور ایسے ہی حضورِ قلب اور احکام ظاہرہ کو نماز کے بارے
میں اور حصول معنی سخاوت اور ادائے قدر معین مال کو زکوٰۃ
کے معاملہ میں اور حصول ملکہ صبر اور ترک اکل و شرب و جماع کو
در باب صوم اور جوشِ عشق و محبت اور طواف و سعی کو
در باب حج اور جوش زنی غیرتِ ایمانی اور حمیتِ اسلامی
اور غنیمت اور کارزار کو در باب جہاد اور رضائے جانبین اور
ایجاب و قبول کو نکاح کے معاملہ میں اور بیع اور تمام عقود اور
حصول معنی مشقتِ سفر کو احکامِ سفر کے معاملہ میں قیاس کرنا
چاہیے بالجملہ تمام شریعت کو بمنزلہ ایک شخص مجسم کے سمجھنا چاہیے
کہ اُسکے واسطے ایک صورت ہے اور وہ جسم مرکب ہے لحم و شحم و
عظم و اخلاط و ارکان سے اور ایک حقیقت ہے اور وہ روح لطیفہ
ہے عالم امر سے کہ اس جسم میں قوائے لطیفہ مثل قوتِ باصرہ و سامعہ
و ذائقہ و شامہ و نامیہ و خیالیہ و وہمیہ و فکریہ و غیرہا کے منبع ہے
جبکہ یہ نکتہ معلوم ہوا تو ایک نکتہ باریک تر معلوم کرنا چاہیے کہ
ہرچند در بارہ تہذیب نفس انسان مقصود انسان سے حقیقت
شریعت ہے کہ دوا اجزا میں وہی امور مخفیہ ظاہر ہونگے

سلہ کھینچنے والا ١٢ منہ سلہ ڈر ١٢ منہ سلہ برانگیختہ کرنے والا ١٢ منہ

و امارت و غیر ذالک و صورت نیست آن اجرای احکام شرعیہ است یعنی احکامیکہ مخالف شرع نباشد پس علو درجہ عند اللہ و قرب منزلت فی جوار اللہ منوط است بہمین شفقت و رغبت و وجوب اطاعت مربوط است بر تسلط و اجرای احکامیکہ مخالف شرع نباشد اگرچہ اجرای احکام مذکورہ بنا بر سیاست سلطانی باشد یعنی بنا بر طمع مال و آرزوی حصول سلطنت و توقع اجتماع عساکر مسلمین تا بر ہم زدن مخالف خود پس صاحب سیاست ایمانی امام حقیقی است در فن سیاست و صاحب سیاست سلطانی امام حکمی است در آن فن آری اگر احکام شرعیہ را تبدیل نمودہ و امریکہ مخالف شرع است اجرا فرمودہ پس برین تقدیر و بیان این حکم مذکور صورت سیاست ایمانی را برہم زد پس اطاعت درین حکم بر کسی از مسلمین واجب نیست بلکہ ممنوع است و حرام۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق و امامت حکمیہ عبارت است از وجود علامت آن مشابہت در شخصے کہ مشابہت ورا حاصل نیست بناءً علیہ لازم آمد کہ اقسام امامت حقیقیہ را در یک قسم بیان کنیم و اقسام امامت حکمیہ را در قسمے دیگر

قسم اول در اقسام امامت حقیقیہ۔ باید دانست کہ از بسکہ امامت حقیقی در وصفے از اوصاف مذکورہ عبارت است از حصول معنی مشابہت تامہ در ہمون وصف با پیغمبر علیہ السلام و اوصاف مذکورہ بسیار از بسیار است پس اقسام امامت ہم بیشمار اگر بہ بیان حقیقت ہر قسمے از اقسام امامت و تفصیل احکام او ہمت گماشتہ شود ہر آئینہ کلام درین مقام بپایۂ تطویل رسد بناءً علیہ اقسام عمدہ درین مقام ذکر کردہ می شود تا اقسام دیگر را بران قیاس نمایند پس باید دانست کہ اگر فقط در کمال وجاہت و شعبہ آن و کمال ولایت و اقسام آن

اور امارت وغیرہ کا بھی سلسلہ ضروری ہے اور صورت اسکی یہ ہیکہ احکام شرعیہ کا اجرا بخوبی ظہور میں آئے پس بلندی مرتبہ عند اللہ اور قرب منزلت فی جوار اللہ ایسی شفقت اور رغبت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور وجوب اطاعت تسلط اور اجرائے احکام شرعیہ پر موقوف ہے اگرچہ اجرائے احکام مذکورہ سیاست سلطانی کی بنا پر ہو جیسے مال کی طمع اور حصول سلطنت کی آرزو اور دشمن کے دفع کرنے کے واسطے مسلمانوں کے لشکر کے اجتماع کی توقع ملحوظ ہے پس صاحب سیاست ایمانی فن سیاست میں امام حقیقی ہے اور صاحب سیاست سلطانی اس فن میں امام حکمی ہے ہاں اگر احکام شرعیہ کو تبدیل کرکے کوئی امر خلاف شرع شریف جاری کرے اس صورت میں دربارہ حکم مذکور سیاست ایمانی کی صورت کو مٹانیوالا ہوئے پس اطاعت اس حکم میں کسی مسلمان پر واجب نہیں بلکہ ممنوع اور حرام ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کسی مخلوق کی خاطر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی درست نہیں) اور امامت حکمیہ کے یہ معنی ہیں کہ اس مشابہت کی علامت اس شخص میں پائی جائے کہ مشابہت اسکو حاصل نہیں نظر بران لازم آیا کہ اقسام امامت حقیقیہ کو ایک قسم میں بیان کریں ہم اور اقسام امامت حکمیہ کو دوسری قسم میں

قسم اول اقسام امامت حقیقیہ میں جاننا چاہیے از بسکہ امامت حقیقی کسی وصف میں اوصاف مذکورہ سے عبارت ہے حصول معنی مشابہت تامہ سے اسی وصف میں ساتھ پیغمبر علیہ السلام کے اور اوصاف مذکورہ بسیار از بسیار ہیں پس اقسام امامت بھی بیشمار ہیں اگر اقسام امامت کی ہر قسم کی حقیقت کا بیان اور اسکے احکام کی تفصیل کا اظہار کیا جائے البتہ کلام اس مقام میں ملالت خاطر دکھائے بناءً علیہ عمدہ اقسام اس مقام میں بیان کیے جاتے ہیں تا اقسام دیگر کو اس پر قیاس کریں پس معلوم کرنا چاہیے کہ اگر فقط کمال وجاہت اور اسکی فروع میں اور کمال ولایت اور اسکی اقسام میں

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاۤءُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ

تنبیہ ثانی

باید دانست چنانکہ واضح گردید کہ احکامِ شرعیہ را حقیقتے ہست وظاہرِ اعتبارِ عنداللہ مربوط ست بحقیقت و اجرائے احکام متعلق ست بظاہر ہمچنین مناصبِ شرعیہ را بر احکامِ شرعیہ قیاس باید نمود مثلاً حقیقتِ امامت در ہر کمال حصولِ معنی مشابہت با پیغمبران در ہمون کمال ست و ظاہرش علامت ست کہ در شرع چند چیز را از علاماتِ آن منصب قرار دادہ باشند پس اعتبار عنداللہ منوط باشد بحصولِ معنی مشابہتِ مذکورہ و احکامِ ظاہرہ مربوط باشد بوجود علامتِ آن پس صاحبِ حقیقت امامِ حقیقی آن کمال باشد و صاحبِ علامت امامِ حکمی آن کمال مثلاً امامتِ فقاہت را حقیقی ست و آن ملکہ اجتہادِ صحیح ست و صورتے ست و آن بیانِ احکامِ غیر منصوصہ پس علوِ درجہ عنداللہ منوط ست بہ ملکہ اجتہاد و تفویضِ منصبِ قضا و افتا و احتساب مربوط ست بہ بیانِ احکام اگرچہ بجہت تقلید باشد پس قاضی مجتہد قاضی حقیقی ست و قاضی مقلد قاضی حکمی ہرچند قاضی مجتہد عنداللہ بغایت افضل و اکمل ست بہ نسبت قاضی مقلد فاما مسلمین را با قاضی مقلد ہمان معاملہ باید کرد کہ با قاضی مجتہد کردنی ست مثل تسلیم نفاذِ حکم او در مسائلِ اختلافیہ و وجوبِ حضور در محکمہ بطلبِ او و اقامتِ حدود و تعزیرات بامرِ او ہمچنین سیاستِ ایمانی را حقیقتے ست و آن مشابہت داشتن با پیغمبران در باب وفورِ شفقت بر بندگانِ الٰہی و کمالِ رغبت باصلاحِ ایشان معاشاً و معاداً بجبر و حکومت مع وجود سلیقہ ہائے مذکورہ از فراست

پس خرابی ہے اُن نماز پڑھنے والوں کی کہ اپنی نماز سے بے خبر ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور منع کرتے ہیں برتنے کی چیزوں کو

تنبیہ ثانی معلوم کرنا چاہیے جیسا کہ واضح ہوا کہ احکام شرعیہ کے واسطے حقیقت ہے اور ظاہر اعتبار عنداللہ حقیقت کے ساتھ مربوط ہے اور اجرائے احکام ظاہر کے ساتھ متعلق ہے ایسے ہی مناصب شرعیہ کو احکام شرعیہ پر قیاس کرنا چاہیے مثلاً ہر کمال میں امامت کی حقیقت اُسی کمال میں پیغمبروں کے ساتھ مشابہت کی معنی کا حصول ہے اور ظاہر اسکا علامت ہے کہ شرع میں چند چیز کو اُس منصب علامات سے قرار دیا ہو پس اعتبار عنداللہ حصول معنی مشابہتِ مذکورہ سے تعلق رکھتا ہے اور احکام ظاہرہ وجود علامت کے ساتھ مربوط ہوں پس صاحبِ حقیقت امام حقیقی اُس کمال کا ہوا اور صاحبِ علامت امام حکمی اُس کمال کا مثلاً امامت فقاہت کے لیے ایک حقیقت ہے اور وہ ملکہ اجتہاد صحیح ہے اور ایک صورت ہے اور وہ احکامِ غیر منصوصہ کا بیان ہے پس علو درجہ عنداللہ ملکہ اجتہاد کے ساتھ ربط رکھتا ہے اور تفویض منصبِ قضاء و فتویٰ وغیرہ بیان احکام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اگرچہ بسبب تقلید ہو پس قاضی مجتہد قاضی حقیقی ہے اور قاضی مقلد قاضی حکمی ہرچند قاضی مجتہد عنداللہ بہ نسبت قاضی مقلد بنہایت افضل و اکمل ہے لیکن مسلمانوں کو قاضی مقلد کے ساتھ وہی معاملہ کرنا چاہیے جو قاضی مجتہد کے ساتھ کرتے ہیں مثلاً جب وہ حکم کرے تو اُسکے اجرائے حکم کو مسائل اختلافیہ میں تسلیم کریں اور جب محکمہ میں بلاوے تو اُسکے حضور کو واجب جانیں اور جب لیئے امر سے حدود اور تعزیرات قائم کرے اُسکو دل سے قبول کریں ایسی ہی سیاست ایمانی کے واسطے ایک حقیقت ہے اور وہ پیغمبر کے ساتھ مشابہت حاصل کرنا ہے اُن امور میں کہ بندگان الٰہی کے ساتھ کمال شفقت سے پیش آئیں اور اُنکی دنیا اور آخرت کی اصلاح میں جبر و حکومتاً نہایت رغبت اور سعی فرمائیں اور اُسکے ساتھ فراست

وحصول ثمر بدون تخم اصلا متصور نیست آرے بمعنی ممکن کہ
چیزے را در ظاہر صورت مشابہ ثمرے از اثمار بسازند مثل آنکہ
از چوب و سنگ دانہ ہاے بس نازک و لطیف مثل دانہ ہاے انگور
تراشیدہ بجاے او نہند پس آن دانہ ہاے انگور حکمی باشد
نہ حقیقی پس امامت باطنہ را دو جز است لباس ظاہر و
آن منصب نیابت ست در بعثت و ہدایت و حقیقت مکنون
و آن مقام وجاہت ست و ولایت و قسمے دیگر آنکہ با امامت
در کمال سیاست حاصل شوند در کمالات اربعہ سابقہ و این
قسم ہم مثل قسم اول نزد اہل اذہان ثاقبہ و افکار صائبہ
از قبیل محالات ست چہ مراد از امامت در سیاست
درین مقام حصول مشابہت تامہ ہست با انبیاء اللہ در
اقامت سیاست ایمانی نہ سیاست سلطانی و ظاہر
کہ سیاست ایمانی بتمام و کمال از شخصے مثل سیاست انبیاء علیہم السلام
صادر نمی شود مگر آنکہ آن شخص از مقربان بارگاہ ربانی
باشد و مخزن کمالات انسانی و بدون آنکہ مامور بہ تکمیل عباد
باشد و ماہر در طرق ہدایت و ارشاد و این امری ست بغایت
بعید از عقل و این شخص بدان ماند کہ شخصے خلیفہ بادشاہی
جلیل القدر باشد و ابواب سیادت سلطانی از دست او
بخوبی سرانجام گیرد باز در حق او گمان بکنند کہ ہرچند ابواب سیاست
از و بخوبی سرانجام شد فاما در کمالات ذاتیہ مثل عقل و
کیاست و فہم و فراست و بخت ارجمند و ہمت بلند با بادشاہ
مذکور مشابہت ندارد کہ این امر سراسر باطل ست و محال و
این بدان ماند کہ کسے بگوید کہ فلان کس ہرچند اشعار لطیفہ
می گوید اما نزاکت طبعی و ملکۂ شعر ندارد و ہرچند
مضامین و قیقہ می نویسد اما حدت ذہن و ملکۂ تقریر و تحریر

اور حصول ثمر بدون تخم اصلا متصور نہیں ہاں بمعنی ممکن ہے
کہ ایک چیز کو ظاہر میں صورت مشابہ ثمر کے اثمار سے بنائیں
مثلاً چوب اور سنگ سے بہت نازک اور لطیف دانے انگور کے
دانوں کے مثل تراش کر اُسکے جاے پر رکھیں پس وہ دانہاے
چوبی انگور حکمی ہونگے حقیقی فلہذا امامت باطنہ کے دو جزو
ہیں لباس ظاہر اور وہ منصب نیابت ہی بعثت اور ہدایت
میں۔ اور حقیقت مکنون اور وہ مقام وجاہت اور ولایت
ہے اور ایک قسم دوسری یہ ہے کہ امامت کے ساتھ
کمال سیاست میں حاصل ہوئی نہ کمالات اربعہ سابقہ میں
اور یہ قسم بھی قسم اول کی طرح اذہان ثاقبہ اور افکار صائبہ
کے نزدیک از قبیل محالات ہے کیونکہ مراد امامت سے
سیاست میں اس مقام پر حاصل ہونا مشابہت تامہ کا ہے
ساتھ انبیاء اللہ کے اقامت سیاست ایمانی میں نہ سیاست
سلطانی میں۔ اور ظاہر ہے کہ سیاست ایمانی بتمامہ کسی
شخص سے مثل سیاست انبیا صادر نہیں ہوتی ہے بغیر اس
بات کے کہ وہ شخص مقربان بارگاہ ربانی اور مخزن کمالات
انسانی سے ہوا اور بدون اس بات کے کہ مامور بہ تکمیل
بندگان اور ماہر بطرق رشد و ہدایت ہوا اور یہ امر عقل سے
نہایت بعید ہے اور اس شخص کی ایسی مثال ہے کہ کوئی
شخص خلیفہ بادشاہ جلیل القدر ہوا اور ابواب سیاست
سلطانی اُسکے ہاتھ سے بخوبی سرانجام پائیں پھر حق میں اُسکے
گمان کریں کہ ہرچند ابواب سیاست اُس سے بخوبی سرانجام
ہوئے لیکن کمالات ذاتیہ مثل عقل و کیاست اور فہم و فراست
اور بخت ارجمند اور ہمت بلند میں بادشاہ موصوف کے ساتھ
مشابہت نہیں رکھتا ہے کہ یہ امر سراسر باطل اور محال ہے
اور یہ بھی ایسی مثال ہوسکتی ہے کہ کوئی کہے کہ فلاں شخص ہرچند
اشعار لطیفہ کہتا ہے لیکن نزاکت طبع اور ملکہ شعر نہ رکھے اور
ہرچند مضامین دقیقہ لکھتا ہے لیکن تیزی ذہن اور ملکہ تحریر و تقریر

مشابہت حاصل شود و در باب بعثت و ہدایت و سیاست مشابہت حاصل نگردد پس آن را قسمے از اقسام امامت باید شمرد و آن را بہ امامت خفیہ تعبیر باید کرد و اگر بعثت و ہدایت ہم با او منضم شود آن را قسمے دیگر باید شمرد و او را بہ امامت باطنہ مسمّی باید ساخت و اگر سیاست ہم با او منضم شود آن را قسم ثالث باید شمرد و او را بہ امامت تامہ ملقّب باید نمود و درین مقام قسمے دیگر ہم بظاہر متصور می شود و آن اینکہ فقط در بعثت و ہدایت مشابہت حاصل شود نہ در وجاہت و ولایت و نہ در سیاست و این قسم ہرچند بظاہر متصور می شود اما باعتبار فکر دقیق و نظر عمیق این قسم باطل ست زیرا کہ کلام درین مقام در اقسام امامت حقیقیہ ست نہ در اقسام امامت حکمیہ پس فقط وجود آثار بعثت و ہدایت درین مقام کافی نیست بلکہ حصول معنی مشابہت تامہ با انبیاء اللہ درین ہر دو کمال و اقسام و شعب آن ضروری ست پس گویا کہ حقیقت امامت در باب بعثت و ہدایت باین معنی راجع می شود کہ حکیم علی الاطلاق بنا بر پرورش بندگان خود شخصے را از مقربان بارگاہ خود چیدہ و برگزیدہ منصب نیابت انبیاء اللہ در باب تکمیل عباد با و عطا فرمودہ پس تفویض منصب نیابت شخصے جلیل القدر بشخصے کہ در باب عزت و عتبار محفل حضار دربار و در باب کمالات نفسانی مشابہت با منیب خود نداشتہ باشد منافی حکمت ست پس واضح شد کہ حصول منصب نیابت انبیاء در باب تکمیل بدون حصول معنی مشابہت با ایشان در نفس کمال متصور نیست پس فی الحقیقت امامت خفیہ تخم امامت باطنہ ست و منصب نیابت

مشابہت حاصل ہوئی اور در بارہ بعثت اور ہدایت اور سیاست مشابہت حاصل نہوئی پس اسکو ایک قسم اقسام امامت سے گننا چاہیے اور اسکو امامت خفیہ کے ساتھ تعبیر کرنا چاہیے اور اگر بعثت اور ہدایت بھی اُسکے ساتھ ملجائے اُسکی دوسری قسم معلوم کرنا چاہیے اور اُسکا امامت باطنہ نام رکھنا مناسب ہے اور اگر سیاست بھی اُسکے ساتھ منضم ہوئی اُسکو قسم ثالث کہنا چاہیے اور اُسکو امامت تامہ کے ساتھ ملقّب فرمانا چاہیے اور اس مقام میں ایک قسم اور بھی بظاہر متصور ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ فقط بعثت اور ہدایت میں مشابہت حاصل ہوئی نہ وجاہت اور ولایت میں اور نہ سیاست میں اور یہ قسم ہرچند بظاہر متصور ہوتی ہے لیکن باعتبار فکر دقیق و نظر عمیق یہ قسم باطل ہے اسی لیے کہ کلام اس مقام میں اقسام امامت حقیقیہ میں ہے نہ اقسام امامت حکمیہ میں پس لفظ وجود آثار بعثت و ہدایت اس مقام میں کافی نہیں بلکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشابہت تامہ کی معنی کا حصول ان دونوں کمال اور اُسکی اقسام اور فروع میں ضروری ہی پس گویا کہ امامت کی حقیقت دربارۂ بعثت و ہدایت اس معنی کی طرف راجع ہوتی ہے کہ حکیم علی الاطلاق نے اپنے بندوں کی پرورش کے واسطے ایک شخص کو اپنے مقربان بارگاہ سے چنکر انبیاء اللہ کی نیابت کا منصب درباب تکمیل بندگان عطا فرمایا ہے پس ایک شخص جلیل القدر کی نیابت کا منصب ایسے شخص کو نہ دینا چاہیے کہ عزت و آبرو کے بارہ میں حاضرین دربار کے محفل میں وقعت اور کمالات نفسانی کے معاملہ میں اپنے منیب کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو پس واضح ہوا کہ انبیاء اللہ کی نیابت کی منصب کا حصول دربارۂ تکمیل بدون حصول معنی مشابہت نفس کمال میں متصور نہیں پس فی الحقیقت امامت خفیہ امامت باطنہ اور منصب نیابت کا تخم ہے

امامتِ خفیہ عبارت ست از حصولِ معنی مشابہت تامہ با انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام در منازلِ وجاہت و مقاماتِ ولایت و از بسکہ سیادت کہ عبارت از وساطت ست درمیان رب العالمین و بندگانِ او در بابِ وصولِ فیضِ غیبی نیز ایشان را حاصل میشود باوجودیکہ ایشان مبعوث برائے ہدایت نمی شوند پس لابد این وساطت متحقق میشود در بابِ وصولِ فیضِ تکوینی نہ تشریعی یعنی حکیم علی الاطلاق ایشان را واسطہ در تصرفاتِ کونیہ می گرداند مثل نزولِ امطار و نموِ اشجار و سبزیِ نباتات و بقائے انواعِ حیوانات و آبادیِ قریٰ و امصار و تقلبِ احوالِ ادوار و تحولِ اقبال و ادبارِ سلاطین و انقلابِ حالاتِ اغنیاء و مساکین و ترقی و تنزلِ اصاغر و اکابر و اجتماع و تفرقِ جنود و عساکر و رفعِ بلا و دفعِ وبا و امثالِ ذالک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث وینصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب و وساطتِ ایشان در امورِ مذکورۃ الصدر بسہ وجہ متحقق میشود اول نزولِ برکت و ثانی عقدِ ہمت و ثالث ورودِ الہام اما نزولِ برکت پس بیانش آنکہ چنانکہ حق جل و علا بحکمتِ بالغہ خود جرمِ آفتاب را واسطۂ اشراقِ عالم فرمودہ و دافعِ تاریکی قرار دادہ پس ہرچند انتشارِ نور در اطرافِ عالم و اضمحلالِ ظلمت از روئے زمین محض از قدرتِ کاملۂ او تعالیٰ ہست ہر کہ آفتاب را خالقِ نور قرار دہد ہر آئینہ کافر گردد والعیاذ باللہ لیکن سنتِ اللہ برین طریق جاری رفتہ کہ ہر گاہ آفتاب طلوع میکند تمام عالم پر از انوار میشود و روئے زمین از غبارِ ظلمت پاک میگردد ہمچنین از بسکہ اکابرِ ایشان ملکی اند و بشر فلکی وجود با وجودِ ایشان آفتاب ست کہ بر اوجِ چرخ

امامت خفیہ عبارت ہے حصول معنی مشابہت تامہ سے جو منازلِ وجاہت اور مقاماتِ ولایت میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ حاصل ہے اور از بسکہ سیادت کہ عبارت وساطت سے ہے جو حضرت رب العالمین اور اُسکے بندوں میں دربارۂ وصول فیضِ غیبی بھی اُنکو حاصل ہوتی ہے باوجودیکہ یہ اشخاص ہدایت کے واسطے مبعوث نہیں ہوتے ہیں پس بالضرور یہ وساطت دربابِ وصول فیضِ تکوینی متحقق ہوتی ہے فیضِ تشریعی میں اسکو دخل نہیں یعنی حکیم علی الاطلاق اُنکو تصرفاتِ کونیہ میں واسطہ بناتا ہے مثل نزولِ امطار و نموِ اشجار و سبزی نباتات و بقائے انواعِ حیوانات و آبادی دیہات و تقلب احوال وادوار اور گردشِ اقبال وادبار اور انقلابِ حالات اغنیا اور تحول معاملات فقرا اور ترقی و تنزل اصاغر و اکابر اور اجتماع و تفرق جنود و عساکر و رفع بلا و دفع وبا و امثال ذالک۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ ابدال ہونگے ملکِ شام میں اور چالیس مرد ہیں جب کوئی ایک آدمی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے اُسکی جگہ اور شخص کی برکت سے مینہ برستا ہے اور دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اور انکی برکت سے شام والوں پر عذاب نہیں آتا ہے) اور وساطت اُنکی اُمورِ مذکورہ میں تین وجہ پر ثابت ہوتی ہے اول نزولِ برکت ثانی عقدِ ہمت ثالث ورودِ الہام۔ اول نزولِ برکت کا حال سننا چاہیے جس طور پر کہ حق جل و علا نے اپنی حکمتِ بالغہ سے جرمِ آفتاب کو عالم کے منور ہونے کا واسطہ فرمایا اور دافعِ تاریکی ظلمت قرار دیا ہرچند کہ نور کا پھیلنا اطرافِ عالم میں اور سیاہی کا دُور ہونا روئے زمین سے محض اُس خدائے باری تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے ہے جو کوئی آفتاب کو خالقِ نور ٹھہرائے البتہ کافر ہو جاوے لیکن عادت اللہ اس طریق پر جاری ہوئی کہ جس وقت آفتاب طلوع فرماتا ہے تمام عالم پر انوار ہو جاتا ہے ایسے ہی ستھرا بن بارگاہ ملکی ہیں اور بشر فلکی اُنکا وجود باجود ایک آفتاب ہے کہ اوجِ چرخ

نمیدارد ہمچنین امامتِ ظاہرہ کہ آں را خلافت میگویند بہ نسبتِ امامتِ
باطنہ قیاس باید کرد کہ خلافت بمنزلۂ سامان ظاہر پادشاہی از
اجتماعِ عساکر و نفاذ حکم بر رعایا و تسلّط بر بلدان و بنارِ قلاع و حصول
و وجود اسلحہ و امثال ذالک و امامتِ باطنہ بمثابہ حقیقت
سلطنت ست مثل اقبال و عقل و تدبیر و خزائن و دفائن و
امثالِ ذالک پس چنانکہ رونق سامانِ سلطنت و انتظامِ
کارخانہ حکومت دلالت میکند بر وفورِ خزائن و قوت و عقل و
تدبیر و ترقی اقبال ہمچنین جریانِ سیاستِ ایمانی راست
راست بر قانونِ سیاستِ انبیاء دلالت میکند بر تحقیق
امامتِ باطنہ پس فی الحقیقت ابوابِ امامتِ تامہ را
اصلی ست و آن امامت باطنہ ست و اثری ست و آن
خلافت ظاہرہ پس ازینمقام واضح شد کہ آنچہ زبان زد خواص و
عوام ست کہ در بعضے احیان شخصے را منصبِ امامتِ ظاہرہ
بحسبِ اتفاق بدست می آید حالانکہ از امامتِ باطنہ عاطل
میباشد پس این کلامی ست بعید از عقل محتمل آنست کہ مرادِ
ایشان از امامتِ ظاہرہ امامتِ حکمیہ باشد پس حاصلِ کلامِ
ایشان چنین باشد کہ بعضے اشخاص را منصبِ سلطنت بدست
می آید و سیاستِ سلطانی از دستِ ایشان بخوبی می انجامد
حالانکہ ایشان در معاملاتِ ربانی و کمالاتِ نفسانی و اصلاحِ عالم و
تربیتِ بنی آدم ہیچگونہ مناسبت با انبیاء الله نمیدارند و مقربانِ
بارگاہِ حضرتِ حق ایشان را از جملۂ کبرائِ امت و عظماء ملت نمی شمارند و این
امر سراسر حق ست اما کلام درینمقام در تحقیق معنی سلطنت نیست بلکہ
در تحقیق معنی خلافت نبوت ست پس ازین بیان واضح گشت کہ عمدہ اقسام امامتِ حقیقیہ
ہمین سہ نوع اند امامتِ حکمیہ و امامتِ باطنہ و امامتِ تامہ پس اقسام آنرا در ضمن تنبیہاتِ
ثلثہ باید شمرد تنبیہ اول در ذکرِ امامتِ حکمیہ۔ باید دانست کہ

نہیں رکھتا ایسی ہی امامتِ ظاہرہ کہ اس کو
خلافت کہتے ہیں کہ بہ نسبت امامتِ باطنہ قیاس کرنا چاہیئے کہ
خلافت بمنزلہ سامان ظاہری کے ہے جو بادشاہ کو اجتماعِ لشکر
اور نفاذ حکم اور تسلّط بلدان اور بنار قلاع اور وجود اسلحہ وغیرہ سے
مہیا ہو اور امامتِ باطنہ بمثابہ حقیقت سلطنت ہے مثل اقبال
عقل اور خزائن و دفائن وغیرہ پس جیسے کہ سلطنت کے سامان
کی رونق اور حکومت کے کارخانہ کا انتظام خزانہ اور قوت اور
عقل و تدبیر اور جاہ و اقبال کی زیادتی اور ترقی پر دلالت کرتا ہے
ایسی ہی سیاستِ ایمانی کا راست راست قانون سیاستِ
انبیاء پر جاری ہونا تحقیق امامت باطنہ پر دال ہے پس
فی الحقیقت ابوابِ امامتِ تامہ کے واسطے ایک اصل ہے
اور وہ امامت باطنہ ہے اور ایک اثر ہے اور وہ خلافت
ظاہرہ ہے پس اس مقام سے واضح ہوا کہ جو کچھ زبان زد خواص
عوام ہے کہ بعض اوقات میں ایک شخص کو منصب امامتِ ظاہرہ
بحسب اتفاق حاصل ہوتا ہے حالانکہ امامتِ باطنہ سے
عاطل ہوتا ہے عقل سے نہایت بعید ہے احتمال یہ ہے کہ مراد انکی امامتِ
ظاہرہ سے امامتِ حکمیہ ہو پس انکے کلام کا حاصل یہ ہے کہ بعض
اشخاص کو منصبِ سلطنت حاصل ہوتا ہے اور سیاستِ سلطانی
انکے ہاتھ سے بخوبی انجام پاتی ہے حالانکہ وہ لوگ معاملاتِ ربانی
اور کمالات نفسانی اور اصلاح عالم اور تربیت بنی آدم میں
کسی طور پر حضرات انبیاء کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے اور
مقربانِ بارگاہ ایزدی انکو منجملہ بزرگانِ امت و ملت نہیں
جانتے ہیں اور یہ امر سراسر حق ہے کلام اس مقام پر تحقیق معنی
سلطنت میں نہیں بلکہ نبوت کی خلافت کی معنی کی تحقیق ہے
پس اس بیان سے ظاہر ہوا کہ امامت حقیقیہ کے عمدہ
اقسام یہی تین قسم ہیں امامتِ حکمیہ۔ امامت باطنہ امامتِ
تامہ پس اسکے اقسام کو تنبیہاتِ ثلثہ کے ضمن میں گننا چاہیے۔
تنبیہ اول ذکر امامتِ حکمیہ میں معلوم کرنا چاہیے کہ

شفقتِ آبا است بہ نسبتِ ابنا و شفقتِ این اکابر بہ نسبتِ ایشان بمشابہ شفقتِ امہات ست بہ نسبتِ ابنا پس چنانکہ شفقتِ پدری صلاحِ حال را پیشِ نظر میدارد اگرچہ یک گونہ رنجے فی الحال او را پیش آید و حال شفقتِ مادری بالعکس است ہمچنین تفاوتیکہ درمیانِ شفقتِ مسعولین این بزرگواران واقع ست قیاس باید کرد بالجملہ وجود باجودِ ایشان بسببِ فورِ شفقت سراسر دعاے حالی ست و احیاناً بدعاے مقالی ہم میکشد و مجیب الدعوات و واہب العطیات اکثر ادعیہ اضطراریہ ایشان را کہ از شدتِ شفقت سر زدہ بمقتضاے حکمتِ بالغہ خود اجابت میفرماید اما ظہور اثرِ تقدیر پس بیانش آنکہ از آنجا کہ سینۂ صفا گنجینۂ ایشان بمشابہ آئینۂ بیرنگ ست و بسانِ شیشۂ بیرنگ از انعکاس نورِ غیبی سراسر درخشان ست و بفیضِ لاریبی بر تمام عالم نور افشان ہرچہ در عالمِ تقدیر مقدر میگردد و ارادہ ربانی بصدور آن متعلق می شود ہر آئینہ خواہشِ وجودِ آنچیز از دلِ ایشان جوش میزند و دعاے ظہور آن در سینۂ ایشان خروش میکند و این استدعاے بلاشک مستجاب میشود بحضور رب الارباب چہ ظہور این دعا تمہیدِ نزولِ تقدیرِ ربانی ست نہ از مخیلاتِ تدبیرِ انسانی و اما ورودِ الہام پس بیانش آنکہ ایشان بطریقِ اشارت غیبی یا بطریقِ تفہیم و تعلیم یا در منامات و معاملات مامور میشوند بفعلے از افعالِ عامۂ بشریہ مثل کشتن کسی یا شکستن چیزے یا دادن چیزے یا گرفتن چیزے و امثالِ آن از امور یکہ درمیان افرادِ بنی آدم تعامل بہ آنہا جاری ست اما دیگر افرادِ انسان ہمان امور را بنا بر اقتضاے ہواے نفسانی بعمل می آرند و این اکابر بنا بر الہام

آبا و اجداد کو بیٹوں پوتوں کے ساتھ شفقت ہوتی ہے اور حضرات اولیا کو ان لوگوں کے ساتھ ایسی شفقت ہے جیسے ماؤں کو فرزندوں پر ہے جیسے کہ شفقتِ پدری اپنے حال کی اصلاح کے واسطے پیش نظر رکھتا ہے اگرچہ ایک قسم کا رنج فی الحال اسکو پیش آئے اور شفقتِ مادری کا حال بالعکس ہے ایسے ہی وہ فرق کہ درمیان شفقت مسعولین اور ان بزرگوں کے واقع ہے قیاس کرنا چاہیے الحاصل ان کا وجود باجود بسبب زیادتی شفقت سراسر دعاے حالی ہے اور کبھی دعاے مقالی کی طرف بھی کھینچتا ہے اور مجیب الدعوات و واہب العطیات اکثر انکی دعاہاے اضطراریہ کو کہ کمال شفقت سے ظاہر ہوتی ہیں اپنی حکمت بالغہ کی مقتضاے قبول فرماتا ہے لیکن ظہور اثر تقدیر پس بیان اسکا یہ ہے جس صورت میں کہ انکا سینہ صفا گنجینہ آئینہ کی طرح بے زنگ ہے اور شیشہ کی مانند بیرنگ انعکاس نورِ غیبی سے سراسر درخشاں ہے اور فیض لاریبی سے تمام عالم پر نور افشاں جو کچھ عالمِ تقدیر میں مقدر ہوتا ہے اور ارادۂ ربانی اسکے صدور کے ساتھ متعلق ہوتا ہے البتہ اس چیز کے وجود کی خواہش انکے دل سے جوش مارتی ہے اور اسکے ظہور کی دعا انکے سینہ میں خروش کرتی ہے اور یہ استدعا بلاشک حضور رب الارباب میں مستجاب ہوتی ہے کیونکہ اس دعا کا ظہور تقدیر ربانی کے نزول کی تمہید ہے تدبیر انسانی کے خیالات سے اسکو کچھ تعلق نہیں لیکن ورود الہام سو اسکا یہ بیان ہے کہ یہ حضرات بطریق اشارات غیبی یا بطور تفہیم و تعلیم یا منامات و معاملات میں افعال عامہ بشریہ میں سے کسی فعل کے ساتھ مامور ہوتے ہیں جیسے کسی کو مار ڈالنا یا کسی چیز کا دینا یا کسی چیز کا لینا اور اسکے مثل اور امور ہیں جنکا افراد بنی آدم میں رائج ہے شیوع اور اجرا ہے لیکن دوسرے افراد انسان ان امور کو اپنی خواہش نفسانی کی اقتضا سے عمل میں لاتے ہیں اور یہ بزرگان دین بنا بر الہام

ملکوت تابندہ و قمریست از جبروت کہ در شب تار ناسوت درخشید لابد ہمراہ نزول ایشان یک نورے از غیب الغیب بروز میفرماید کہ سبب اصلاح عالم و انتظام بنی آدم و باعث تقلب ادوار و تغیر اطوار میگردد پس انچہ از تغیرات و تقلبات مذکورہ چہ در اقطار عالم و اطوار بنی آدم حادث میگردد ہمہ از قدرت کاملہ ایشان نیست از نتائج طاقت امکانی نہ اینکہ حق جل و علا ایشان را قدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ و کاروبار بنی آدم بایشان تفویض نمودہ پس ایشان بامر الٰہی قدرت خود صرف می نمایند و این تصرفات گوناگون و تغیرات بوقلمون در عالم کون روے کار می آرند کہ این اعتقاد شرک محض ست و کفر صریح ہر کہ بجناب ایشان این عقیدہ قبیحہ داشتہ باشد بیشک مشرک مردود ہست و کافر مطرود بالجملہ نزول تقدیر الٰہی بنا بر وجاہت کسے یا دعاے کسے از مقبولین امرے دیگر و صدور تصرفات کونی از ہمان مقبول اگرچہ بامر اللہ باشد امرے دیگر کہ اول عین اسلام ست و ثانی محض کفر صریح ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا و آن اعتقاد ہمت پس بہر دو وجہ متحقق میشود اول فور شفقت و ثانی ظہور اثر تقدیر اما اول پس بیانش آنکہ از بسکہ وفور شفقت بہ نسبت عباد اللہ از جملہ مقامات ولایت ست پس لابد ایشان را بوجہ اتم حاصل باشد اما چون ایشان برائے ہدایت مبعوث نیستند پس لابد شفقت ایشان مصروف باشد باصلاح حال معاشیہ ایشان مثل دفع بلایا و حصول عطایا و ترقی حال و عروج اقبال و امثال ذالک پس چنانکہ شفقت مبعوثین مصروف ست باصلاح حال ایشان در امور معاد ہمچنین شفقت این اکابر مبذول ست بانتظام حال ایشان در مقدمہ معاش پس شفقت مبعوثین بہ نسبت عباد اللہ جناب

ملکوت پر درخشاں ہے اور ایک قمر ہے عالم جبروت سے کہ شب تار ناسوت میں تاباں ہے لابد اُنکے نزول کے ساتھ ایک نور غیب الغیب سے ظہور فرماتا ہے کہ سبب صلاح عالم و انتظام بنی آدم اور باعث گردش ادوار و تغیر اطوار بنجاتا ہے پس جو کچھ تغیرات اور تقلبات مذکورہ اطراف عالم اور اطوار بنی آدم میں حادث ہوتی ہیں تمام اُنکی قدرت کاملہ سے نہیں اور طاقت امکانی کے نتائج سے بھی نہیں اور یہ بات بھی نہیں کہ جناب باری نے انکو تصرف عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کاروبار انکو تفویض کردیے کہ بامر الٰہی سے ان امور میں اپنے قدرت کو صرف فرماتے ہیں اور یہ تصرفات گوناگوں اور تغیرات بوقلموں عالم خلق میں لاتے ہیں اسلیے کہ یہ اعتقاد شرک محض ہے جو کوئی ان کی جناب میں ایسا عقیدہ فاسد رکھتا ہو بیشک مشرک مردود ہے اور کافر مطرود بالجملہ نزول تقدیر الٰہی کسی مقبول بارگاہ کی وجاہت یا دعا کی بنا پر امر دیگر ہے اور صدور تصرفات کونی اُسی مقبول سے اگرچہ بامر اللہ ہو امر دیگر کہ پہلا عین اسلام ہے اور دوسرا محض کفر صریح ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اب عقد ہمت کو ملاحظہ فرمائیے پس وہ دو وجہ سے متحقق ہوتا ہے اول وفور شفقت ثانی ظہور اثر تقدیر وفور شفقت کا بیان یہ ہے ازبسکہ زیادتی شفقت بہ نسبت بندگان خدا منجملہ مقامات ولایت کے ہے پس بالضرور اُنکو بوجہ کامل حاصل ہوئی لیکن چونکہ وہ حضرات ہدایت کے واسطے مبعوث نہیں پس لابد اُنکی شفقت اُنکے حال معاشیہ کی اصلاح میں مصروف ہو مثل دفع بلایا و حصول عطایا و ترقی حال و عروج اقبال و امثال ذالک پس جس طور پر کہ حضرات انبیا کی شفقت بندگان خدا کی آخرت کے امور کی اصلاح میں مصروف ہے ایسی ہی ان اولیا کی شفقت دربارۂ معاش اُنکے حال کے انتظام میں مبذول ہے پس بندگان خدا کے حق میں حضرات انبیا کی شفقت کی ایسی مثال ہے جیسے

مثل خضر علیہ السلام و ابدال و اوتاد و افراد و بعضے دیگر بقومے خاص یا بلدے خاص یا عسکرے خاص اختصاص میدارند مثل اقطاب و نجباء و رقباء و امثال انها از اہل خدمات میگویند پس قوم اول نائبان ملاء اعلیٰ اند و قوم ثانی نائبان مدبرات الامر و چنانکہ گاہے در باب ادعیہ عالیہ و مقالیہ ملائکہ مقربین اختلافے واقع میشود کہ یکے عروج قومے میخواہد و دیگرے عروج قومے دیگر و یکے چیزے را ترجیح میدہد و دیگرے چیزے دیگر را و این را اختصام ملاء اعلیٰ میگویند۔ قال اللہ تعالیٰ و تبارک حکایۃً عن رسولہ وَمَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ و بازحق جل جلالہ بحکمت بالغہ خود امرے را مناسب مصلحت باشد جاری مینماید گاہے دعائے یکے را اجابت میفرماید و گاہے دعاء دیگر را۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ ہمچنین درمیان ادعیہ اہل خدمات و ہمم ایشان نیز تخالفے واقع می شود کہ یکے ظفر و فیروزی لشکرے میخواہد و دیگرے فتح و نصرت لشکرے دیگر حکیم علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق گاہے دعا کسے را بموقف اجابت میرساند و گاہے دعائے دیگرے را۔ قال اللہ تعالیٰ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ و باید دانست کہ این بزرگواران ہر چند در اوصاف وجاہت و مقامات ولایت مشابہت تامہ با انبیاء اللہ میدارند اما چون منصب نیابت ایشان در باب ہدایت و مرتبہ خلافت ایشان در باب سیاست نمی دارند بنا برعلیہ بلقب ائمہ ملقب نشدند

مثل خضر علیہ السلام و ابدال و اوتاد و افراد اور بعضے ایک قوم خاص یا ایک شہر خاص یا ایک لشکر خاص کے ساتھ اختصاص رکھتے ہیں مثل اقطاب و نجباء و رقباء اور ان کو اہل خدمت کہتے ہیں پس قوم اول نائبان ملاء اعلیٰ ہے اور قوم ثانی نائبان مدبرات الامر ہے اور جیسا کہ کبھی ملائکہ مقربین کی دعاء عالیہ اور مقالیہ کے بارہ میں اختلاف واقع ہوتا ہے کہ ایک فرشتہ ایک قوم کا عروج چاہتا ہے اور دوسرا فرشتہ دوسری قوم کی ترقی کا طالب ہے اور ایک ایک چیز کو ترجیح دیتا ہے اور دوسرا دوسری چیز کو غلبہ دیتا ہے اور اسکو اختصام ملاء اعلیٰ کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکایۃً اپنے رسول کی طرف سے فرمایا ہے (ترجمہ مجھکو معلوم نہیں جب ملاء اعلیٰ جھگڑتے تھے) اور پھر حق جل و علا اپنی حکمت بالغہ سے کسی امر کو کہ مناسب مصلحت ہو جاری کرتا ہے اور کبھی دوسرے کی دعا کو درجہ اجابت پر پہنچاتا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اور فرشتوں کو دیکھا تونے صفیں کیے ہوئے گرد عرش کے تسبیح کرتے ہیں ساتھ تعریف پروردگار کے اور فیصلہ کیا گیا انہیں اور کہا گیا سب تعریف اللہ ہی کو ہے جو رب ہے جہان والوں کا) ایسے ہی اہل خدمات کے دعاؤں اور انکی ہمتوں میں بھی تخالف واقع ہوتا ہے کہ ایک ایک لشکر کی فتحمندی اور فیروزی کا جویاں ہے اور دوسرا دوسرے لشکر کی نصرت اور مدد کا خواہاں ہے حکیم علی الاطلاق کبھی اسکی دعا کو قبول کرتا ہے اور کبھی اسکی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ یہ اندازہ غالب جاننے والے کا ہے) اور جاننا چاہیے کہ یہ بزرگواران بارگاہ ہر چند اوصاف وجاہت اور مقامات ولایت میں حضرات انبیاء کے ساتھ کامل مشابہت رکھتے ہیں لیکن چونکہ ان کی نیابت کا منصب در باب ہدایت اور انکی خلافت کا مرتبہ در باب سیاست نہیں رکھتے نظر بر اں ائمہ کے لقب کے ساتھ ملقب نہ ہوئے

ربانی چنانکه حضرت خضر علیه السلام فرموده وَمَا فَعَلْتُهُ
عَنْ أَمْرِي پس همین افعال و اقوال که از سایر بنی آدم صادر
میگردد و در حق ایشان از جمله عادات شمرده میشود و در حق
این بزرگواران از جمله عبادات بالجمله اعمال این بزرگان
راجع میشود باصلاح حال عالم و ثمرهٔ اعمال دیگران راجع است
بایفاے لذات نفسانی همت موسی اندر وخت آتش بدر
سبز شد آن درخت اندر نار و شهوت حرص و صاحب دل
اینچنین آن و این چنین انگار و حال ایشان را بحال ملائکه
قیاس باید کرد قتل هزاران انبیاء و اولیاء که از حضرت
عزرائیل علیه السلام صادر میگردد چون بر طبق الهام ربانی است
سراسر سعادت است و قتل حضرت زکریا که از ظالم شقی سر بر
زد چون باقتضاے هواے نفسانی بود سراسر باعث شقاوت
و از بسکه حال ایشان مثل حال ملائکه است پس چنانکه
ملائکه الله دو قسم اند ملأ اعلی و مدبرات الامر اما ملأ اعلی پس
شان ایشان اطلاقی ست که باصلاح قومی خاص یا شهری خاص
اختصاص ندارد بلکه نظر ایشان متوجه ست باصلاح تمام عالم
و خدمت کافهٔ بنی آدم و اما مدبرات الامر هر یکے از
ایشان موکل ست بکارخانه معین و همت ایشان مصروف
است باصلاح همون کار و بار کسے از ایشان موکل
است بر کارخانهٔ ابر و میغ و کسے موکل ست بر ارحام
بنا بر تصویر صورت و کسے از ایشان موکل ست
بر حفاظت بنی آدم الی غیر ذلک و همچنین بعضے
ازین بزرگواران بنا بر اصلاح حال مطلق
بنی آدم مامور اند اختصاص به قومے از
اقوام یا بلدے از بلدان نمے دارند

ربانی کام فرماتے ہیں چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایسے
ہی امور کی شان میں فرمایا ہے (ترجمہ اور میں نے خودبخود
نہیں کیا) پس یہی افعال اور اقوال کہ تمام بنی آدم سے
صادر ہوتے ہیں انکے حق میں از قبیل عبادات الحاصل
ان بزرگواروں کے اعمال کا مرجع اصلاح حال عالم ہے
اور دوسرے لوگوں کے اعمال کا ثمرہ لذات نفسانی ہیں (ترجمہ
موسی اندر وخت آتش در بر   سبز شد آن درخت اندر نار
شہوت حرص و صاحب دل   اینچنین آن و این چنین انگار
انکے حال کو ملائکہ کے حال پر قیاس کرنا چاہیے ہزاروں
انبیاء اور ہزاروں اولیاء کا قتل کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام سے
صادر ہوتا ہے چونکہ موافق الہام ربانی ہے سراسر
سراسر سعادت ہے اور حضرت زکریا کا قتل کہ ظالم شقی سے
واقع ہوا چونکہ باقتضاے خواہش نفسانی تھا بالکل باعث
شقاوت ہے اور ازبسکہ انکا حال فرشتوں کے حال کے
مثل ہے پس جس طور پر کہ اللہ تعالی کے فرشتے دو قسم کے ہیں
ملأ اعلی اور مدبرات امر ملأ اعلی کا یہ حال ہے کہ ان کی
شان اطلاقی ہے یعنی کسی قوم خاص یا کسی شہر خاص کے
صلاح میں خصوصیت نہیں رکھتے بلکہ انکی نظر تمام عالم کی
اصلاح اور جملہ بنی آدم کی خدمت کی طرف متوجہ ہے اور
مدبرات امر کی یہ شان ہے کہ ہر ایک انمیں سے ایک کارخانہ
معین اور مخصوص پر موکل اور متعین ہے اور انکی ہمت اسی
کاروبار کی اصلاح میں مصروف ہے کوئی انمیں سے کارخانہ
ابر اور بادل پر موکل ہے اور کوئی صورت بنانے کے لیے
ارحام پر متعین ہے اور کوئی بنی آدم کی حفاظت پر متعین ہے
علی ہذا القیاس اللہ تعالی نے ہر ایک کو ہر کام کے واسطے
علیحدہ علیحدہ موکل کر رکھا ہے ایسے ہی بعض ان بزرگواروں
میں سے بنی آدم کے حال مطلق کی اصلاح کے واسطے مامور
ہیں کسی شہر یا کسی قوم کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتے

و وره فورِ رحمت و شفقت یگانۂ عصر بود و در ابواب ہدایت بابا ے وے بر قلت و کثرت ظہورِ ہدایت ہیچگونہ باعثِ سقوطِ ایشان در منصبِ خود نگردیده و ازین سبب ہیچ وجہ غبارِ منقصتہ بہ دامنِ پاکِ ایشان نرسیده بانکہ کلہم باہدیگر در منصبِ نبوت یکرنگ اند و در میزانِ رسالت ہمسنگ ہمچنین قیاس باید کرد کہ شانِ آئمہ ہم در بابِ قلت و کثرتِ انتشارِ ہدایت مختلف ست باوجودِ تماثلِ ایشان در منصبِ امامت قلتِ ظہورِ ہدایت از ایما ے باعثِ سقوطِ او از درجۂ علو و کمال یا انحطاطِ او در منصبِ امامت نمی تواند شد ہمین ائمہ اہلِ بیت اند کہ از جملہ ایشان امام جعفر صادق رضی کہ پیشوا ے عالم اند و رہنما ے بنی آدم و از جملہ ایشان جدِ امجدِ آنجناب حضرت سجاد اند کہ غیر از چندے اکابرِ اہلِ بیت کمتر کسے از ایشان مستفید گردیده پس بلحاظِ این تفاوت اثباتِ منصبِ امامت بہ یکے و سلبِ آن از دیگرے بشابہ اثباتِ نبوت جنابِ حبیب و کلیم ست و سلبِ آن از لوطؑ والعیاذ باللہ پس ازینجا امامت منقسم شد بامامتِ مشہوره و غیر مشہوره پس امامت فی الحقیقت از عطایا ے ربانی ست نہ از اصطلاحاتِ انسانی آرے اگر سعادتمندانِ اہلِ زمان از آن فیضیاب شوند آن امامت مشہوره باشد و الا غیر مشہوره درین مقام چند لطیفہ ایست کہ در ضمنِ چند نکتہ بیان باید کرد نکتۂ اول امامت ظلِ رسالت ست مبنا ے آن بر اظہار ست نہ بر اخفا بخلافِ سائرِ اربابِ ولایت یعنی چنانکہ ادعا ے منازل و جاہت و ادعا ے مقاماتِ ولایت و بیانِ معاملاتِ ربانی و کشفِ اسرارِ روحانی در حقِ اربابِ ولایت مظنۂ سلب و زوال ست ہمچنین در حقِ ایشان باعثِ ترقی و کمال انچہ از قسمِ کلماتِ فخریہ ائمہ ہدیٰ سر بر میزند مثل انچہ از حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ منقول ست

اور زیادتی رحمت اور شفقت میں یگانۂ عصر اور ابواب ہدایت میں یکساں سے مرتھا اور ظہورِ ہدایت کی قلت و کثرت انکے مرتبہ میں کسی طور پر خلل انداز نہوئی اور اس سبب سے کسی طرح کے نقصان کا غبار انکے دامن پاک تک نہ پہنچا اور کل منصبِ نبوت میں یکرنگ ہیں اور میزانِ عدالت میں ہم سنگ ایسے ہی قیاس کرنا چاہیے کہ شانِ ائمہ بھی انتشارِ ہدایت کی قلت و کثرت کے بارہ میں مختلف ہے حالانکہ منصبِ امامت میں انکو باہم تماثل حاصل ہے کسی امام سے ہدایت کا کم ظاہر ہونا منصبِ امامت میں درجہ علو و کمال سے اُسکے سقوط یا انحطاط کا باعث نہیں ہو سکتا یہی ائمہ اہلِ بیت ہیں کہ منجملہ اُنکے امام جعفر صادقؑ ہیں کہ پیشوائے عالم ہیں اور رہنمائے بنی آدم اور منجملہ اُنکے جدِ امجد آنجناب حضرت سجادؑ ہیں کہ سوائے چند اکابرِ اہلِ بیت کم لوگ اُنسے مستفید ہوے پس اس تفاوت اور فرق کے لحاظ سے ایک کے واسطے منصبِ امامت کا ثابت کرنا اور دوسرے سے اُسکا سلب کرنا ایسا ہے جیسا کہ جنابِ حبیبؐ اور حضرتِ کلیمؑ کے واسطے تو نبوت کا اثبات ہو اور حضرت لوط علیہ السلام سے اُسکا سلب ہو العیاذ باللہ پس اس جگہہ سے امامت کی دو قسمیں ہوئیں ایک امامتِ مشہورہ ہے دوسری غیر مشہورہ اس مقام میں چند لطیفے ہیں جو چند نکتوں کے ضمن میں بیان کیے جاتے ہیں نکتۂ اول امامت ظلِ رسالت ہے مبنا اسکا اظہار پر ہے نہ اخفا پر بخلاف جملہ اربابِ ولایت پس جس طور پر کہ منازلِ وجاہت کا دعویٰ اور مقامات کا ادعا اور معاملاتِ ربانی کا بیان اور اسرارِ روحانی کا اظہار اربابِ ولایت کے حق میں مظنہ سلب و زوال ہے ایسے ہی انکے حق میں باعثِ ترقی و کمال ہے جو کچھ کہ ائمہ ہدیٰ کے کلماتِ فخریہ مشہور ہیں جیسے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے

تنبیہ ثانی در ذکر امامت باطنہ باید دانست کہ اصحاب امامت خفیہ از بسکہ ظلال ملائکہ مقربین اندنہ تمثال انبیاء مرسلین مامور برعایت نظام عالم اند نہ مبعوث بہدایت بنی آدم منصوب برائے خدمت شان تکوین اند نہ متبوع در احکام شرع متین بنا علیہ ملقب بلقب امام نگردیدند وبہ منصب بعثت نرسیدند وارباب امامت تامہ ملقب بہ خلیفہ راشد اند پس تبادر از مطلق لفظ امام صاحب منصب امامت باطنہ ست وبس بلکہ در کلام ملک علام ہم اکثر استعمال لفظ امام بر صاحب ہمین منصب ست۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ونیز ظاہرست کہ از حضرت خلیل علیہ السلام سیاست صورت نہ بستہ بلکہ انچہ آنجناب را بنسبت عموم ناس ثابت ست ہمین متبوعیت در اقسام ہدایت ست۔ قال اللہ تعالےٰ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ وقال اللہ تعالیٰ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ پس باید فہمید کہ ازانجا کہ ایشان تمثال انبیاء اند وحال انبیاء اللہ درباب انتشار ہدایت مختلف ست از بعضے انتشار ہدایت بوجہ اتم صورت بست مثل خاتم الانبیاء وکلیم اللہ علیہما السلام واز بعضے ایشان کمتر واز بعضے ایشان اقل قلیل مثل حضرت نوح علیہ السلام واز بعضے ایشان یک فردے از افراد بنی آدم ہم مہتدی نشدہ مثل حضرت لوط علیہ السلام پس چنانکہ ہر یک از ایشان در منازل وجاہت ومقامات ولایت فائق بود وبہ ارسال وبعثت لائق

تنبیہ ثانی ذکر امامت باطنہ میں معلوم کرنا چاہیے کہ اصحاب امامت خفیہ از بسکہ ملائکہ مقربین کے ظل اور سایہ ہیں نہ تمثال انبیاء مرسلین انتظام عالم کی رعایت کے ساتھ مامور ہیں بنی آدم کی ہدایت کے واسطے مبعوث نہیں مخلوق کی خدمت کے واسطے منصوب اور قائم ہیں احکام شرع متین میں متبوع نہیں بنابریں لقب امام انکے نام نہوا اور منصب بعثت پر نہ پہنچے اور ارباب امامت تامہ کو خلیفہ راشد کا لقب عطا ہوا پس مطلق لفظ امام سے صاحب منصب امامت باطنہ سمجھا جاتا ہے اور بس بلکہ کلام ملک علام میں بھی لفظ امام کا استعمال اکثر ایسے منصب والے پر ہے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے (ترجمہ اور جب آزمایا ابراہیم ؑ کو اُسکے رب نے چند باتوں سے پس پورا کیا انکو فرمایا میں تجھکو لوگکا پیشوا کرونگا) اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام سے سیاست ظاہر نہوئی بلکہ جو کچھ آنجناب کو نسبت عوام الناس ثابت ہے یہی متبوعیت اقسام ہدایت میں ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے اور ہمنے اُنہیں سے امام بنائے ہیں کہ ہمارے حکم سے راہ بتاتے ہیں جب صبر کیا اُنھوں نے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اور ہمنے انکو امام بنایا ہمارے حکم سے راہ بتاتے ہیں اور حکم کیا ہے انکو اچھے کاموں اور قائم رکھنے نماز اور دینے زکوٰۃ کا اور وہ ہماری عبادت کرنے والے تھے) پس سمجھنا چاہیے از آنجا کہ یہ حضرات تمثال انبیاء ہیں اور حال انبیاء درباب انتشار ہدایت مختلف ہے بعضوں سے انتشار ہدایت بوجہ کامل ہوا مثل خاتم الانبیاء وکلیم اللہ علیہما السلام اور بعضوں سے کمتر اور بعضوں سے بہت ہی کم مثل حضرت نوح علیہ السلام اور بعضوں سے ایک فرد بھی افراد بنی آدم سے مسلمان نہوا مثل حضرت لوط علیہ السلام پس جس طور پر کہ ہر ایک انہیں سے منازل وجاہت اور مقامات ولایت میں فائق اور ارسال وبعثت میں لائق

از اوقات امام قائم گردیده و تعویق [illegible] ظهور
رسید لابد حجة الله بر جمیع اهل معصیت و فساد تمام
شده وقت انتقام الهی از ایشان [illegible] رسید پس
گویا که معاصی و آثام [illegible] عمده مقابله امام به اتمام
[illegible] و لا ریب پس چون انتقام می کشد و ازان جمله امور
[illegible] تجسس ایشان و طالب معرفت
ایشان. قال الله تعالی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ مراد از وسیله شخصی ست که
اقرب الی الله باشد در منزلت. کما قال الله تعالی
اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ
اَیُّهُمْ اَقْرَبُ واقرب الی الله باعتبار منزلت
اول رسول ست بعد ازان امام که نائب اوست
قال النبی صلی الله علیه وسلم اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی
اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَقْرَبَهُمْ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ قال النبی
علیه السلام مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ
فَقَدْ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً و ازان جمله ایفاے
بعض مواعید ست که حق جل وعلا رسول خود
را بآن موعود فرموده پس بعض ازان را بدست
پیغمبر بمرتبه ایفا رسانیده و بعضے دیگر را از دست نائبان
تمام گردانید کما قال الله تعالی هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وظاهرست که ابتداے
ظهور دین در زمان پیغمبر صلعم بوقوع آمده و اتمام آن بدست حضرت
مهدی واقع خواهد گردید و همچنین ست هلاک کسری و قیصر و
تملک خزائن ایشان که آنجناب بآن موعود شده بودند
و ظهور آن از دست خلفاے راشدین واقع گردیده و از انجمله

کسی وقت میں امام قائم ہوا اور وہ آنکھ [illegible] اور پہنچی لا بد
حجت خدا تمام اہل معصیت اور جملہ اہل فساد پر تمام ہوئی اور وقت
انتقام الہی پہنچا پس گویا کہ معاصی اور گناہ امام کے [illegible]
اور مقابلہ کی وجہ سے کامل ہوتے ہیں اور لاریب [illegible]
انتقام کی طرف کھینچتے ہیں اور ازانجملہ انکی تلاش [illegible]
معرفت کی طلب میں بندوں کے واسطے [illegible] فرمایا
اللہ تعالی نے (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالی سے ڈرو
اور اسکی طرف وسیلہ تلاش کرو) اور مراد وسیلہ سے وہ شخص ہے
کہ مرتبہ میں اقرب الی اللہ ہو۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے
(ترجمہ یہی لوگ ہیں کہ پکارتے ہیں تلاش کرتے ہیں اپنے
پروردگار کے پاس سے کون زیادہ اُن کا قریب ہے)
اور اقرب الی اللہ باعتبار منزلت اول رسول ہے بعد
ازاں امام کہ نائب اسکا ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
(ترجمہ لوگوں میں زیادہ محبوب اللہ تعالی کو قیامت کے دن
اور بہت نزدیک بیٹھنے والا امام منصف ہے) اور فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ جسنے اپنے زمانہ کے امام
کو نہ پہچانا مرا موت جہالت کی) اور ازانجملہ بعض وعدوں کا
ایفا اور پورا کرنا ہے کہ جناب باری نے اپنے رسول کو اسکے
ساتھ موعود فرمایا پس بعض کو انہیں سے پیغمبر کے ہاتھ سے
پورا کرایا اور بعض کو اسکے نائبوں کے ہاتھ سے مرتبہ ایفا پر
پہنچایا چنانچہ فرمایا اللہ تعالی نے (ترجمہ وہ وہ ذات ہے جسنے
بھیجا رسول اپنا ہدایت اور دین حق لیکر تو کہ غلبہ دیوے
سب دینوں پر) اور ظاہر ہے کہ ابتداے ظہور دین زمانہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم میں واقع ہوا اور اتمام اسکا حضرت مہدی
علیہ السلام کے ہاتھ سے وقوع میں آئیگا اور ایسے ہی کسری اور
قیصر کا ہلاک ہونا اور انکے خزانوں کا مالک ہونا ہے کہ اللہ تعالی
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا وعدہ فرمایا تھا اور
ظہور اسکا خلفاء راشدین کے ہاتھ سے واقع ہوا اور ازانجملہ

أَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ لَا يَقُولُهَا بَعْدِي إِلَّا كَذَّابٌ
وَأَنَا الْقُرْآنُ النَّاطِقُ وآنچه از سید الشهداء در معرکهٔ کربلا
از اشعار مفاخرت مروی ست وهمچنین از سائر ائمه
اہل بیت وسیدی عبد القادر جیلانی و دیگر ائمه ہدی
این کلمات را از قبیل تحدیث بنعمة الله وتشبث برحمة
الله باید شمرد نه از جنس ہرزه سرائی وخودستائی
بیت کار پاکان را قیاس از خود مگیر گرچه ماند
در نوشتن شیر وشیر نکتهٔ ثانی امام نائب رسول
است آنچه سنت الله در بندگان خود بواسطهٔ انبیاء
ورسل جاری فرمود ہمان سنت بواسطهٔ ائمه ہم
جاری می فرماید واز آن جمله اتمام حجت ست به بعثت
ایشان یعنی تا وقتی که بعثت رسول متحقق نمی شود و
جحود وانکار ایشان در اشقیا سر بر نمی زند انتقام
ملک علام بنسبت اہل معاصی وآثام متحقق نمیگردد وقال الله
تبارک وتعالی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا
واین اتمام حجت به بعثت ائمه ہم ثابت میگردد
قال الله تعالی وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ
الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ الی آخر القصة مراد از این
قریه انطاکیه ست که حواریین حضرت روح الله بسوی
ایشان مبعوث شده بودند وآخر الامر اہل انطاکیه
با ایشان بجحود وانکار پیش آمدند ودر انتقام ملک علام
گرفتار گردیدند۔ وقال الله تعالی فیه ایضاً وَمَا أَنْزَلْنَا
عَلَى قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا
مُنْزِلِينَ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ
پس این معنی بالیقین باید فهمید که چون در وقتی

(ترجمہ میں ہی صدیق اکبر ہوں نہیں کہیگا اسکو میرے بعد مگر
جھوٹا اور میں ہی ہوں قرآن ناطق ہوں) اور حضرت
سید الشہداء سے معرکۂ کربلا میں اشعار فخریہ مروی ہیں اور
تمام ائمہ اہل بیت اور سیدی عبد القادر جیلانی اور دیگر ائمہ
ہدیٰ سے بھی اس قسم کے کلمات صادر ہوئے ہیں سو ازقبیل
تحدیث بنعمة الله وتشبث برحمة الله معلوم کرنا چاہیے یعنی
الله تعالی کے اظہار نعمت اور تمسک برحمت پر ایسے کلموں کا
انکی زبان پر اجرا ہوتا ہے انکو ہرزہ سرائی اور خودستائی کی
جنس سے نہ خیال کرنا چاہیے بیت کار پاکاں را قیاس از
خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر وشیر نکتہ ثانی امام نائب
رسول ہے جو کچھ طریقہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں میں نبیا
اور رسولوں کے واسطے سے جاری فرمایا اسی طریقہ کو اماموں
کے واسطے سے بھی جاری فرماتا ہے اور از انجملہ انکے بعثت کے
ساتھ اتمام حجت ہے یعنی تا وقتیکہ بعثت رسول متحقق نہیں ہوتی
ہے اور جحود اور انکار انکا بدبختوں میں ظاہر نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ
ملک علام کا انتقام اہل معاصی اور آثام کی نسبت ثابت
نہیں ہوتا ہے فرمایا اللہ تبارک وتعالی نے (ترجمہ ہم عذاب
نہیں کرتے جب تک رسول نہ بھیجیں) اور یہ اتمام حجت
اماموں کی بعثت کے ساتھ بھی ثابت ہوتی ہے چنانچہ اللہ
تعالی فرماتا ہے (ترجمہ اور انکو مثال سنا گاؤں والوں کی
جب آئے انکے پاس رسول۔ آخر قصہ تک) مراد اس قریہ
سے انطاکیہ ہے کہ حواریین حضرت روح اللہ انکی طرف مبعوث
ہوئی تھی اور آخر الامر اہل انطاکیہ انکے ساتھ جحود اور انکار
سے پیش آئے اور حضرت ملک علام کے انتقام میں گرفتار
ہوئے اور اللہ تعالی نے اسکے بارہ میں یہی فرمایا (ترجمہ
اور ہمنے اسکی قوم پر اسکے بعد آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا
اور نہ اتاریں نہیں ہے وہ مگر ایک آواز پس وہ بجھے ہوئے
ہیں) پس یہ معنے بالیقین سمجھنا چاہیے کہ جو منجملہ اوقات

وسائر اکابر امت و اعاظم ملت بمنزلہ ملازمان خدمتگذار اند و
فدویان جان نثار پس چنانکہ تمام اکابر سلطنت و ارکان مملکت را
تعظیم شاہزادہ والا قدر ضروریست و توسل با و واجب و از
خود با و علامت نمکحرامی ست و اظہار مفاخرت برو امارت
بدانجامی ہمچنین تواضع و تذلل ہر صاحب کمال بحضور او باعث
سعادت دارین ست و شمردن علم و کمال خود روبروے او جا
شقاوت نشاتین یگانگی با او یگانگی ست با رسول و بیگانگی از و
بیگانگی ست از رسول خصوصاً درین مقام کہ منصب نیابت
پیغمبر ہم از جانب حکیم علی الاطلاق با و مفوض گردید پس حالش
در ضمن این تمثیل باید فہمید کہ از مقربان بادشاہی امیرے
باشد بنیابت جلیل القدر مقرب درمیان حضار دربار مامور
بر خدمات عمدہ قائم بر مناصب عالیہ و او را فرزندے باشد نیابت
سعید شائستہ حضور بادشاہی و قابل تفویض خدمات و لیاقت و ہنر
پدر خود و ہمراہ پدر خود آمد و رفت ببارگاہ بادشاہی میدارد و عزت
و اعتبار در نگاہ بادشاہ و در حضار آن بارگاہ بادشاہی بحدے بدست
آوردہ کہ منصب نیابت پدر خود با و از حضور سلطانی مفوض گردیدہ
پس اگر کسے از رفقاے پدر او با او راہ مساوات خواہد پیمود و در
منصب خود و مقابلہ و تفاخر خواہد نمود ہم نمکحرامی بنسبت آقاے خود
کہ آن امیر کبیر ست با و عائد خواہد شد و ہم عتاب سلطانی برو متوجہ
خواہد گردید ہمچنین سرکشی و روتابی از امام وقت گستاخی ست
بنسبت او و مساوات او ست بنسبت رسول و اعتراض
مخفی ست بر حکیم علی الاطلاق کہ این چنین شخص ناقص را
منصب نیابت آنچنان شخص کامل عطا فرمود و بالجملہ تقرب
الی اللہ بترک توسل ایشان خیالیست باختلال و وہمیست سراسر
باطل و محالیست بے عنایات حق و خاصان حق را

اور تمام بزرگان ملت و امت بمنزلہ ملازمان خدمتگذار اور فدویان
جاں نثار ہیں پس جس طور پر کہ تمام اکابر سلطنت اور ارکان مملکت کو
تعظیم شاہزادہ والا قدر کی ضروری ہے اور توسل اُسکے ساتھ
واجب ہے اور اُسکے ساتھ مقابلہ نمکحرامی کی علامت ہے
اور اُسپر اظہار مفاخرت بدانجامی کی نشانی ہے ایسی ہی تواضع
اور تذلل ہر صاحب کمال کے حضور میں باعث سعادت دارین ہے
اور اُسکے روبرو اپنے علم و کمال کا گننا باعث شقاوت نشاتین ہے
اور اُسکی یگانگی رسول کی یگانگی ہے اور اُس سے بیگانگی
رسول کی بیگانگی ہے خصوصاً اس مقام میں کہ پیغمبر کی نیابت کا
منصب بھی اللہ تعالی کی طرف سے اُسکو عطا ہوا سو حال اُس کا
اس تمثیل کے ضمن میں سمجھنا چاہیے کہ ایک بادشاہ کے مقربان
بارگاہ سے کوئی امیر جلیل القدر ہو کہ خدمات عمدہ پر مامور ہوا اور
اُسکا کوئی فرزند سعید ہوا اور حضور بادشاہی کے لائق ہوا اور
تفویض خدمات کے قابل ہو لیاقت اور ہنر میں اپنے باپ کے
مشابہ ہو اور اپنے باپ کے ہمراہ بارگاہ بادشاہی میں آمد و رفت
رکھے اور عزت و اعتبار نگاہ بادشاہ اور حضار بارگاہ میں
اس درجہ حاصل کیا کہ باپ کی نیابت کا منصب اُسکو
حضور سلطانی سے عطا ہوا پس اگر کوئی شخص اُسکے باپ کے
رفیقوں میں سے اُسکے ساتھ راہ مساوات اختیار کرے اور
اُسکے مقابلہ میں تفاخر چاہے البتہ اُسکے آقا کی نسبت کہ وہ
امیر کبیر ہے نمکحرامی اُسکی طرف عائد ہوگی اور عتاب سلطانی کا
بھی مستوجب ہوگا ایسی ہی سرکشی اور روگردانی امام وقت
سے گستاخی ہے بنسبت اُسکے اور مساوات اُسکی ہے بنسبت
رسول کے اور اعتراض مخفی ہے حکیم علی الاطلاق پر کہ
ایسے ناقص شخص کو ایسے کامل شخص کی نیابت کا منصب
عطا فرمایا۔ حاصل کلام تقرب الی اللہ اُنکے توسل کے ترک
کرنے کی صورت میں ایک خیال ہے پُر اختلال اور ایک وہم ہے
سراسر باطل اور محال ہے بے عنایات حق و خاصان حق کے

اتمام امرِ ست کہ رسول بآن مامور شدہ بود و ادائے آن از امام صورت بست - قال اللہ تعالیٰ قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۝ و ظاہرست کہ تبلیغ رسالت بنسبت جمیع ناس از آنجناب متحقق نگشتہ بلکہ امر دعوت از آنجناب شروع گردیدہ یوماً فیوماً بواسطہ خلفائے راشدین و آئمہ مہدیین رو بہ تزاید کشید تا اینکہ بواسطہ امام مہدیؑ باتمام خواہد رسید و ہمین نیابت را در امور مذکورۃ الصدر رو وصایہ می نامند یعنی چنانکہ وصی در طلب و ادائے حقوق قائم مقام منیب میباشد ہمچنین امام قائم مقام پیغمبر ست در معاملے کہ درمیان خدا و رسولِ او منعقد گردیدہ و از آن جملہ ست ثبوتِ ریاست یعنی چنانکہ انبیاء اللہ را بنسبت اُمت خود یک نوعے از ریاست ثابت ست کہ بلاحظہ ہمان ریاستِ ایشان را امتِ این رسول میگویند و این رسول را رسول این اُمت و در بسیارے از امور دنیویہ ہم تصرفِ رسول در ایشان جاری ست - کما قال اللہ تعالیٰ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ و در مقدمات اُخرویہ ہم ولایت او ثابت قال اللہ تعالیٰ فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی هٰؤُلَآءِ شَهِیْدًا ۝ ہمچنین امام را ہم در دنیا و آخرت مثل این ریاست بنسبت مبعوث الیہم ثابت ست قال النبی صلعم اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ ۝ وقال اللہ تعالیٰ وَیَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ ۝ قال النبی صلعم اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ عَنْ وِلَایَةِ عَلِیٍّ نکتہ ثالث امام بمنزلہ فرزند سعادتمند رسول ست

اتمام امر ہے کہ رسول اُسکے ساتھ مامور ہوئے تھے اور اُسکا ادا ہونا امام سے ظاہر ہوا - فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ کہدے تو اے لوگو میں اللہ تعالیٰ کا رسول تم سب کی طرف آیا ہوں) اور ظاہر ہے کہ تبلیغ رسالت بنسبت جمیع مردمان آنجناب سے متحقق نہوئی بلکہ امر دعوت آنجناب سے شروع ہوا اور یوماً فیوماً خلفاء راشدین اور ائمہ مہدیین کے واسطے سے اتمام کو پہنچیگا اور ایسی نیابت کو امور مذکورۃ الصدر میں وصایا کہتے ہیں یعنی جیسے کہ وصی طلب و ادائے حقوق میں منیب کے قائم مقام ہوتا ہے ایسے ہی امام اُن معاملات میں کہ درمیان خدا اور اُسکے رسولؐ کے منعقد ہوئے قائم مقام پیغمبر کے ہے اور از انجملہ ثبوت ریاست ہے یعنی جیسا کہ انبیاء اللہ کو اپنی امت کی نسبت ایک نوع کی ریاست ثابت ہے اُسی ریاست کے ملاحظہ سے اُنکو اُمت اس رسول کی کہتے ہیں اور اس رسول کو اس اُمت کا رسول بولتے ہیں اور بہت سے اُمورِ دنیویہ میں بھی تصرف رسولؐ کا اُن میں جاری ہے - چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ نبی بہتر ہے ساتھ ایمان والوں کے اُنکی جانوں سے) اور مقدمات اخرویہ میں بھی ولایت اُنکی ثابت ہے - فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ پھر کیونکر ہو جب ہر ایک اُمت سے ایک گواہ کھڑا کریں اور تجھکو اُنپر گواہی دینے والا) ایسے ہی دنیا اور آخرت میں امام کے واسطے بھی ایسی ریاست بہ نسبت مبعوث الیہم ثابت ہے - فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کیا تمکو معلوم نہیں کہ میں مومنین کی جانوں سے بہتر ہوں کہا کیوں نہیں پھر فرمایا اے اللہ میں جسکا ولی ہوں علیؑ بھی اُسکا ولی ہے) اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ اور جس دن بلاوینگے ہم سب کو اُنکے اماموں کے ساتھ اور کھڑا کرو اُنکو اُنسے دریافت ہوگا) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ دریافت ہوگا حضرت علیؑ کی ولایت کی بابت) نکتہ ثالث امام بمنزلہ فرزند سعادتمند رسولؐ ہے -

غیر منتظمہ میگویند پس خلافت راشدہ دو قسم شد خلافت منتظمہ
مثل خلافت خلفاء ثلثہ و خلافت غیر منتظمہ مثل خلافت
مرتضیٰ علی علیہ السلام اما خلافت غیر منتظمہ پس این انتشارِ
امرِ خلافت باوجود خلیفہ راشد مشابہ قلتِ ظہورِ ہدایت
رسول ست مثل حضرت نوح علیہ السلام پس چنانچہ قلت
ظہور ہدایت ہیچگونہ غبارِ منقصت دامان پاکِ حضرت
نوح را نمی آلاید ہمچنین عدمِ انتظامِ خلافت ہیچ وجہ
نقصانے بخلیفہ راشد نمی رساند پس خلافت غیر منتظمہ
را اگر باعتبار وجود خلیفہ راشد ملاحظہ کنیم باید کہ بگوییم کہ
خلافت راشدہ متحقق ست و اگر باعتبارِ عدمِ انتظام و
تفرق اہلِ اسلام ملاحظہ کنیم باید کہ بگوییم کہ متحقق نیست
پس انچہ در حدیث شریف آمدہ الخلافۃ بعدی ثلثون
سنۃ آن بملاحظہ اعتبار اول ست و انچہ بعضے از احادیث
بر اختتام خلافت بر حضرت ذی النورین دلالت میکند
نظر باعتبار ثانی چنانکہ ابو بکر ثقفی روایت کردہ ان رجلاً
قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَاَیْتُ کَاَنَّ مِیْزَانًا
نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَکْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ
وَوُزِنَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَکْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ
فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِیْزَانُ فَاسْتَآءَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ
صلعم یَعْنِیْ فَسَاءَہٗ ذٰلِکَ فَقَالَ خِلَافَۃُ نُبُوَّۃٍ ثُمَّ یُؤْتِی
اللّٰہُ الْمُلْکَ مَنْ یَّشَآءُ وقال رسول اللّٰہ صلعم
اُرِیَ اللَّیْلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ کَاَنَّ اَبَا بَکْرٍ نِیْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنِیْطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَنِیْطَ
عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ

غیر منتظمہ کہتے ہیں پس خلافت راشدہ کی دو قسم ہوئیں ایک
خلافت منتظمہ مثل خلافت خلفائے ثلثہ دوسری خلافت
غیر منتظمہ مثل خلافتِ مرتضیٰ علی علیہ السلام یہ بھی یاد رکھنا
چاہیئے کہ خلافت غیر منتظمہ میں انتشار امرِ خلافت باوجود خلیفہ
راشد مشابہ قلّت ظہور ہدایت رسول ہے مثل حضرت
نوح علیہ السلام پس جس طور پر کہ قلّت ظہور ہدایت سے حضرت
نوح علیہ السلام کا دامان پاک غبار آلودہ نقصان نہیں
ہوتا ہے ایسے طور پر عدم انتظام خلافت سے کسی وجہ پر خلیفہ
راشد کا مجموعۂ عزّت وجاہ پریشان نہیں ہوتا ہے پس
خلافتِ غیر منتظمہ کو اگر باعتبارِ وجودِ خلیفہ راشد ملاحظہ کریں
ہمکو کہنا چاہیے کہ خلافتِ راشدہ متحقق ہے اور اگر ہم باعتبار
عدم انتظام وتفرق اہلِ اسلام معائنہ کریں ہم کہیں کہ
متحقق نہیں پس جو کچھ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ
(ترجمہ خلافت میرے بعد تیس برس رہیگی) وہ بلحاظ
اعتبار اول ہے اور وہ احادیث کہ اختتام خلافت
ذی النورینؓ پر دلالت کرتی ہیں بنظر اعتبار ثانی ہیں چنانچہ
ابو بکر ثقفیؓ نے روایت کی ہے (ترجمہ ایک آدمی نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ خواب میں دیکھا
میں نے کہ آسمان سے ترازو اُتری ہے آپ کو اور ابوبکرؓ
کو تولا تو آپ بھاری ہوئے اور ابوبکر و عمرؓ تُلے تو ابوبکرؓ بھاری
ہوئے اور عمر و عثمانؓ تُلے تو عمرؓ بھاری ہوئے پھر ترازو چلی
گئی۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے ناخوشی حاصل
ہوئی پس فرمایا یہ خلافت نبوت ہے پھر دیگا اللہ تعالیٰ ملک
جس شخص کو کہ چاہیگا) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
(ترجمہ خواب دیکھا ایک نیک آدمی نے گویا کہ ابوبکرؓ والی
ہوئے رسول اللہؐ کے اور والی ہوئے عمرؓ ابوبکرؓ کے اور
والی ہوئے عثمانؓ عمرؓ کے۔ کہا جابرؓ نے جب ہم کھڑے ہوئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کہا ہم نے لیکن نیک آدمی

گر ملک باشد سیہ گردد ورق ﴿ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حُبُّ عَلِیٍّ حَسَنَۃٌ لَا تَضُرُّ مَعَھَا سَیِّئَۃٌ وَبُغْضُ عَلِیٍّ سَیِّئَۃٌ لَا تَنفَعُ مَعَھَا حَسَنَۃٌ ﴿ وقال علیہ السلام اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ ✦ رَزَقَنَا اللّٰہُ وَسَائِرَ الْمُسْلِمِیْنَ حُبَّ اَھْلِ الْبَیْتِ وَاتِّبَاعَھُمْ بَلْ حُبَّ جَمِیْعِ اَئِمَّۃِ الْھُدٰی وَاتِّبَاعَھُمْ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ **تنبیہ ثالث در ذکرِ امامتِ تامّہ** وآن را خلافت راشدہ وخلافت علی منہاج النبوت وخلافت رحمت نیز گویند باید دانست کہ چون چراغ امامت در شیشہ خلافت جلوہ گر گردید نعمت ربانی در بابِ پرورش نوع انسانی با تمام رسید وکمالِ روحانی باکمالِ این رحمتِ رحمانی بمشابہ نُورٌ عَلٰی نُورٍ بسانِ آفتاب درخشید ہرچند بقیامِ خلافتِ راشدہ از جانبِ حق نعمت و رحمت تمام وکامل گردید فاما گاہے سعادتِ اہلِ زمان اقتضای نماید کہ جماہیر اہل اسلام بر قبولِ خلافتِ راشدہ اتفاق نمایند و بجان ودل حکومت خلیفہ راشد اختیار کنند امرِ خلافتِ ربانی انتظام میگیرد ومقدمہ سیاست ایمانی بخوبی سرانجام می پذیرد وآن را خلافت منتظمہ میگویند ودر بعضے احیان بحسبِ تقدیر ربانی وقضائے آسمانی ہرچند خلیفہ راشد بروے کار می آید ودر بابِ اقامتِ خلافت سعی بلیغ بجامی آرد فاما اتفاقِ جماہیرِ مسلمین صورت نہ بندد وانتظامِ کافہ امت دست ندہد پس درین صورت اگرچہ خلیفہ راشد موجود ست ودر اقامت خلافت ساعی فاما انتظامِ خلافت بوقوع نیامدہ آن را خلافت

گر ملک باشد سیہ گردد ورق ﴿ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ علیؓ کی دوستی نیکی ہے نہ نقصان کرے ساتھ اُسکے گناہ اور علیؓ کی دشمنی ایک گناہ ہے نہ فائدہ کرے ساتھ اُسکے کوئی نیکی) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ خبردار ہو میری اہل بیت تمہارے واسطے مثل کشتی نوحؑ کی ہیں جو سوار ہوا بچا اور جو رہگیا ہلاک ہوا۔ نصیب کرے ہمکو اور تمام مسلمانوں کو محبت اہل بیت کی بلکہ تابعداری اُنکے کی بلکہ محبت تمام ائمہ مہدیین کی۔ ایسا ہی ہووے پروردگار جہان والوں کے) **تنبیہ ثالث ذکر امامت تامہ میں** اور اُسکو خلافت راشدہ اور خلافت علی منہاج النبوت اور خلافت رحمت بھی کہتے ہیں معلوم کرنا چاہیے کہ جو چراغ امامت شیشہ خلافت میں جلوہ گر ہوا نعمت ربانی کا دربابِ پرورش نوع انسانی ہر ایک کے دل میں اثر ہوا اور کمال روحانی اس رحمتِ رحمانی کے کمال کے ساتھ نُورٌ عَلٰی نُورٍ بسانِ آفتاب درخشاں ہوا ہرچند خلافت راشدہ کی قیام سے جانب حق سے نعمت اور رحمت تمام اور کامل ہوئی لیکن کبھی زمانے والوں کی سعادت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جملہ اہل اسلام قبول خلافت راشدہ پر اتفاق کریں اور جان ودل سے خلیفہ راشد کی حکومت اختیار کریں اُس وقت امر خلافت ربانی کا پورا انتظام ہوتا ہے اور سیاستِ ایمانی کے مقدمہ کا بخوبی سرانجام ہوتا ہے اور اسکو خلافت منتظمہ کہتے ہیں اور بعض اوقات میں بحسب تقدیر ربانی وقضائے آسمانی ہرچند خلیفہ راشد ظہور فرماتا ہے اور دربارۂ اقامتِ خلافت کمال کوشش بجالاتا ہے لیکن تمام مسلمانوں کے اتفاق کی صورت ظہور میں نہ آئے اور جمیع اُمت کا انتظام جلوہ نہ دکھائے پس اس صورت میں اگرچہ خلیفہ راشد موجود ہے اور اقامت خلافت میں ساعی لیکن انتظام خلافت وقوع میں نہ آئے اُسکو خلافت

مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا
ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِي نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ
ضَعْفَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ اَبِي بَكْرٍ
فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِي فَرِيَّهٗ
حَتّٰى رَوَى النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ تفاضل
درمیانِ خلفاء راشدین باعتبار انتظام وانتشارِ امرِ خلافت
عارضی ست نه از اصل کمالِ خلافت مشابه
تفاضلِ انبیاء مرسلین باعتبار قلت وکثرتِ ہدایت
که آن ہم تفاضل عارضی ست نه از اصلِ منصبِ رسالت
و درین مقام چند لطیفه ایست متعلق باحکامِ مطلق خلیفه
راشد که آن را در ضمن چند نکته بیان میکنیم نکتهٔ اولیٰ
خلیفه راشد عبارت ست از شخصے که صاحبِ منصبِ
امامت باشد و ابوابِ سیاستِ ایمانی از وظاهر شود
پس ہر که باین منصب رسید ہمان ست خلیفه راشد
خواه در زمانِ سابق ظاہر شود خواه در زمانِ لاحق خواه
در اوائل اُمت باشد خواه در اواخرِ آن خواه فاطمی
الحسب باشد خواه ہاشمی النسب خواه قصوی الاصل
باشد خواه قریشی النسل این لفظ خلیفه را بمنزله لفظ
خلیل اللہ یا کلیم اللہ و روح اللہ و حبیب اللہ و صدیق
اکبرؓ و فاروقِ اعظمؓ و ذوالنورینؓ و مرتضیٰؓ و مجتبیٰؓ و سید الشہداءؓ
و امثالِ ذالک تصور نباید کرد که ہر یک ازان لقبیست
خاص که بذاتِ بزرگی از بزرگانِ دین اختصاص میدارد
از اطلاقِ آن لقب ذاتِ ہمان بزرگ مفہوم میشود
ہمچنین گمان نکنند که لفظ خلفاء راشدین باسم
بذواتِ خلفائے اربعه اختصاص میدارد

جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر لے لیا اُسکو مجھ سے ابوبکرؓ
پس کھینچے دو ڈول یا ایک ڈول اور اسکے کھینچنے میں ضعف ہے
اور اللہ تعالیٰ رحم کرے انکے حال پر اُسکو اُنکے ہاتھ سے عمرؓ
نے لے لیا اور اُسکے ہاتھ میں اچھا معلوم ہوتا تھا پس نہیں
دیکھا میں نے کسی کو کہ کھینچے اُسکا سا کھینچنا سیر کر دیا لوگوں کو
اور خوب خوش ہیں ہے) تفاضل اور زیادتی خلفاء راشدینؓ
کے درمیان امر خلافت کے انتظام اور انتشار کی اعتبار
سے عارضی ہے اصل کمالِ خلافت سے اسکو تعلق نہیں
اسکی ایسی مثال ہے کہ جیسا انبیاء مرسلینؑ کا تفاضل
باعتبار قلت وکثرتِ ہدایت ہے کہ وہ بھی تفاضل
عارضی ہے اصل منصبِ رسالت سے نہیں اس مقام
میں چند لطیفے ہیں کہ جنکا تعلق احکام مطلق خلیفہ راشد
کے ساتھ ہے جنکو چند نکتے کے ضمن میں ہم بیان کرتے ہیں
نکتہ اولیٰ خلیفہ راشد اُس شخص کو کہتے ہیں جو صاحب
منصبِ امامت ہو اور سیاستِ ایمانی کے معاملات
اُس سے ظاہر ہوں سو جب کسی کو یہ منصب عنایت ہوا
وہی خلیفہ راشد ہے خواہ زمانہ سابق میں ظاہر ہوئی خواہ
زمانہ لاحق میں خواہ اوائل اُمت میں ہو خواہ اواخر میں
خواہ فاطمی الحسب ہو خواہ ہاشمی النسب خواہ قصوی
الاصل ہو۔ خواہ قریشی النسل اس لفظ خلیفہ کو بمنزلہ
لفظ خلیل اللہ یا کلیم اللہ اور روح اللہ اور حبیب اللہ
اور صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ اور ذو النورینؓ اور مرتضیٰؓ
اور مجتبیٰؓ اور سید الشہداءؓ وغیرہ تصور نکرنا چاہیے کہ ہر
ایک کا ان میں سے ایک لقب خاص ہے کہ بزرگان
دین میں سے ایک بزرگ کی ذات کی خصوصیت رکھتا ہے
اُس لقب کے اطلاق سے اُسی بزرگ کی ذات سمجھی
جاتی ہے اور یہ بھی نہ خیال کرنا چاہیے کہ لفظ خلفاء
راشدین خلفاء اربعہ ہی کی ذات کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے

فَرَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا نُوْطُ بَعْضِہِمْ بِبَعْضٍ فَہُمْ وُلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ صلعم واما خلافتِ منتظمہ پس گاہے انتظام آن بکمال می رسد بوجہیکہ عظمتِ خلیفہ راشد در زمان خلافت او مسلم طوائف انام باشد و زبان جمہور خاص و عام ہیچکس را از تسلط او رنجے ملالے بہم نرسد و نہ کسے را در لیاقت او قیل و قال و این را خلافتِ محفوظہ میگوئیم و گاہے بعضے اہلِ زمان از تسلطِ خلیفہ راشد رنجے میکشند و زبانِ طعن و ملامت دراز میکشایند فاما بحفاظت ربانی و تائید آسمانی رد و قدح ایشان تا بسر حدِ بغی و خروج نمی رسد و ملال قلبی ایشان تا بخلع بیعت نمیکشد و انتظام خلافت بظاہر حسب مرضی خلیفہ راشد میرود اگرچہ احکام او بر قلوب بعضے از اہل زمان گران میگذرد و آن را خلافت مفتونہ میگوئیم پس خلافت منتظمہ ہم دو قسم شد محفوظہ مثل خلافتِ شیخین و مفتونہ مثل خلافتِ ذی النورین اما خلافت محفوظہ پس ہمون ست نعمتِ عظمیٰ و غنیمتِ کبریٰ در حق جمہور بنی آدم بلکہ در بارہ تمامی عالم پس خلافت راشدہ درین صورت من کل الوجوہ متحقق ست ہم باعتبار وجود خلیفہ راشد و ہم باعتبار ظاہر انتظام اہل امت و ملت و ہم باعتبار اذعان و اطمینان اہلِ زمان و اذعان کافہ اقران و اخوان اما خلافت مفتونہ پس ہر چند باعتبار وجود خلیفہ راشد و جریان ظاہر انتظام درمیانِ طوائف انام بلا ریب موجود ست فاما باعتبار فقدان اطمینان قلبی اہلِ زمان حکما مفقود بنا بر علیہ در بعضے احادیث اشارتے باتمام خلافت بر زبان فاروق اعظم رضہ وارد شدہ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ عَلٰی قَلِیْبٍ عَلَیْہَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْہَا

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور متعلق ہونا بعض کا بعض کے ساتھ پس وہ والی ہونا ہے کام کا جو کہ بھیجا اللہ تعالیٰ نے ساتھ اسکے اپنے نبی صلعم کو) رہی خلافت منتظمہ سو کبھی اُس کا انتظام ایسے وجہ پر کمال کو پہنچتا ہے کہ خلیفہ راشد کی عظمت اسکی عظمت اُسکے زمانہ خلافت میں تمام اہل زمانہ تسلیم کریں اور سب اُسکی بڑائی کا دم بھریں کسی کو اُسکی تسلط سے رنج و ملال اور نہ کسی کو اُسکی لیاقت میں قیل و قال کی گنجایش ہو اسکو ہم خلافت محفوظہ کہتے ہیں اور کبھی بعض اہل زمان خلیفہ راشد کے تسلط سے رنج کھینچتے ہیں اور زبان طعن و ملامت دراز کرتے ہیں لیکن بحفاظت ربانی و تائید آسمانی اُن کا ردّ و قدح سرحد بغاوت اور خروج تک نہیں پہنچتا اور اُنکا ملال قلبی خلع بیعت تک نہیں کھینچتا اور انتظام خلافت بظاہر حسب مرضی خلیفہ راشد ہوتا ہے اگرچہ اُسکے احکام بعض اہل زمان کے دلوں پر گراں گزرتے ہیں اور اسکو ہم خلافت مفتونہ کہتے ہیں پس اس اعتبار سے خلافت منتظمہ کی بھی دو قسمیں ہوئیں ایک محفوظہ مثل خلافت شیخین دوسری مفتونہ نہ مثل خلافت ذی النورین لیکن خلافت محفوظہ جملہ بنی آدم او تمامی عالم کے حق میں نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے پس خلافت راشدہ اس صورت میں من کل الوجوہ یعنی باعتبار وجود خلیفہ راشد اور باعتبار ظاہر انتظام اہل امت ملت اور باعتبار اذعان و اطمینان اہل زمان اور باعتبار ایقان جملہ اقران و اخوان متحقق ہوتی ہے اما خلافت مفتونہ پس ہرچند باعتبار وجود خلیفہ راشد اور بحسب ظاہر انتظام بلا ریب موجود ہے لیکن باعتبار فقدان اطمینان قلبی حکما مفقود نظر برآں بعض احادیث میں اتمام خلافت کے بارہ میں ایک قسم کا اشارہ حضرت فاروق اعظم رض کی زبان پر وارد ہوا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ) ایک وقت سوتے میں میں نے دیکھا کہ میں کنوئیں پر ہوں اُس پر ڈول ہے پس میں نے کھینچا اُس سے

أَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ اللهُ فِيهِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اِسْمُهُ اِسْمِي وَاِسْمُ أَبِيهِ اِسْمَ أَبِي يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا ونیز وارد شده. قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ ونیز وارد شده وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ فِي الْأَرْضِ ونیز وارد شده يَرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْأَرْضِ لَا تَدَعُ السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِهَا شَيْئًا إِلَّا صَبَّتْهُ مِدْرَارًا وَلَا تَدَعُ الْأَرْضُ مِنْ نَبَاتِهَا شَيْئًا إِلَّا أَخْرَجَتْهُ حَتّٰى يَتَمَنَّى الْأَحْيَاءُ الْأَمْوَاتَ ونیز وارد شده قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُشْبِهُنِي فِي الْخُلُقِ ونیز این گمان نباید کرد که زمانہ خلافت راشده یا اوائل امت ست یعنی زمانہ خلفاے اربعہ یا اواخر امت یعنی زمان حضرت مهدی علیہ السلام و درمیان این هر دو زمان همه زمان تعطل ست که هرگز دران خلافت راشده گاہے ظاہر شدنی نیست چه بسیارے از تابعین خلافت عمر بن عبد العزیز را نیز از جملہ خلافت راشده شمرده اند وانچه در حدیث اول از عود خلافت راشده مذکور گردید آن را بر ظهور خلافت عمر بن عبد العزیز حمل نموده چنانچه حبیب که از جملہ تابعین ست همان حدیث اول به عمر بن عبد العزیز نوشته و در پایین آن این بشارت نگاشته أَرْجُو أَنْ تَكُونَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَعْدَ الْمُلْكِ الْعَاضِّ وَالْجَبْرِيَّةِ فَسُرَّ بِهِ وَأَعْجَبَهُ پس عمر بن عبد العزیز هم این بشارت را

(ترجمہ اگر نہ رہے دنیا سے مگر ایک دن البتہ لمبا کر دے اسکو اللہ تعالی یہانتک کہ اُٹھا دے میرے اہل بیت سے ایک آدمی میرے ہمنام اور اُسکے باپ کا نام بھی میرے والد کے نام پر ہوگا بھر جاوے زمین خوبی اور انصاف سے جیسے کہ بھری ہوئے ظلم اور زیادتی سے) اور یہ بھی وارد ہوا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ آوینگے ابدال شام کے اُنکے پاس اور بزرگ عراق والوں کے پس بیعت کرینگے اُن سے) اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے (ترجمہ اور عمل کرینگے لوگوں میں اُنکے پیغمبر کے طریق پر اور ڈالیگی اسلام زمین میں) اور یہ بھی اُنکی شان میں وارد ہوا ہے (ترجمہ راضی ہونگے آسمان والے اور زمین والے اُنسے آسمان بہت مینہ برساویگا اور زمین بہت ہریاول اُگا دیگی یہانتک کہ آرزو کرینگے زندہ موت کی) اور یہ بھی وارد ہوا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ مہدی علیہ السلام مشابہ ہونگے سیرت میں) اور یہ بھی گمان نہ کرنا چاہیے کہ زمانہ خلافت راشدہ یا اوائل امت یعنی زمانہ خلفاء اربعہ ہے یا اواخر اُمت یعنی زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام ہے اور درمیان ان دونو زمانوں کے جملہ زمان تعطل ہے کہ خلافت راشدہ کا اُنمیں ظہور نہیں یہ گمان اس وجہ سے درست نہیں کہ بہت سے تابعین خلافت عمر بن عبد العزیز کو بھی منجملہ خلافت راشدہ شمار کیا ہے اور جو کچھ حدیث اول میں عود خلافت راشدہ سے مذکور ہوا اُسکو ظہور خلافت عمر بن عبد العزیز پر حمل کیا ہے چنانچہ حبیب نے کہ منجملہ تابعین ہے وہی حدیث اول عمر بن عبد العزیز کو لکھی اور اُسکے تحت میں یہ بشارت تحریر فرمائی (ترجمہ امید کرتا ہوں کہ تم امیر المومنین ہو بعد بادشاہی عاض اور زیادتی کے پس خوش ہوئے اور اچھا معلوم ہوا) پس عمر بن عبد العزیز نے بھی اس بشارت کو

از اطلاق این لفظ ذوات همون بزرگان مفهوم میگردد حاشا وکلّا بلکه این لقب بمنزلهٔ ولی الله و مجتهد و عالم و عابد و زاهد و فقیه و محدّث و متکلم و حافظ و بادشاه و امیر و وزیر تصوّر باید کرد که هر یکے ازان بر صفتے خاص دلالت مینماید و هر که بآن صفت متصف باشد و بر آن منصب قائم همون ست ملقّب بآن لقب پس چنانکه گاہے گاہے موجے از دریاے رحمت سر می برآرد و امامے را از ائمهٔ هدیٰ برروے کار می آرد همچنین گاہے نعمت الله بکمال میرسد و امامے را بر تخت خلافت جلوه گر میکند پس همون امام خلیفهٔ راشد آن زمان ست و آنچه در حدیث شریف وارد شده که زمانهٔ خلافت راشده بعد وفات رسول مقبول علیه الصلوٰة والسلام بقدر سی سال ست بعد ازان زمانهٔ سلطنت پس مراد ازان این ست که خلافت راشده علی سبیل الاتصال والتواتر بقدر سی سال خواهد ماند نه آنکه تا قیام قیامت زمانهٔ خلافت همین قدر ست و بس بلکه مدلول حدیث مذکور همین ست که خلافت راشده بانقضاے سی سال منقطع خواهد گردید نه آنکه بعد انقطاع الی ابد الآباد عود نخواهد کرد بلکه حدیثے دیگر بر عود خلافت راشده بعد انقطاع ان دلالت میدارد قال النبی صلی الله علیه وسلم تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللهُ تَعَالَى ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ ونیز ظاهر ست که خلافت حضرت مهدی علیه السلام افضل انواع خلافت راشده ست یعنی خلافت منتظمه محفوظه چه در وصف ایشان وارد شده قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

اس لفظ کے بولنے سے اُنھیں کی ذوات مفہوم ہوتی ہے حاشا وکلا بلکہ اس لقب کو بمنزلہ ولی اللہ و مجتہد و عالم و عابد و زاہد و فقیہ و محدّث و متکلم و حافظ و بادشاہ و امیر و وزیر سمجھنا چاہیے کہ جو کوئی ان صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ موصوف ہو اور ان مناصب میں سے کسی منصب پر قائم ہو وہی اُسی لقب کے ساتھ ملقب ہو پس جس طور پر کہ کبھی کبھی ایک موج دریاے رحمت سے جوش میں آتی ہے اور کسی امام کو ائمہ ہدیٰ سے ظاہر لاتی ہے ایسی ہی کبھی جناب باری کی نعمت جلوہ کمال دکھاتی ہے اور ایک امام کو تخت خلافت پر بٹھاتی ہے سو وہی اُس زمانے کا خلیفہ راشد ہے اور وہ مضمون کہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ زمانۂ خلافت راشدہ رسول مقبول علیہ الصلوٰة والسلام کی وفات کے بعد بقدر تیس سال ہے اور اُسکے بعد زمانۂ سلطنت ہے سو مراد اُس سے یہ ہے کہ خلافت راشدہ علی سبیل الاتصال والتواتر بقدر تیس سال رہیگی نہ یہ کہ تا قیام قیامت زمانۂ خلافت راشدہ اسی قدر ہے اور بس بلکہ مدلول حدیث مذکور یہی ہے کہ خلافت راشدہ بانقضاے تیس سال منقطع ہوگی نہ یہ کہ بعد انقطاع الی ابد الآباد عود نہ کریگی بلکہ دوسری حدیث عود خلافت راشدہ پر بعد انقطاع دلالت کرتی ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ رہیگی نبوت تم میں جب تک چاہے اللہ تعالیٰ پھر اُٹھا لیگا اُسکو اللہ پھر ہوگی خلافت نبوت کے طریق پر جب تک چاہے اللہ تعالیٰ پھر اُٹھا لیگا اللہ تعالیٰ پھر ہوگی بادشاہی پس رہیگی جب تک چاہے اللہ تعالیٰ پھر اُٹھا لیگا اُسکو اللہ تعالیٰ پھر بادشاہی زبردستی کی ہوگی اور رہیگی جب تک چاہے اللہ تعالیٰ پھر اُٹھا لائیگا اُسکو اللہ تعالیٰ پھر ہوگی خلافت اوپر طریق نبوت کے پھر آپ چپ ہو رہے) اور ظاہر ہے کہ خلافت حضرت مہدی علیہ السلام افضل انواع خلافت راشدہ ہے یعنی خلافت منتظمہ محفوظہ کیونکہ اُنکے وصف میں وارد ہوا ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

و آن را از مجیب الدعوات طلب باید کرد و بر اجابت دعای خود چشم باید داشت و در تفحص خلیفہ راشد در ہر زمان ہمت باید گماشت کہ شاید کہ نعمت کاملہ در ہمین زمان ظہور فرماید و خلافت راشدہ در ہمین وقت بروز نماید **نکتۂ ثانی** خلیفہ راشد سایۂ رب العالمین ست و ہمسایۂ انبیاء مرسلین کہ سرمایۂ ترقی دین ست و ہمسایۂ ملائکۂ مقربین مرکز دائرۂ امکان مفخر جمیع اکوان افسر ارباب عرفان سر دفتر افراد انسان دل او عرش تجلی رحمان ست و سینۂ او دریای رحمت بیکران اقبال او پرتو جلال یزدانی ست و مقبولیت او عکس جمال ربانی قہر او تیغ قضاست و مہر او مبیع عطا و معارضۂ او معارضۂ تقدیر ست و مخالفت او مخالفت رب قدیر ہر کمالے کہ در خدمتگزاری او مصروف نگردد خیالیست پر اختلال و ہر علمے کہ در بیان اعظام و اکرام او بکار نیاید وہمے ست سراسر باطل و محال ہر صاحب کمال کہ موازنت خود با او می جوید راہ مشارکت حق می پوید علامت اہل کمال ہمین ست کہ در خدمت او مشغول باشند و در اطاعت او مبذول از ادعای مساوات او دست بردارند و او را بجای رسول بشمارند **نکتۂ ثالث** خلیفہ راشد نبی حکمی ست ہر چند فی الحقیقت بپایۂ رسالت نرسیدہ فاما منصب خلافت چندے از احکام انبیاء اللہ بروجاری گردیدہ ہر چند احکام مسطورہ در ابواب آیندہ ان شاء اللہ تعالیٰ بالاستیعاب مذکور خواہد گردید اما دو سہ احکام درین مقام بطریق نمونہ ذکر کردہ می شود از ان جملہ توقف نجات اخروی ست بر اطاعت او یعنی چنانکہ اگر کسے بہزار وجہ در معرفت الٰہیہ و تہذیب نفس جد و جہد تمام و سعی

اور اسکو حضرت مجیب الدعوات سے طلب کرنا چاہیے اور اپنی قبولیت دعا پر امیدوار رکھنا چاہیے اور خلیفہ راشد کی تلاش میں ہر وقت ہمت باندھنی چاہیے کہ شاید نعمت کاملہ ایسے وقت میں ظہور فرمائے اور خلافت راشدہ ایسے زمانہ میں جلوہ دکھائے **نکتۂ ثانی** خلیفہ راشد سایہ رب العالمین ہے اور ہمسایہ انبیاء و مرسلین سرمایہ ترقی دین ہے ہمسایہ ملائکہ مقربین ہے مرکز دائرۂ امکان ہے مفخر جمیع اکوان ہے افسر ارباب عرفان ہے سر دفتر افراد انسان ہے دل اسکا عرش تجلی رحمان ہے سینہ اسکا دریائے رحمت بیکراں ہے اسکا اقبال پرتو جلال یزدانی ہے اسکی مقبولیت عکس جمال ربانی ہے اسکا قہر تیغ قضا ہے اسکی مہر مبیع عطا ہے اسکا معارضہ معارضۂ تقدیر ہے اسکی مخالفت مخالفت رب قدیر ہے جو کمال کہ اسکی خدمتگزاری میں مصروف نہوا ایک خیال ہے پر اختلال اور جو علم کہ اسکی عظمت اور اکرام کے بیان میں کام نہ آیا ایک وہم ہے سراسر باطل و محال جو صاحب کمال کہ اپنا موازنہ اسکے ساتھ چاہتا ہے راہ مشارکت حق میں قدم بڑھاتا ہے اہل کمال کی علامت یہی ہے کہ اسکی خدمت میں مشغول رہے اسکی اطاعت میں مبذول رہے اسکی برابری کے دعوے سے ہاتھ اٹھائیں اسکو نائب رسول شمار میں لائیں **نکتۂ ثالث** خلیفہ راشد نبی حکمی ہے ہر چند فی الحقیقت پایہ رسالت کو نہیں پہنچا ہے منصب خلافت حضرات انبیاء علیہم السلام کے چند احکام کے ساتھ جناب مالک علام سے اسکو عنایت ہوا ہر چند احکام مسطورہ بالاستیعاب ابواب آئندہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوں گے لیکن دو تین احکام اس مقام میں ذکر کیے جاتے ہیں انکو سن لینا چاہیے از انجملہ یہ ہے کہ توقف نجات اخروی اسکی اطاعت پر موقوف ہے یعنی جیسے کہ کوئی ہزار وجہ سے معرفت الٰہی اور اصلاح نفس میں جد و جہد تمام اور کوشش و سعی

قبول فرمود و آن را باین وجہ رو نمودند کہ این حدیث
اشارت ست بخلافت حضرت مہدی پس ہر ابر خلافت
دیگران حمل میکنی و نیز وارد شدہ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان
فأتوها ولو حبوا علی الثلج فان فیها خلیفۃ اللہ
المہدی و نیز ظاہرست کہ این مہدی بجز آن مہدی
موعود ست کہ ظہور آن از مدینہ منورہ ست نہ از خراسان و این ہم
خلیفۃ اللہ ست کہ کافۂ انام مسلمین باعانت او مامور اند و در رفاقت
او ماجور و نیز وارد شدہ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث
حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یمکن
لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ وجب
علی کل مؤمن نصرہ و نیز ظاہرست کہ این بزرگ
از اہل بیت ست کہ حارث موید اوست غیر مہدی موعود
ست چہ مہدی موعود را اولاً باجماع لشکر عرب تائید خواہد شد
نہ باجماع لشکر ماوراء النہر پس حال خلافت راشدہ را با مملکت
ظاہرہ بحال سلطنت عادلہ یا حکومت جابرہ قیاس
باید کرد پس چنانکہ گاہے سلطنت عادلہ ظہور میکند و گاہے
حکومت جابرہ ہمچنین گاہے خلافت راشدہ جلوہ گر میگردد
و گاہے مملکت ظاہرہ تبدل قسمین خلافت را بر تبدل
لیل و نہار قیاس باید کرد کہ بعد از زمانہ لیل و نہار آشکارا
میگردد و باز در ظلمت شب روپوش می شود و بعد
ازان بانوار او جوشش می زند و در ہیچ زمانے از
ازمنہ از نزول نعمت الٰہی کہ عبارت از ظہور
خلافت راشدہ ست ہرگز مایوس نباید شد

قبول فرمایا اور اسکو اس وجہ سے رد کیا کہ یہ حدیث خلافت
حضرت مہدی کی طرف مشیر ہے پس کس واسطے دوسرون کی
خلافت پر حمل کرتا ہے تو اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ جب دیکھو تم سیاہ جھنڈے
خراسان کی طرف سے آتے اُن کے پاس آنا اُنکو چاہیے سرین
کے بل برف پر چلنا ہو کیونکہ اُن میں تو مہدی اللہ تعالیٰ کا
خلیفہ ہے) اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ مہدی اُس مہدی
موعود کا غیر ہے کہ اُسکا ظہور مدینہ منورہ سے ہے نہ خراسان
سے اور یہ بھی خلیفۃ اللہ ہے کہ جملہ اہل اسلام اُنکی اعانت
اور مدد کے واسطے مامور ہیں اور رفاقت میں اُسکے ماجور
ہیں اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
(ترجمہ نکلے ایک آدمی نہر کے اس طرف سے کہا جاویگا
اُسکو حارث حراث اُسکے آگے ایک آدمی ہوگا اُسکو منصور
کہیں گے عزت دیگا آل محمد کو جیسا کہ عزت دی قریش نے
اللہ کے رسول کو واجب ہے ہر مومن پر مدد اُنکی) اور
ظاہر ہے کہ یہ بزرگ جو اہل بیت سے ہے کہ حارث
جسکا موید ہے غیر مہدی موعود ہے اسلیے کہ مہدی
موعود کو اولاً اجماع لشکر عرب کے ساتھ تائید ہوگی نہ
اجتماع لشکر ماوراء النہر سے پس خلافت راشدہ کا حال
مملکت ظاہرہ کے ساتھ سلطنت عادلہ کے حال پر جو
حکومت جابرہ کے ساتھ ہے قیاس کرنا چاہیے پس
جس طور پر کہ کبھی سلطنت عادلہ ظہور کرتی ہے اور کبھی
خلافت راشدہ جلوہ گر ہوتی ہے اور کبھی مملکت ظاہرہ
تبدل قسمین خلافت کو تبدل لیل و نہار پر قیاس کرنا
چاہیے کہ بعد زمانہ لیل و نہار آشکارا ہوتا ہے اور پھر ظلمت
شب میں روپوش ہوتا ہے اسکے بعد پھر نور اُسکا جوش
مارتا ہے کسی زمانہ میں نزول نعمت الٰہی سے کہ عبارت
ظہور خلافت راشدہ سے ہے ہرگز مایوس نہونا چاہیے

فیما بین دو شخص حکم فرماید مثل انعقادِ نکاح یا بیع یا امثال
ذالک پس آن معاملہ بمجرد حکم خود بخود منعقد میگردد و پس باز
کسے را چون و چرا در آن نمی رسد چنانکہ حق جل و علی میفرماید
وما کان لمومن ولا مؤمنة اذا قضی الله و
رسوله امراً ان یکون لهم الخیرة من امرهم
ہمچنین عقودِ مذکورہ بحکمِ امام یا نائبِ او کہ قاضی ست
خود بخود منعقد می شود مجالِ گفتگو کسے را باقی نمی ماند چنانکہ
مسئلہ قضاء القاضی ینفذ ظاهراً و باطناً در متون و شروح
مصرح ست و از انجملہ ثبوتِ حکمِ شرعی ست بامر او یعنی چنانکہ
در فعلے از افعال و قولے از اقوال ہزار منافع و مضار مدرک
شود و بصد وجہ حسن یا قبح عقلاً درو ثابت شود اما تا وقتیکہ کتاب
منزل یا نص نبی مرسل بر لزوم یا منعِ او دلالت نداشتہ باشد
وجوب یا حرمتِ آن قول و فعل شرعاً ثابت نمی توان شد
ہمچنین اگر در فعلے یا قولے بہزار وجہ منفعت در ابواب
سیاست مفہوم گردد اما تا وقتیکہ حکم امام یا نائبِ او بآن
ملحق نگردد آن را از واجباتِ شرعیہ نتوان شمرد و ہمچنین
اگر بر صحتِ دعویٰ یا بطلانِ آن یا ثبوتِ حد و تعزیر ہزار
دلائل باشد و صد گواہان در آن گواہی دہند اما تا وقتیکہ
حکمِ امام یا نائبِ او بہ آن ملحق نگردیدہ ہرگز بہ پایۂ ثبوت نرسید
پس چنانکہ سببِ ثبوتِ احکامِ شرعیہ نص نبوی ست و
بیانِ وجوہِ حسن و قبح عقلی محض بنا بر تسلی خاطرِ مخاطبین
الزامِ مخالفین ست و پس ہمچنین سببِ ثبوتِ احکامِ عقود و
معاملات و حدود و تعزیرات حکمِ امام و نائبِ او ست و
اظہارِ شہادتِ شہود و بیانِ منافع و مضار
محض بنا بر تسلی خاطرِ حاکم ست و الزامِ کسے کہ او را

دو شخصوں کے درمیان حکم فرماوے مثل انعقادِ نکاح یا بیع یا
اسکے مثل اور معاملہ ہو بس وہ معاملہ بمجرد حکم خود بخود منعقد
ہوتا ہے پھر کسی کو اسمیں چون و چرا کی نوبت نہیں پہنچتی ہے
چنانچہ حق جل و علی فرماتا ہے (ترجمہ کسی مرد اور عورت ایمان
والے کو لائق نہیں جب اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے اور رسول کسی
امر میں پھر انکا بھی اختیار رہے) ایسے ہی عقود اور معاملات
مذکورہ بحکم امام یا نائب کہ قاضی ہے خود بخود منعقد ہوتے ہیں
کسی کو گفتگو کی مجال باقی نہیں رہتی ہے چنانچہ مسئلہ قضا یعنی
قاضی کا فیصلہ ظاہر و باطن میں جاری ہوتا ہے شروح اور
متون میں صاف صاف مرقوم ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ حکم
شرعی کا ثبوت اسکے امر سے ہوتا ہے یعنی جس طور پر کہ کسی فعل
میں افعال سے یا کسی قول میں اقوال سے ہزار منافع اور مضار
سمجھے جاویں اور سو درجے سے حسن یا قبح عقلاً اسمیں ثابت ہوے
لیکن تا وقتیکہ کتاب منزل یا نص نبی مرسل اسکے لزوم یا منع پر
دال نہوئے وجوب یا حرمت اس قول و فعل کا شرعاً ثابت
نہیں ہو سکتا ایسے ہی اگر کسی فعل یا قول میں ہزار طرح منفعت
ابواب سیاست میں معلوم ہووین لیکن تا وقتیکہ امام یا نائب کا
حکم اسکے ساتھ ملحق نہووے اسکو واجبات شرعیہ سے شمار نہیں
کر سکتے ایسے ہی اگر صحت دعوی یا بطلان یا ثبوت حد و تعزیر پر
ہزار دلائل ہووین اور سو گواہ اس بارہ میں گواہی دیویں لیکن تا وقتیکہ
امام یا اسکے نائب کا حکم اسکے ساتھ نہ ملے ہرگز وہ امر پایۂ ثبوت
کو نہ پہنچے پس جس طرح پر کہ احکام شرعیہ کے ثبوت کا سبب نص
نبوی ہے اور حسن و قبح عقلی کے وجوہ کا بیان مخاطبین کے
خاطر کی تسلی اور مخالفین کے الزام کے بنا پر ہے ایسے ہی
احکام عقود و معاملات اور حدود و تعزیرات کے ثبوت کا
باعث امام اور اسکے نائب کا حکم ہے اور اظہار شہادت
شہود اور بیان منافع و مضار محض حاکم کے خاطر کی تسلی کے
واسطے ہے اور اس شخص کے الزام کی بنا پر ہے کہ اس حاکم کو

مالاکلام بجا آورد اما وقتیکہ ایمان بالرسل ندارد ہرگز نجاتِ اُخروی بدست نخواہد آورد و خلاص از غضبِ جبّار و درکاتِ نار نخواہد یافت ہمچنین ہرچند عباداتِ شرعیہ وطاعاتِ دینیہ بجا آرد وجد وجہد تمام در امتثالِ احکامِ اسلام بر روے کار آرد اما تا وقتیکہ در اطاعتِ امامِ وقت گردن ننہد و اقرار بامامت او نکند ہرگز عبادتِ مذکورہ در آخرت کار آمدنی نیست و از دارو گیرِ ربِّ قدیر خلاص یافتنی نہ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوا شَهْرَكُمْ وَأَدُّوا زَكٰوةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيْعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً واز انجملہ توقف عباداتِ شرعیہ بر موافقتِ امرِ او یعنی چنانکہ عباداتِ دینیہ وطاعاتِ شرعیہ اگر مطابقِ سنتِ نبویہ باشد مقبول ست والا مردود چنانکہ صحتِ جمعہ واعیاد وجہاد وحدود وتعزیرات ہمہ متوقف ست بر امرِ امام۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ فَأَمَّا مَنِ ابْتَغٰى وَجْهَ اللّٰهِ وَأَطَاعَ الْإِمَامَ وَأَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَيَاسَرَ الشَّرِيْكَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَإِنَّ نَوْمَهٗ وَنَبْهَهٗ أَجْرٌ كُلُّهٗ وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهٗ لَمْ يَرْجِعْ بِالْكَفَافِ واز انجملہ نفاذِ حکمِ اوست در عقود ومعاملاتِ بنی آدم پس چنانکہ وقتیکہ نبی وقت بانعقادِ معاملت از معاملات

مالاکلام بجالائے لیکن تاوقتیکہ رسولوں پر اُسکو ایمان نہو نجات اُخروی اُسکے ہاتھ نہ آوے اور خلاصی غضب جبّار اور درکات نار سے نہ پاوے ایسے ہی ہرچند عباداتِ شرعیہ اور طاعاتِ دینیہ بجالائے اور جدوجہد بجا آوری احکام اسلام میں درجۂ اتمام کو پہنچاوے لیکن تاوقتیکہ امامِ وقت کی طاعت میں گردن نہ رکھے اور اسکی امامت کا اقرار نہ کرے ہرگز عبادتِ مذکورہ سے آخرت میں فائدہ نہ اُٹھائیگا اور دارو گیر ربِ قدیر سے خلاصی نہ پائیگا (ترجمہ جسنے اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانا پس مرا وہ موت جہالت کی) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ پنج وقتی نماز پڑھو اور ایک ماہ کے روزے رکھو اور اپنے مال کی زکوٰۃ دو اور اطاعت کرو اپنے صاحبِ حکم کی داخل ہو اپنے رب کی جنت میں) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ جو مرا اور اُسکی گردن میں بیعت نہیں مرا موت جاہلیت کی) اور از انجملہ یہ ہے کہ عباداتِ شرعیہ اُسکے امر کی موافقت پر موقوف ہیں یعنی اگر عباداتِ دینیہ اور طاعاتِ شرعیہ اگر سنّتِ نبویہ کے مطابق ہوں مقبول ہیں ورنہ مردود چنانچہ صحتِ جمعہ اور عیدین اور جہاد اور حدود اور تعزیرات سب کے سب امرِ امام پر موقوف ہیں۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ سوا اسکے نہیں کہ امام ڈھال ہے لڑو اسکے پیچھے اور بچو ساتھ اُسکے) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ لڑائی دو قسم کی ہیں جسنے تلاش کی خوشنودی اللہ کی اور اطاعت کی امام کی اور اچھا مال خرچ کیا اور آسانی دی شریک کو اور جھگڑا نہ کیا پس اُسکا سونا اور جاگنا سب موجب اجر ہے اور لیکن جو کوئی لڑا فخر اور دکھاوے اور نام کو اور خلاف کرتا رہا امام کے اور فساد کیا تحقیق وہ اجر لیکر نہیں آتا) اور از انجملہ عقود اور معاملات بنی آدم ہیں اُسکے حکم کا نفاذ[5] ہے پس جس طور پر کہ کسی وقت میں اپنے وقت کا نبی کسی معاملہ کے نفاذ میں

[5] جاری ہونا ۱۲

سنت است تفصیلش آنکہ چنانکہ حکیم علی الاطلاق اصول احکام شرعیہ را در کتاب منزل خود مبین فرمودہ و بیان فروع و شروط آن را بزبان نبی مرسل مفوض نمودہ مثلاً بندگان خود را در کتاب خود باصل صلوٰۃ و زکوٰۃ مامور کردہ و تعین اوقات و عدد رکعات و سائر ارکان و شروط را در باب صلوٰۃ و ہمچنین تعین اموال زکوٰۃ و نصاب او و مقدار او و امثال آن بر رسول مقبول خود حوالہ کردہ پس دین عبارت ست از مجموع اصول احکام کہ مدلول کتاب منزل است و فروع آن کہ مفہوم حدیث مسلسل ست پس مجموع کتاب و سنت مبین احکام دین و شریعت باشد ہمچنین بسیارے از احکام ست کہ مختلف میشوند باختلاف زمان مثلاً لشکرکشی در بعضے اوقات مرضی الٰہی ست و در بعضے اوقات غیر مرضی و مقام کردن لشکر و قطعے از قطعات و مصرے از امصار و بعضے اوقات نافع در دین ست و در بعضے مضر آن پس در امثال این احکام حکمی خاص مطلقاً تعین نتوان کرد مثلاً نتوان گفت کہ مطلق لشکرکشی واجب ست یا ممنوع و مطلق کوچ و مقام حلال ست یا حرام بناءً علیہ تعین این احکام مفوض ست بر رائے امام پس این احکام را ہم از احکام شرعی باید شمرد نہ از رسوم عرفی پس شرع عبارت ست از مجموع انچہ از کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و احکام خلیفۃ اللہ مستفاد میشود پس چنانکہ کتاب و سنت از اصول دین مبین ست ہمچنین حکم امام ہم از ادلۂ شرع مبین پس چنانکہ سنت را در مرتبۂ ثانیہ از کتاب باید شمرد ہمچنین حکم امام را در پایۂ فروتر از سنت باید نہاد پس اصل کتاب اللہ ست و متمم آن سنت نبوی و مبین آن حکم امام پس ایمان بہ کتاب اللہ اول ست و ایمان بہ رسول اللہ ثانی و اذعان بخلیفۃ اللہ ثالث۔ قال اللہ تعالےٰ

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

سنت ہیں اسکی تفصیل یہ ہے کہ جس طور پر حکیم علی الاطلاق نے اصول احکام شرعیہ کو اپنی کتاب منزل میں مبین فرمایا اور بیان فروع اور اُسکے شروط کو زبان نبی مرسل پر سونپا مثلاً اپنے بندوں کو اپنی کتاب میں اصل صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے ساتھ مامور کیا اور تعین اوقات اور عدد رکعات اور تمام ارکان او شروط کو در باب صلوٰۃ اور تعین اموال زکوٰۃ اور اُسکے نصاب و مقدار وغیرہ کو اپنے رسول مقبول کے حوالے کیا فلہٰذا دین مجموعہ اصول احکام کا نام ہے کہ مدلول کتاب منزل ہے اور فروع اُسکے مفہوم حدیث مسلسل ہے پس مجموع کتاب و سنت مبین احکام دین و شرع ہے اسی طور پر بہت احکام ہیں کہ اختلاف زمانے کے باعث مختلف ہوتے ہیں مثلاً لشکرکشی بعض اوقات میں مرضی الٰہی کے ساتھ ہے اور بعض اوقات میں غیر مرضی الٰہی ہے اور لشکر کا مقام کرنا کسی شہر وغیرہ میں بعض اوقات میں نافع دین ہے اور بعض میں مُضر سو ان جیسے احکام میں کوئی حکم خاص مطلقاً تعین نہیں کرسکتے مثلاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ مطلق لشکرکشی واجب ہے یا ممنوع اور مطلق کوچ و مقام حلال ہے یا حرام بناءً علیہ ان احکام کا تعین رائے امام پر مفوض ہے پس ان احکام کو بھی احکام شرعی سے شمار کرنا چاہیے نہ رسوم عرفی سے پس شرع عبارت ہے اُس مجموعہ سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور احکام خلیفۃ اللہ سے مستفاد ہوتا ہے سو جس طور پر کہ کتاب و سنت اصول دین متین سے ہے ایسے ہی حکم امام بھی ادلۂ شرع مبین سے ہے سو جس طور پر کتاب اور سنت کو مرتبۂ ثانیہ میں کتاب کی شمار کرنا چاہیے ایسے ہی حکم امام کو مرتبہ میں سنت کے ماتحت رکھنا چاہیے پس اصل کتاب اللہ ہے اور سنت نبویہ اُسکا متمم ہے اور حکم امام اُسکا مبین ہے پس ایمان کتاب اللہ پر لانا مرتبہ اولیہ ایمان ہے اور ایمان رسول پر لانا مرتبۂ ثانیہ ایمان ہے اور اذعان بخلیفۃ اللہ مرتبۂ ثالثہ ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) اے ایمان والو کہا مانو اللہ تعالیٰ کا

بجور و ظلم نسبت کند و از انجملہ آنکہ حکم او نص حکمی ست یعنی چنانکہ
اجتہادِ مجتہدین و قیاسات قائسین وقتیکہ مقابل نص قطعی می شود
بلاریب از پایۂ اعتبار ساقط میگردد ہرگز عمل بر امور مذکورہ بر تقدیر
مخالفت نص جائز نیست ہمچنین وقتیکہ امور مذکورہ معارض
حکم امام یا نائب امام می شود بلاریب از پایۂ اعتبار ساقط میگردد
و وقتیکہ در مواضع اختلاف و مسائل اجتہاد حکم امام احد الجانبین
ملحق گردید بر ہر مجتہد و مقلد و عالم و عامی و عارف و غیر عارف
واجب الاذعان شد ہرگز کسے را معارضۂ آن باجتہاد خود
یا باجتہاد مجتہدین سابقین یا بالہام خود یا بالہام شیوخ متقدمین
ہیچ گونہ نمی رسد ہر کہ مخالفت امر امام نماید و در جانب خلاف امور
مذکورۃ الصدر تمسک کند بیشک عند اللہ عاصی ست و
عذر او بحضور رب العالمین و انبیاء مرسلین و علماء مجتہدین
نامسموع و این مسئلہ اجماعیہ ست کہ ہیچکس را از اہل اسلام در ان
اختلافی نیست و از ان جملہ آنکہ قوانین ریاست و آئین
سیاست کہ از خلیفۂ راشد ظاہر میگردد حکم سنت
نبویہ میدارد پس آئین خلفائے عظام بمنزلۂ سنن
انبیاء کرام ست کہ استدلال بآن در مناظرات
و تمسک بآن در معاملات و عبادات کافی و شافی
است پس آئین مستنبط و از قبیل سنت ست
نہ از جنس بدعت - قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا
كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ
الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ
وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ
كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ و ازانجملہ آنکہ احکام امام مہتمم

جور و ستم کی طرف منسوب کرے - اور از اں جملہ یہ ہے کہ اُسکا
حکم نص حکمی ہے یعنی جس طور پر کہ مجتہدین کا اجتہاد اور قائسین
کا قیاس اُس وقت کہ نص قطعی کے مقابل ہوتا ہے بلاریب
پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے یعنی ہرگز عمل امور مذکورہ پر
درصورت مخالفت نص جائز نہیں ایسے ہی اس وقت کہ امور
مذکورہ امام یا اُسکے نائب کے حکم کی مخالف ہو وہیں پایۂ اعتبار کو
نہیں پہنچتی - اور جس وقت کہ مواضع اختلاف اور مسائل اجتہاد میں
حکم امام دو جانب میں سے ایک جانب کی طرف متوجہ ہوا ہر
مجتہد اور مقلد اور عالم اور عامی اور عارف اور غیر عارف پر
واجب الاذعان ہوا ہرگز کسی کو اُسکے ساتھ معارضہ باجتہاد
خود یا باجتہاد مجتہدین سابقین یا بالہام خود یا بالہام شیوخ
متقدمین کسی طرح پر نہیں پہنچتا ہے جو کوئی امام کے امر کی
مخالفت کرے اور جانب اختلاف میں امور مذکورۃ الصدر کے
ساتھ تمسک کرے بیشک عند اللہ عاصی اور گنہگار ہے
اور عذر اُسکا حضور رب العالمین اور انبیاء مرسلین اور علماء مجتہدین
میں نامسموع ہے اور یہ مسئلہ اجماعیہ اور اتفاقیہ ہے کسی کو
اہل اسلام سے اسمیں اختلاف نہیں - اور از اں جملہ یہ ہے کہ
قوانین ریاست اور آئین سیاست کہ خلیفۂ راشد سے ظاہر
ہوتے ہیں سنت نبویہ کا حکم رکھتے ہیں پس آئین خلفائے عظام
بمنزلہ سنن انبیاء کرام ہے کہ مناظرات و معاملات اور عبادات
عبادات میں اُسکے ساتھ تمسک و استدلال کافی و شافی ہے
پس اُسکے آئین مستنبط قبیل سنت سے ہیں نہ جنس بدعت سے
چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بارے میں ارشاد
فرماتے ہیں (ترجمہ جو تم میں سے میرے بعد جیئے گا پس بہت
اختلاف دیکھے گا پس لازم کر لینا اپنے پر میرا طریقہ اور خلفاء
راشدین مہدیین کا مضبوط پکڑنا اسکو اور دانتوں سے پکڑنا
اور نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نئی بات بدعت ہے
اور ہر بدعت گمراہی ہے) از اں جملہ یہ ہے کہ احکام امام مہتمم

بلکہ باید کہ خود در آن مقدمہ سکوت نمایند و آن را بحضور
پیغمبر خود رسانند و منتظر باشند کہ او درین مقدمہ چہ حکم
میفرماید و کدام طریق مبین مینماید بالجملہ فرمانروائی منصب
اوست و فرمانبرداری مرتبہ امت۔ قال اللہ تبارک و تعالے
یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝
ہمچنین لازم ست کہ اجراے احکام و سرانجام مہام بسوے
امام حوالہ نمایند و با او راہ قیل و قال و بحث و جدال نہ پیمایند و
خود بخود در مہمے از مہمات اقدام نکنند و زبان را بحضور او
لگام دہند و راے خود را در سرانجام مقدمات دخل ندہند و
دم استقلال بوجہ من الوجوہ با او نزنند۔ قال اللہ تبارک و
تعالیٰ وَاِذَا جَآءَہُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ
اَذَاعُوْا بِہٖ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْہُمْ
لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ
عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝
بالجملہ کار و بار خلافت را بر سیاست سلاطین قیاس باید کرد
نہ بر ریاست دہاقین نکتہ رابعہ خلیفہ راشد بمنزلہ فرزند
ولیعہد رسول ست و دیگر ائمہ دین بمنزلہ فرزندان دیگر
پس چنانکہ مقتضاے سعادتمندی سائر فرزندان ہمین
ست کہ آنچہ مراتب پاسداری و خدمتگزاری کہ بنسبت والد
کردنی ست اینہمہ بنسبت برادر جانشین پدر بجا آرند و او را
بجاے والد خود شمارند و با او دم مشارکت نزنند بلکہ بر منصب
وزارت مصالحت کنند ہمچنین مقتضاے امامت ائمہ
ہدے ہمین ست کہ آنچہ از مراتب اطاعت و اعانت
بنسبت پیغمبری آوردنی ست بہمون طریق

بلکہ چاہیے کہ آپ اُس مقدمہ میں سکوت کریں اور اُسکو اپنے
پیغمبر کے حضور میں پہنچاویں اور منتظر رہیں اور اس مقدمہ میں
کیا حکم فرماتا ہے اور کونسا طریق ظاہر کرتا ہے بالجملہ فرمانروائی
منصب اہل رسالت ہے اور فرمانبرداری مرتبہ اُمت فرمایا
اللہ تبارک و تعالیٰ نے (ترجمہ اے ایمان والو نہ آگے بڑھو
اللہ تعالیٰ کے نہ اُسکے رسول کے اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیشک
اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے) اسی طرح پر لازم ہے کہ
اجراے احکام اور سرانجام مہام امام کی طرف حوالہ کریں اور
اُسکے ساتھ قیل و قال اور بحث و جدال سے نہ پیش آئیں
اور خود بخود کسی مہم میں منجملہ مہمات پیش قدمی نہ فرمائیں اور زبان کو
اُسکے حضور میں کلام سے دور رکھیں اور اپنی راے کو سرانجام
مقدمات میں دخل نہ دیں اور کسی وجہ سے استقلال کا دم اُسکے
سامنے نہ ماریں۔ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے (ترجمہ اور جب
اُنکے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی ظاہر کر دیتے ہیں
اُسکو اور کاش پھیر دیتے اسکو طرف رسول اللہ کے اور طرف
اختیار والوں کے البتہ جان لیتے وہ لوگ سمجھتے نہیں اسکو اُن میں سے
اور نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور رحمت اُسکی بیشک پیچھے لگتے تم
شیطان کے مگر تھوڑے) بالجملہ کار و بار خلافت کو سیاست
سلاطین پر قیاس کرنا چاہیے نہ ریاست دہاقین پر نکتہ رابعہ
خلیفۂ راشد بمنزلہ فرزند و ولی عہد رسول ہے اور دوسرے
ائمہ دین بمنزلہ فرزندان دیگر ہیں پس جیسا کہ تمام فرزندوں کی
سعادتمندی کا مقتضا یہی ہے کہ جو کچھ پاسداری اور
خدمتگزاری کے مراتب نسبت والد بزرگوار کرنے چاہییں ایسے
ہی بہ نسبت برادر جانشین پدر بجا لائیں اور اسکو بجاے والد
جانیں اور اُسکے ساتھ مشارکت اور مقابلہ کا دم نہ ماریں بلکہ
منصب وزارت پر مصالحت کریں علیٰ ہذا مقتضاے
امامت یہی ہے کہ جو کچھ اطاعت اور اعانت کے لوازم اور
مراتب کسی پیغمبر کی نسبت ادا کرنی چاہییں اُسی طرح پر

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ بناءً علیہ علماء امت اطاعت امام در مواضع غیر منصوصہ بر صحت قیاس موقوف نداشتہ اند بلکہ اطاعت او را باوجودیکہ قیاس او ضعیف باشد واجب انگاشتہ و مخالفت او را اگرچہ بملاحظہ قیاسی باشد کہ اقوی و اظہر ست از قیاس او جائز نپنداشتہ و سرش ہمین ست کہ حکمش بذاتہ اصلی ست از اصول دین و دلیلے ست از ادلۂ شرع متین کہ اقوی ست از قیاس صحیح اگرچہ فی الحقیقت بقیاسے از قیاسات مستند باشد فاما آن قیاس اگرچہ صحیح باشد ظنی ست و این حکم اگرچہ بنفس الامر مستند بقیاس ست اما قطعی ست مثالش آنکہ اجماع حجت قطعیہ ست و بسا ست کہ مستند اجماع در نفس الامر قیاسی می باشد یا خبر غیر مشہور و آن ہم ظنی ست از انجملہ آنکہ حکم امام ہم نص حکمی ست کہ در مرتبۂ ثانیہ ست از نص حقیقی و اقوی ست از سائر ادلۂ شرعی چنانکہ بسیار چیز ست کہ در کتاب اللہ مسکوت عنہ ست و سنت نبویہ آن را واجب یا حرام میگرداند ہمچنین بسا ست کہ چیزے بملاحظۂ دلائل کتاب و سنت مباح و متساوی الطرفین بنظر می آید حکم امام او را واجب و حرام میگرداند و از آن جملہ آنکہ تفویض تعیین احکام مر ذمۂ امام یعنی چنانکہ وقتیکہ مقدمہ از مقدمات دیانت یا سیاست پیش آید و وقتے از مہمات دین رو نماید پس اگر پیغمبر در میان امت موجود باشد پس ایشان را نمی رسد کہ بران امر مسابقت نمایند و قیل و قال را در میان خود ہا اندازند و باہم مشاورت کردہ چیزے مقرر و معین سازند و عقل و تدبیر و راے و قیاس خود را ان بتازند

اور رسول کا اور اپنے میں سے اختیار والوں کا) فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ لازم پکڑو میرا طریقہ اور میرے خلیفوں راشدین ہدایت پائے ہوؤں کا) بناءً علیہ علماء امت نے اطاعت امام کو مواضع غیر منصوصہ میں صحت قیاس پر موقوف نہ رکھا ہے بلکہ اسکی اطاعت کو باوجودیکہ قیاس اسکا ضعیف ہو واجب جانا ہے اور اسکے مخالف کو اگرچہ بملاحظہ اس قیاس کے کہ وہ اسکے قیاس سے اظہر اور اقوی ہے جائز نہ رکھا اور بھید اسمیں یہ ہے کہ اسکا حکم بذاتہ ایک اصل ہے اصول دین سے اور ایک دلیل ہے ادلۂ شرعیہ متین سے کہ قیاس صحیح سے اقوی ہے اگرچہ فی الحقیقت منجملہ قیاسات کسی قیاس کے ساتھ مستند ہووے لیکن وہ قیاس اگرچہ صحیح ہو ظنی ہے اور یہ حکم اگرچہ نفس الامر میں مستند بقیاس ہے لیکن قطعی ہے مثال اسکی یہ ہے کہ اجماع حجت قطعیہ ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مستند اجماع نفس الامر میں ایک قیاس ہوتا ہے یا خبر غیر مشہور اور وہ بھی ظنی ہے از انجملہ یہ ہے کہ حکم امام بھی نص حکمی ہے کہ نص حقیقی سے مرتبہ ثانیہ میں ہے اور تمام ادلہ شرعیہ سے اقوی ہے چنانچہ بہت سی چیزیں ہیں کہ کتاب اللہ میں مسکوت عنہ ہیں اور سنت نبویہ اسکو واجب یا حرام کرتی ہے اور ایسا بھی بہت دیکھا گیا ہے کہ ایک چیز بملاحظہ کتاب و سنت مباح اور متساوی الطرفین معلوم ہوتی ہے اور حکم امام اسکو واجب اور حرام کرتا ہے۔ اور از انجملہ یہ ہے کہ تفویض تعیین احکام بذمہ امام ہے یعنی جس طرح پر کہ ایک وقت کوئی مقدمہ مقدمات دیانت یا سیاست سے پیش آئے اور کوئی مہم مہمات دین سے جلوہ ظہور دکھائے پس اگر پیغمبر امت میں موجود ہووے تو انکو نہیں لائق ہے کہ اس امر پر مسابقت کریں اور قیل و قال درمیان لائیں اور باہم مشاورت کرکے کوئی چیز معین اور مقرر فرمائیں اور اپنی عقل و تدبیر اور رائے و قیاس پر ناز کریں

وعلاماتِ امامت درین صورت موجود است وحقیقتِ آن مفقود و ہر چند انچہ از اقسامِ امامتِ حقیقیہ در قسمِ اول مذکور گردیدہ محاذی ہمہ آن اقسامِ امامتِ حکمیہ است پس چنانکہ اقسامِ امامتِ حقیقیہ بیشمار است ہمچنین اقسامِ امامتِ حکمیہ بیحد وحصار اما تفصیلِ آن ہمہ اقسام مقصود درین مقام نیست بلکہ مقصود درین مقام بیانِ امامتِ حکمیہ باب سیاست است پس میگویم کہ فقدانِ امامتِ حقیقیہ در باب سیاست وحدوث امامتِ حکمیہ در آن بسبب امتزاجِ سیاستِ سلطانی با سیاستِ ایمانی است پس قدریکہ سیاستِ سلطانی در سیاستِ ایمانی راہ خواہد یافت ہمون قدر امامتِ حقیقیہ مغلوب خواہد گردید و امامتِ حکمیہ غالب خلافتِ راشدہ روپوش خواہد شد و سلطنتِ ظاہرہ در خروش پس سیاستِ ایمانی و سیاستِ سلطانی را بمنزلۂ آبِ شیرین و آبِ شور تصور توان کرد پس ہر قدر کہ آبِ شور را با آبِ شیرین آمیختہ کنند ہمان قدر لذتِ آبِ شیرین پنہان خواہد گردید وحدتِ آبِ شور نمایان پس چنانکہ مراتبِ اختلاطِ آبِ شور با آبِ شیرین متفاوت کہ تفاوت در تغیرِ ذائقۂ آبِ شیرین بر طبقِ آن ہویدا خواہد گردید ہمچنین مراتبِ اختلاطِ سیاستِ سلطانی با سیاستِ ایمانی متفاوتست کہ تفاوتِ مراتبِ تغیرِ خلافتِ راشدہ بحسبِ آن پیدا خواہد شد تفصیلش اینکہ اختلاطِ آبِ شور با آبِ شیرین بر چہار مرتبہ متصور می شود اول آنکہ قدرے قلیل از آبِ شور بقدرے کثیر از آبِ شیرین وصاف و سرد بوجہے مختلط شود کہ ہیچ تلخی و تیزی در ذائقۂ آبِ شیرین ظاہر نگردد فاما لطافت و نفاستِ او معدوم شود و پس لطیف طبعانِ نازک مزاج البتہ آبِ مذکور را پسند نخواہند کرد و ہمچنین کسے کہ بخوردن آبِ شیرین خالص معتاد است آبِ متغیرِ مذکور بر طبیعتِ او ناگوار خواہد گردید فاما تشنہ را

علامات امامت اس صورت میں موجود ہیں اور حقیقت اُسکی مفقود ہے امامتِ حقیقیہ کے اقسام قسمِ اول میں مذکور ہوئے یہاں اقسام امامتِ حکمیہ کا ذکر کیا جاتا ہے پس جس طور پر کہ امامتِ حقیقیہ کے اقسام بیشمار ہیں ایسے ہی امامتِ حکمیہ کے اقسام بیحد و حصار ہیں اُن جملہ اقسام کی تفصیل اس مقام میں مقصود نہیں بلکہ مقصود اس مقام میں بیان امامتِ حکمیہ در بابِ سیاست ہے اور پس میں یہ کہتا ہوں کہ امامتِ حقیقیہ کا فقدان بابِ سیاست میں اور امامتِ حکمیہ کا حدوث اُس میں سیاستِ سلطانی کے امتزاج کے باعث ہے سیاستِ ایمانی کی جسقدر کہ سیاستِ سلطانی سیاستِ ایمانی میں راہ پائیگی اُسی قدر امامتِ حقیقیہ مغلوب ہوجائیگی اور امامتِ حکمیہ غالب اور خلافتِ راشدہ روپوش ہوگی اور سلطنتِ ظاہرہ در خروش پس سیاستِ ایمانی اور سیاستِ سلطانی کو بمنزلہ آبِ شیریں اور آبِ شور خیال کرنا چاہیے یعنی جس قدر کہ آبِ شور کو آبِ شیریں کے ساتھ ملائیں اُسی قدر آبِ شیریں کی لذت پنہاں ہوئے اور آبِ شور کی حدت نمایاں پس جس طور پر کہ آبِ شور کی آبِ شیریں کے ملنے کے ساتھ میں تفاوت مراتب ہے ایسے ہی مراتب اختلاطِ سیاستِ سلطانی با سیاستِ ایمانی میں تفاوت ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آبِ شور کی آبِ شیریں کے ساتھ ملنا چار مرتبہ پر متصور ہوتا ہے اول یہ ہے کہ تھوڑا سا آبِ شور بہت سے آبِ شیریں اور صاف اور سرد میں اس طور پر مختلط ہو کہ کسی قدر بھی تلخی اور تیزی ذائقہ آبِ شیریں میں ظاہر نہ ہووے لیکن لطافت اور نفاست اُسکی معدوم ہووے پس لطیف طبیعت نازک مزاج البتہ آبِ مذکور کو پسند نکرینگے اور ایسے ہی جو شخص کہ آبِ شیریں خالص کے کھانے کا عادی ہو آبِ متغیر مذکور اُسکی طبیعت پر ناگوار گزریگا لیکن تشنہ کو

زمام اختیار خود بدست خلیفۂ راشد بدہند و در انقیاد او ہر وجہ گردن نہند ہر چند ہر کس از ایشان در منازل وجاہت علم ہست و در مقامات ولایت راسخ القدم و در نزول کلام و الہام با او مشابہت میدارد و در توجہ خطاب با او مشارکت بمنصب بعثت و ارسال مباہات میدارد و در فتح ابواب ہدایت با او مساوات لکن صاحب سیاست کبریٰ و خلافت عظمیٰ ہمون خلیفۂ راشد کہ تمثال انبیا و اولوالعزم ست و ارباب مناصب ہدایت سائر ائمہ دین کہ ظلال انبیا و مرسلین اند از مقامے کہ منصب امامت بایشان عطا گردیدہ از ہمان مقام حکم اطاعت و اعانت او بایشان رسیدہ پس چنانکہ ہر کسے از انبیا و مرسلین با اولوالعزم در منصب امامت مشارکت می دارد و در نزول وحی مشابہت فاما چنانکہ از بارگاہ کریم مطلق مبعوث اند از ہمان بارگاہ باتباع انبیا اولوالعزم مامور ہمچنین تمام ائمہ ہدیٰ ہر چند از بارگاہ ملک علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق بمنصب امامت رسیدہ اما از ہمان بارگاہ باعانت خلیفۂ راشد مامور گردیدہ بالجملہ معاملات ائمہ ہدیٰ را با خلیفۂ راشد از معاملہ جناب فاروق اعظم با صدیق اکبر و جناب مرتضیٰ با فاروق اعظم و جناب حسن مجتبیٰ با حضرت مرتضیٰ توان دریافت کہ با وجود اتصاف کمالات روحانی و فضائل نفسانی زمام اختیار بدست خلیفۂ راشد دادند و سر اطاعت او گردن نہادند رضی اللہ عنہم اجمعین **قسم ثانی**

در ذکر اقسام امامت حکمیہ۔ باید دانست کہ امامت حکمیہ در ہر کمال از کمالات مذکورہ عبارت ست از نقصان حصول معنی مشابہت با نبیاء اللہ در ان کمال با وجود تحقق علامات و آثار آن بس آثار

اپنے اختیار کی باگ خلیفۂ راشد کے ہاتھ میں دیں اور اُسکی تابعداری میں ہر وجہ سے گردن رکھیں ہر چند ہر کوئی اُن میں سے منازل وجاہت میں علم ہے اور مقامات ولایت میں راسخ القدم اور نزول کلام اور الہام میں اُسکے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور توجہ خطاب میں مشارکت منصب بعثت اور رسالت میں مباہات رکھتا ہے اور فتح ابواب ہدایت میں مساوات ساتھ اُسکے رکھتے لیکن صاحب سیاست کبریٰ اور خلافت عظمیٰ وہی خلیفۂ راشد ہے کہ تمثال انبیاء اولوالعزم ہے اور ارباب مناصب ہدایت جملہ ائمہ دین ہیں کہ سایۂ انبیاء مرسلین ہیں جس مقام سے کہ منصب امامت اُنکو عطا ہوا اُسی مقام سے حکم اطاعت اور اعانت اُنکو پہنچا پس جس طور پر کہ ہر کوئی انبیاء مرسلین میں سے اولوالعزم کے ساتھ منصب امامت میں مشارکت رکھتا ہے اور نزول وحی میں مشابہت اور جس طور پر کہ بارگاہ کریم مطلق سے مبعوث ہے اُسی بارگاہ سے باتباع انبیاء اولوالعزم مامور اسی طور پر تمام ائمہ ہدیٰ ہر چند بارگاہ ملک علی الاطلاق اور مالک بالاستحقاق سے منصب امامت کو پہنچے لیکن اُسی بارگاہ سے خلیفۂ راشد کی اعانت کے واسطے مامور ہوے۔ الحاصل معاملات ائمہ ہدیٰ کو ساتھ خلیفۂ راشد کے منجملہ معاملہ جناب فاروق اعظمؓ با صدیق اکبرؓ و جناب مرتضیٰؓ با فاروق اعظمؓ و جناب حسن مجتبیٰؓ با حضرت مرتضیٰ معلوم کرنا چاہیے کہ با وجود اتصاف کمالات روحانی و فضائل نفسانی اپنے اختیار کی باگ خلیفۂ راشد کے ہاتھ میں دی اور اُسکی اطاعت کے واسطے گردن جھکائی رضی اللہ عنہم اجمعین **قسم ثانی میں**

اقسام امامت حکمیہ کا ذکر ہے معلوم کرنا چاہیے کہ امامت حکمیہ ہر کمال میں منجملہ کمالات مذکورہ عبارت ہے نقصان حصول معنی مشابہت با نبیاء اللہ سے اُس کمال میں با وجود تحقق علامات اور آثار اُسکی کے پس آثار اور

آب بآن درخت مذکور از اصل سوزد و اگر طعامے باو پخته کنند طعام مذکور محض خام ماند و اگر طعام مذکور بخورد هر آئینه مضرتها باو رساند پس درین صورت از جنس آب شیرین بالکل خارج شد جائیکه مثل این آب موجود ست طالبین آب را توان گفت که آب اینجا مفقود ست اگر مسافرے مثل این آب با خود خواهد داشت بلا ریب در میدان بے آب از شدت تشنگی جان خواهد باخت چون این تمثیل واضح گردید پس بر اصل کلام بیائیم و در تفصیل مراتب امامت حکمیه زبان بکشائیم پس میگوئیم اصل این آزار و تخم این خار نقصان ست در مقام عبودیت چنانکه در ذات بابرکات امام حقیقی صفت نبوت تامه می باشد که محض رضاے ربانی را قبله همت خود ساخته و هواے نفسانی بالکل پس پشت انداخته از استیفاے لذائذ خود محض پاک ست و در طلب رضاے مولاے خود بغایت چست و چالاک از مقتضیات نفس بالکل دست بردار است و از اتباع هوا و هوس محض بیزار از درون و برون بسنگ استقامت رنگین ست و بوزن مناسب سنگین از هر جانب چشم خود بسته و از هر سو پاے خود شکسته رو بروے مولاے خود نشسته ست و علائق ماسوے الله را گسسته و از محبت غیر وارسته که مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ بیان شان اوست و من کان الله و رسوله احب الیه مما سواهما تفصیل حال او بنا بر علیه وقتیکه بمنصب خلافت میرسد در ابواب سیاست محض بنابر اصلاح حال عباد الله و اداے حقوق نیابت رسول الله مشغول می شود نه آرزوے حصول منفعتے بنسبت ذات خود در دل او میگذرد

پانی پہنچاے درخت مذکور اصل سے جل جاے اور اگر کوئی کھانا اُس سے پکائے محض خام رہجاے اور اگر طعام مذکور کو نوش فرمائے کچھ نفع نہ اُٹھاے بلکہ مضرت پہنچائے پس اس صورت میں یہ پانی جنس آب شیریں سے بالکل خارج ہوا جس جگہ کہ ایسا پانی موجود ہے طالبین آب سے کہنا چاہیے کہ آب یہاں مفقود ہے۔ اگر کوئی مسافر ایسا پانی اپنے ہمراہ رکھے گا بلاریب میدان بے آب میں شدت تشنگی سے ذائقۂ موت چکھے گا جب کہ یہ تمثیل واضح ہوئی تو اصل کلام کیطرف آتے ہیں ہم اور تفصیل مراتب امامت حکمیہ میں زبان کو چاشنی پہنچاتے ہیں ہم اور سناتے ہیں ہم کہ اس آزار کی اصل اور اس خار کا تخم مقام عبودیت میں نقصان ہے چنانچہ ذات بابرکات امام حقیقی میں نبوت تامہ کی صفت رکھی ہے کہ محض رضائے ربانی کو اپنی ہمت کا قبلہ بنا کر اور ہوائے نفسانی کو بالکل پس پشت ڈال کر استیفاے لذائذ سے سراپا پاک ہے اور طلب رضاے مولیٰ میں بغایت چست و چالاک ہے خواہش نفسانی سے بالکل دستبردار ہے اور اتباع ہوا وہوس سے محض بیزار ظاہراً و باطناً برنگ استقامت رنگین ہے اور بوزن مناسب سنگین ہر طرف سے چشم بستہ ہے اور ہر جانب سے پاے شکستہ ہر وقت دیدار یار سے دل شاد ہے اور علائق ماسوا اور محبت غیر سے متنفر اور آزاد ہے (ترجمہ جسنے دوستی کی اللہ کے واسطے اور دشمنی کی اللہ کے لیے اور دیا اور نہ دیا اللہ کے واسطے بیشک اُسنے ایمان پورا کیا) اُسکی شان کا بیان ہے (ترجمہ اور جو کوئی کہ ہووے اللہ اور رسول محبوب تر اسکو سواے ان دونو کے) اُسکے حال کی تفصیل ہے بنا بر علیہ جس وقت کہ منصب خلافت پر پہنچتا ہے ابواب سیاست محض میں بندگان الٰہی کی اصلاح اور اداے حقوق نیابت میں مشغول ہوتا ہے حصول منفعت کی آرزو اُسکی ذات کی نسبت اُسکے دل میں کبھی آتی نہیں

سیراب خواہد کرد و نباتات را شاداب و جمیع اصناف طعام
ازو پختہ خواہد گردید و جمیع اصناف پارچہ ازو شستہ پس
این آب مذکور اگرچہ فی الحقیقت از جنس آب خالص نیست
اما در آثار ہمرنگ اوست و در منافع ہمسنگ دوم آنکہ بجدے
مخلوط شود کہ تلخی و تیزی در ذائقہ او بوجہے نمایان گردد کہ
خوردن آن بر طبیعت ہر کس و ناکس ناگوار شود و کراہت ذائقہ
او آشکار فاما التہاب سوزش تشنگی ازو زائل ہمی تواند شد
و تسکین سوزش تفتگی ازو حاصل و در دیگر منافع ہم یک گونہ
تغیرے راہ خواہد یافت و تلخی او در اطعمہ ہم یک گونہ خواہد
شتافت و جامہ ہم از کدورت چرک بالکل پاک نخواہد گردید
و سرسبزی نباتات ہم بکمال رونق نخواہد رسید مرتبہ ثالث
آنکہ آب شور با آب شیرین بحدے مختلط شود کہ تلخی و حدت
بوجہے ظاہر و باہر گردد و حلاوت و لذت بوجہے مختلف
شود کہ اہل عرف آب شور دانند گو کہ ہرچند عند الضرورت
در حوائج خود استعمال نمایند و مہما امکن ازو بگریزند و از
استعمال او پرہیزند و جامہائے نفیسہ ازو نشویند و
سیرابی اشجار لطیفہ ازو نجویند اگرچہ بعضے از نباتات کثیفہ
را مثل درخت تماکو ازو آب دہند و عند الاضطرار بوجہ
من الوجوہ استعمال کنند مرتبہ رابع آنکہ آب شور با آب
شیرین بحدے مختلط شود کہ بالکل بسان آب دریائے
شور محض تلخ گردد و شیرینی از اصل زائل شود و منافع
آب بالکل باطل گردد اگر کسے او را بجبر و اکراہ در حاجتے از حوائج
خود استعمال ہم کند ہرگز حاجت او اصلا حاصل نشود و منفعت
مقصودہ بوجہ من الوجوہ برو مترتب نگردد مثلا اگر برائے تسکین
تشنگی بخورد سوزش تشنگی دو بالا گردد و اگر درختے را باو

سیراب کریگا اور نباتات کو شاداب اور ہر قسم کے کھانے
اُس سے پختہ ہونگے اور ہر قسم کے کپڑے اُس سے دھوئے
جائینگے پس یہ آب مذکور اگرچہ فی الحقیقت ایسا آب خالص
نہیں لیکن آثار میں اُسکے ہمرنگ ہے اور منافع میں ہمسنگ
مرتبہ دوم یہ ہے کہ اُس درجہ کو مخلوط ہو کہ تلخی اور تیزی اُس کی
ذائقہ میں ایسے وجہ پر ظاہر ہووے کہ کھانا اُسکا ہر کس و ناکس
کی طبیعت پر ناگوار ہو اور اُسکے ذائقہ کی کراہت آشکار ہو
لیکن شورش تشنگی اُس سے زائل ہو سکے اور تسکین سوزش
تفتگی اُس سے حاصل ہو اور منافع میں بھی ایک قسم کا
تغیر راہ پاوے اور اُسکی تلخی کھانوں میں بھی کسی قدر پائی جائے
اور کپڑا بھی کدورت چرک سے بالکل پاک نہووے اور سرسبزی
نباتات بھی کمال رونق کو نہ پہنچے مرتبہ سوم یہ ہے کہ آب شور
آب شیریں کے ساتھ اس درجہ کا اختلاط حاصل کرے کہ
تلخی اور حدت ایسی وجہ پر ظاہر و باہر ہو اور حلاوت اور لذت
ایسی طور پر مختلف ہو کہ اُسکو اہل عرف آب شور جانیں گو کہ
ہرچند وقت ضرورت اپنے حوائج میں استعمال کریں اور
حتی الامکان اُس سے بچیں اور اُسکے استعمال سے پرہیز
اختیار کریں اور جامہ ہائے نفیسہ اُس سے نہ دھوویں اور
سیرابی اشجار لطیفہ اُس سے نہ چاہیں اگرچہ بعض نباتات کثیفہ
مثل درخت تماکو اُس سے پانی پہنچائیں اور عند الاضطرار
بوجہ من الوجوہ اُسکو استعمال میں لائیں مرتبہ چہارم یہ ہے کہ
آب شور آب شیریں کے ساتھ اس درجہ کو ملے کہ بالکل بسان
آب دریائے شور محض تلخ ہو اور شیرینی اصل سے زائل
ہووے اور منافع آب بالکل باطل ہو جاوے اور اگر کوئی اُسکو
بجبر و اکراہ کسی حاجت میں حوائج سے استعمال بھی کرے
ہرگز حاجت اُسکی بر نہ آئے اور منفعت مقصود بوجہ من الوجوہ
اُس پر مترتب نہووے مثلا اگر تشنگی کی تسکین کے لیے کھاوے
سوزش تشنگی زیادہ بڑھ جائے اور اگر کسی درخت کو اُس سے

طالب لذّاتِ نفسانی باشد باوجود پاسداری ظاہر شرع
یعنی ظاہر شرع را از دست ندہد و براہ اہل فسق و فجور و ارباب
تعدی و جور نرود اما مساعی راحت رسانی نفس خود بوجہے
بجا آرد کہ ظاہر شرع آن را از مباحات می شمارد و این را سلطنت
عادلہ میگویم و مرتبۂ ثانیہ آنکہ طلب لذائذِ نفسانی و خواہشِ
راحتِ جسمانی آن قدر غلبہ کند کہ گاہ گاہ باستیفاء لذات از حیطۂ
ظاہر شرع بیرون شود و براہ فاسقانِ بیباک و ظالمانِ سفّاک
رود و باز بران ندامت نکشد و ازان تائب نہ گردد و این
را سلطنت جابرہ میگویم و مرتبۂ ثالثہ آنکہ اتباعِ نفس بر و
بحدے غالب شود کہ فاسق یگانہ گردد و عیاشی زمانہ
وادِ تکبر و تجبر بدہد و بنیادِ ظلم و تعدی نہد و در دقائقِ تعیش
فکر نماید و مراتبِ تفرج را بکمال رساند و قوانینِ فسق و فجور
و آئینِ تعدی و جور در مقابلۂ ملّت و شواہدِ سنّت فراہم
آرد و آن را از جنس ہنر و کمال خود شمارد و این را سلطنت
ضلالت میگویم مرتبۂ رابعہ آنکہ آئین ساختہ و پرداختہ خود
را بر قوانینِ شرعِ متین ترجیح دہد و راہ و روشِ ملّت و
سنّت را اہانت نماید و بہ رد و قدح و اعتراض و استہزار
بر آن متوجہ گردد و محاسن و منافع آئین شمارد و شرع
را محض ہرزہ گردی و بیہودہ سرائی مثل سخنانِ
عام فریب میدارد و احکامِ ملکِ علّام و سنّتِ
سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام را از جنس
مزخرفاتِ احمق فریب و نادان پسند قرار دہد و بنیاد
الحاد و زندقہ نہد و این را سلطنت کفر میگویم پس این
مراتب چہارگانہ را در ضمن تنبیہات اربعہ ذکر بنمائیم

تنبیہ اول در ذکرِ سلطنتِ عادلہ

باوجود پاسداری ظاہر شرع طالب لذاتِ نفسانی ہو یعنی
ظاہر شرع کو ہاتھ سے نہ دیوے اور اہلِ فسق و فجور اور ارباب
تعدی و جور کا طریق نہ اختیار کرے لیکن اپنے نفس کی راحت
رسانی کا سامان ایسے طور پر بجا لائے کہ ظاہر شرع اُسکو مباحات سے
جانے اور اسکا ہم سلطنت عادلہ نام رکھتے ہیں مرتبہ ثانیہ
یہ ہے کہ لذائذ نفسانی کی طلب اور راحت جسمانی کی خواہش
اُس قدر غلبہ کرے کہ کبھی کبھی حصول لذائذ کی وجہ سے احاطہ
ظاہر شرع سے باہر جائے اور فاسقان بے باک اور ظالمان
سفاک کی راہ کیطرف قدم رکھے اور پھر اُسپر ندامت کا خیال
نکرے اور اُس فعل ناشائستہ سے تائب نہووے اسکو ہم
سلطنت جابرہ کہتے ہیں مرتبہ ثالثہ یہ ہے کہ اتباع نفس اُسپر
اُس حد تک غالب ہووے کہ فاسق یگانہ ہو جاوے اور عیاشِ
زمانہ بنجاوے دادِ تکبر و تجبر دے اور بنیادِ ظلم و تعدی قائم کرے
دقائق تعیش میں فکر کرے اور مراتب تفریح کو کمال پر پہنچاوے
قوانین فسق و فجور اور آئینِ جور و ستم کو مقابلہ ملت اور شواہد
سنت میں فراہم کرے اور اُسکو اپنے ہنر و کمال کی جنس سے
شعار کرے اسکو سلطنت ضلالت کہتے ہیں مرتبہ رابعہ یہ ہے
کہ اپنے بنائے ہوئے اور تراشے ہوئے آئین کو قوانین
شرع متین پر ترجیح دے اور ملّت و سنّت کی راہ روش کی
اہانت کرے اور کمال رد و قدح اور اعتراض اور استہزا کے
ساتھ اُسپر متوجہ ہووے اور اپنے آئین کی خوبیاں اور اُسکے
منافع بیان کرے اور شرع شریف کو محض ہرزہ گردی اور
بیہودہ سرائی مثل سخنانِ عام فریب تصوّر کرے احکام حضرت
ملک علّام اور سنّت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو از جنس
مزخرفات احمق فریب ناداں پسند قرار دے اور الحاد و
زندقہ کی بنیاد ڈالے اسکو سلطنت کفر کہنا چاہیے پس ان
مراتب چہارگانہ کو تنبیہات اربعہ کے ضمن میں ہم بیان کرتے ہیں

تنبیہ اول سلطنتِ عادلہ کے بیان میں

ونغبار مصرتے بدامن ہمت او ہبرسد مشارکت ہوائے نفسانی را در
اطاعت بانی از قبیل شرک میدارد و تمنی حصول مقصد را بجز رضائے
حق بہ نسبت دل اخلاص منزل خود از جنس شرک میشمارد پس لابد
چیزے غیر از تربیت بندگان الٰہی او را نہ در ظاہر مطلوب باشد و نہ در
دل مرغوب لہٰذا امریکہ باعث انحراف از قوانین سیاست ایمانی
باشد و باعث میلان او بہ آئین سیاست سلطانی گردد اصلاً و
مطلقاً در پیش نخواہد آمد بلکہ آرزوے مثل این امر قبیح ہم در دل او
خطور نخواہد کرد و او را ہیچ امرے از امور نفسانی ازین راہ بہیچگونہ نخواہد برد
اما امام حکمی از بسکہ مقتضیات نفسانیہ بالکل منزہ نیست از علائق
ماسوی اللہ بالکل مبرا نہ بنا علیہ آرزوے حصول مال و منال و جاہ
و جلال و تفوق بر اخوان و اقران و تسلط بر امصار و بلدان و پاسداری
اصدقا و اقربا و بدخواہی مخالفین و اعدا و استیفاء لذات جسمانیہ
مرغوبات نفسانیہ در دل او میماند بلکہ این امور مذکورہ را طالب
ہم میباشد و ابواب سیاست را وسیلہ حصول مقاصد خود میگرداند
و طریق حکومت الحکمت عملی تمنائے قلبی خود میرساند و ہمین سیاست
سیاست سلطانی کہ ابواب سیاست ابنا بر جلب منافع و دفع مضار
خود اجرا نماید پس ہمین آرزوے استیفاے لذات جسمانیہ مذکورہ وقتیکہ
با سیاست ایمانی مختلط میشود ہمون خلافت راشدہ مخفی میگردد و سیاست
ظاہر بر ملا و این طلب لذات نفسانیہ متفاوت میشود بحسب اختلاف
اشخاص ہمین ہوا و ہوس بر بعضے اشخاص بحدے غالب
میشود کہ ایشان را از دائرۂ دین و ایمان برمی کشد و بر بعضے
ہمین قدر مسلط می شود کہ بحد فسق و فجور میرسد و بہ بعضے
ہمین قدر گزند میرساند کہ ایشان را در مسلک بوالہوسان
آرام طلب منسلک میگرداند پس اختلاط این ہوا و ہوس را
با سیاست ایمانی بر چہار مرتبہ باید فہمید مرتبۂ اول آنکہ

غبار معصیت کے خیال کو اسکے دامن ہمت تک رسائی
نہیں مشارکت ہوائے نفسانی کو اطاعت ثانی از قبیل
شرک جانتا ہے تمنائے حصول مقصد کو بغیر رضائے حق
اپنے دل اخلاص منزل کی نسبت از جنس شرک پہچانتا ہے
جو چیز کہ بندگان الٰہی کے منافی ہے بالضرور اسکو نہ ظاہر میں
مطلوب ہے اور نہ دل میں مرغوب فلہٰذا ہر امر کہ قوانین سیاست
ایمانی سے انحراف کا باعث ہوا اور آئین سیاست سلطانی
کی طرف میلان کا سبب ہو اس سے اصلاً و مطلقاً در پیش
نہ آئیگا بلکہ اس امر قبیح کی آرزو کا خطرہ بھی اسکے دل میں نہ
گزریگا اور اسکو کوئی امر منجملہ امور نفسانی اس راہ حقانی سے
دوسری طرف نہ لیجائیگا لیکن امام حکمی از بسکہ مقتضیات
نفسانی سے بالکل منزہ نہیں اور علائق ماسوی اللہ سے
مبرا نہیں اسلیے آرزوئے حصول مال و منال جاہ و جلال
اور تمنائے تفوق اخوان و اقران اور تسلط امصار و بلدان اور
پاسداری اصدقا و اقربا اور بدخواہی مخالفین و اعدا اور
استیفائے لذات جسمانیہ اور مرغوبات نفسانیہ اسکے دل میں
رہتی ہے بلکہ ان امور مذکورہ کا طالب بھی ہوتا ہے اور ابواب
سیاست کو اپنے حصول نفع اور دفع ضرر کی بنا پر جاری کرے
پس یہی لذات جسمانیہ کے پورے حاصل ہونے کی آرزو
جس وقت سیاست ایمانی کے ساتھ مختلط ہوئی وہی
خلافت راشدہ مخفی اور سیاست ظاہرہ برملا ہوئی ہے
اور یہ طلب لذات نفسانیہ بحسب اختلاف اشخاص متفاوت
ہوتی ہے یہی ہوا وہوس بعض اشخاص پر اس درجہ کو غالب
ہوتی ہے کہ اسکو دائرۂ دین و ایمان سے نکالتی ہے اور بعض پر
اسی قدر غالب آتی ہے کہ حد فسق و فجور کو پہنچاتی ہے اور
بعض کو اسی قدر گزند پہنچاتی ہے کہ مسلک بوالہوسان آرام طلب
میں منسلک کرتی ہے سو اس ہوا وہوس کا اختلاط سیاست
ایمانی کے ساتھ چار مرتبہ پر خیال کرنا چاہیے مرتبۂ اول یہ کہ

مقدار تعزیر چہ گناہیکہ حد شرعی بر ان
طریق تعزیر آن مفوض ست برای امام
جرمے واحد از چند کس صادر گردیده وامام
ا ضرب وحبس مفسر باید و دیگرے را تذلیل
حق کسے بسلب منصب واکتفا میفرماید
یے بر مجرد اظہار بے اعتنائی واین ہمہ
ست ست و در ظاہر شرع جائز حکم او درین
اجب الادا ست واعتراض بر وخارج از
و ازان جملہ ست تفویض خدمات کہ یکے را
رساند و دیگرے را فروتر ازان وکسے را در
ی نشاند و دیگرے را بعید تر ازان وکسے را
ن گرداند و دیگر را از احاد سپاہیان و درین
تراضے از جانب شرع برو متوجہ نیست ولا ئمتے
مہ بر کہ در امثال این مقدمات برو اعتراض
طعن برو کشاید ہمانست عاصی مردود
و ازان جملہ ست قتل سیاست یعنی بعضے
ست کہ اگر آن جرم از شخصے صادر گردد پس
ر جرم مذکور خواہ مخواہ شرعاً مقتضی قتل
ما اگر رائے امام بقتل او امر فرماید پس امام
ت کہ او را بقتل رساند و ازان جملہ است
و جنگ بسا کافر مرتد وجابر عنید ست کہ امام
لت می پوید و بسا مومن عاصی ومسلم باغی ست
سے میجوید کسے را با او درین مصالحت ومحاربت
تال نیست ومحل بحث وجدال نہ
ر متعلق باموال ست پس تفصیلے وارد بس طویل

مثل تعیین مقدار تعزیر کہ جو گناہ کہ حد شرعی اُسپر متعلق ...
اُسکے تعزیر کا طریق رائے امام پر مفوض ہے بسا اتفاق ہوا کہ
ایک جرم چند آدمیوں سے صادر ہوا اور امام وقت ایک کو
ضرب وحبس فرماتا ہے اور دوسرے کی تذلیل وتشہیر
کرتا ہے اور کسی کے حق میں اُسکے سلب منصب پر اکتفا
فرماتا ہے اور کسی کے حق مجرد اظہار بے اعتنائی
کام میں لاتا ہے اور یہ سب راست ودرست ہے اور
ظاہر شرع میں جائز حکم اُسکا ان مقدمات میں واجب الادا
ہے اور اعتراض اُسپر خارج از ایمان ہے۔ اور از انجملہ تفویض
خدمات ہے کہ ایک کو پایۂ بلند پر پہنچاتا ہے اور دوسرے کو
اُس سے کم مرتبہ دیتا ہے اور کسی کو اپنے پہلو میں بٹھاتا ہے
اور کسی کو اُس سے دور جا دیتا ہے اور کسی کو افسر افسران
گردانتا ہے اور کسی کو سپاہیوں میں سے ایک سپاہی
مانتا ہے سو ان مقدمات میں کوئی اعتراض جانب شرع سے
اُسپر وارد نہیں ہوتا ہے اور کوئی ملامت اُسکی طرف عائد
نہیں ہوتی بلکہ جو کوئی ایسے مقدمات میں اُسپر اعتراض کرے
اور زبان طعن اُسپر کھولے وہی عاصی مردود اور باغی
مطرود ہے۔ اور از انجملہ قتل سیاست ہے یعنی بعض
قسم کے جرم ہیں اگر وہ جرم کسی شخص سے صادر ہووے
پس ہر چند اُس جرم مذکور کا صادر ہونا خواہ مخواہ شرعاً اُسکے
قتل کا مقتضی نہیں لیکن اگر رائے امام اُسکے قتل کے واسطے
امر فرماوے تو امام کو جائز ہے کہ اُسے قتل کو پہنچاوے۔ اور
از انجملہ ابواب صلح وجنگ میں بہت سے کافر مرتد اور جابر
عنید ہیں کہ امام اُسکے ساتھ نرمی کی چال چلتا ہے اور بہت سے
سرکش
مومن عاصی اور مسلمان باغی ہیں کہ امام اُنکے جنگ وجدل کے
ساتھ کان ملتا ہے سو کسی کو اُسکے ساتھ اس مصالحت اور
محاربت میں مجال قیل وقال نہیں اور محل بحث وجدال نہیں
لڑائی
لیکن جن احکام کا تعلق اموال کے ساتھ ہے اُنکی تفصیل بہت طویل ہے

باید دانست کہ مراد از سلطانِ عادل درین مقام آنست
کہ حُب ازدیادِ جاہ وجلال وعزّ واقبال وآرزوے
حصول معنی امتیاز درمیان اقران واخوان وتمناے
منصب تسلّط بر قریٰ وبلدان وخواہش فرمانروائی
وکشورکشائی وتفوق براصاغر واکابر واجتماع جنود
وعساکر وبقارِ نام ونشان تا انقضاے ادوار وازمان
ووفورِ خزائن ودفائن وخیالِ پرورش دوستان
وسرزنش دشمنان وہوس استیفار لذّاتِ نفسانی و
درجات جسمانی از عماراتِ بلند وبساتین طبیعت پسند
واطعمۂ لذیذہ والبسۂ نفیسہ واسپہائے خوش رفتار
واسلحۂ کارزار ودیدن بہار گلعذار وچیدن میوہ ہائے
اشجار ومعاشرتِ معشوقِ نازانداز ومصاحبت
محبوبات طناز وعقد محافلِ طرب ونشاط ومجالس
سرور وانبساط ومجالستِ ہمنشینانِ سخن سنج وبسر کردن
عمرے بے کلفت ورنج وامثال این امور از قسمِ ہوا و
ہوس در دل بیدارد وآن را ثمرۂ سلطنتِ خود می شمارد
وطلبِ آن بہر وجہ میکند ودر جستجوے آن ہر سو میدود
اما در استیفار لذاتِ مذکورہ ظاہر شرع از دست نمیدہد
ودر تمامی این تگاپو ورانثناے این جستجوے از احاطۂ دین
متین قدم بیرون ننہد بالجملہ اقتضاے نفسِ امّارہ او را این
ہمیکشد کہ از راہ ظاہر شرع برآورد وتر برد تفصیلش آنکہ بسیارے
از احکام اعمال واموال [illegible] امام مفوض میباشد
و [illegible] حکم صریح [illegible] نیست
بلکہ آنچہ امام وقت دران مقدرات حکم فرماید
ہمان است حکم شرع اما آنکہ متعلق بافعال است

جاننا چاہیے کہ مراد سلطان عادل سے اس مقام میں وہی کہ
جاہ وجلال کی زیادتی کی تمنا اور عزّت واقبال کی خواہش
اور عزیز واقارب میں بڑے ہونے کا خیال اور گانوں اور
شہروں پر تسلط کرنے کی حسرت اور فرمانروائی اور کشورکشائی
کی رغبت اور چھوٹوں بڑوں پر تفوق کا ارمان اور بڑے
بڑے لشکروں کی اجتماع کا دھیان اور نام ونشان کے بقا
کی ہوس اور زمانے کے ہمیشہ رہنے کی حرص اور خزائن اور
دفائن کی زیادتی کا تردد اور دوستوں کی پرورش اور
دشمنوں کی سرزنش کا خیال اور لذاتِ نفسانی وجسمانی
کے فوت ہونے کا ملال اور عماراتِ بلند وبساتینِ دل پسند کا
ہر وقت دل میں اندیشہ اور طعمہ ہائے لذیذہ اور لباس ہائے
نفیسہ کا دل میں خطرہ اور اسپہائے خوش رفتار اور اسلحۂ
کارزار کی دوستی اور بہار گلزار کے دیدار کی حُب اور
درختوں کے میوے چننے کی خواہش اور معشوقان بہر ناز
کی ہوا وہوس اور محافلِ طرب ونشاط اور مجالسِ سرور و
انبساط کا تعلق اور ہم نشینانِ سخن سنج کا تعلق اور عمر کو
ہمیشہ بے کلفت ورنج میں بسر کرنے کا حیلہ اور ان کے
مثل بہت سے امور دل میں رکھتا ہے کہ اسکو اپنی سلطنت کا
ثمرہ جانتا ہے اور اُسکی طلب ہر وجہ پر کرتا ہے اور اُسکی جستجو
میں ہر طرف دوڑتا ہے لیکن استیفاے لذاتِ مذکورہ میں
ظاہر شرع کو ہاتھ سے نہیں دیتا ہے اور باوجود امور
مذکورہ کے جستجو کے احاطۂ دین متین سے قدم باہر نہیں رکھتے
بالجملہ نفس امارہ کی خواہش اُسکو اس حد تک نہیں کھینچتی ہے
کہ شرع سے اُسکو دور لیجاے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اکثر
اعمال اور اموال کے احکام شرع شریف میں رائے امام پر
اُن مقدرات میں سونپے جاتے ہیں کہ شرع شریف میں کوئی
حکم صریح نہیں بلکہ جو کچھ امام وقت اُن مقدرات میں حکم فرمائے
وہی حکم شرع ہے لیکن وہ احکام کہ افعال کے ساتھ متعلق ہیں

وَاما سلطانِ عادل پس ہرچند در ہمین امور مذکورہ تصرف می نماید نہ در تغیرِ احکامِ ملت و آثارِ سنت فاما درین احکام مختلفہ جانبِ مقتضیاتِ نفسانی خود رعایت میکند مثلاً یک جرم از دو کس صادر شدہ وآن جرم ازان قبیل نیست کہ حدے از حدودِ شرعیہ برو معین باشد بلکہ ازان جنس است کہ در عوضِ آن تعزیرے لازم میگردد پس در حق یکے بضرب و حبس حکم صادر گردید و در حق دیگرے بر مجرد ملامت و بے اعتنائی اکتفا کردہ شد پس خلیفۂ راشد درین اختلاف حکمِ اصلاحِ حالِ ایشان را مرعی میدارد و وقتے کہ دانست کہ شخصِ اول بدون حبس و ضرب براہ راست نخواہد آمد و شخص ثانی بمجرد اظہار بے اعتنائی ہم درست خواہد گردید واگر او را اہانتے زائد رساند ممکن کہ حمیتِ جاہلیت دامنگیر حالِ او میگردد و نوبت تا بتلفِ جانِ او کشد بنابران آنرا تعزیرِ شدید میفرماید و این را تعزیرِ خفیف سلطانِ عادل را در اختلاف این حکم گاہ گاہ این معنی ہم باعث میشود کہ بہ طبیعت بر شخصِ اول پُر غضب بود و انتقام طلب اما چون الزامِ شرعی برو نمی یافت بر انتقامِ او ہمت نمی گماشت لکن راہِ الزام برو می جست و عزمِ انتقام در دل می نہفت چون الزامِ شرعی برو متوجہ گردید فی الفور او را در تعزیرِ شدید کشید چون درمیان خلافتِ راشدہ و سلطنتِ عادلہ امتیاز واضح گردید پس باید دانست کہ از قوامِ سلطنتِ عادلہ ہرچند بظاہر شرعِ شریف منفعتے میرسد لیکن بباطن شرع مضرتے عاید میگردد وجہ احیاناً بہ اکابرِ امت درین صورت گزندے میرسد و سیرتِ پیغمبر علیہ السلام در باب تہذیبِ اخلاق و حُسنِ خلق و اخلاص فی العمل و خیرخواہی

رہا سلطان عادل پس ہرچند انھیں امور مذکورہ میں تصرف کرتا ہے نہ تغیر احکام ملت اور آثار سنت میں لیکن ان احکام مختلفہ میں اپنی خواہش نفسانی کی جانب رعایت رکھتا ہے مثلاً ایک جرم دو آدمیوں سے صادر ہوا اور وہ جرم اس قبیل سے نہیں کہ کوئی حد حدود شرعیہ سے اسی پر معین ہو بلکہ اس جنس سے ہے کہ اسکی عوض میں کوئی تعزیر لازم ہوتی ہے پس ایک کے حق میں ضرب و حبس کے ساتھ حکم صادر ہوا اور دوسرے کے حق میں مجرد ملامت بے اعتنائی پر اکتفا کیا گیا پس خلیفۂ راشد اس اختلاف حکم میں انکے حال کے اصلاح کی رعایت رکھتا ہے جس وقت کہ جانا کہ شخص اول بدون ضرب و حبس راہِ راست پر نہ آئیگا اور شخص ثانی بمجرد اظہار بے اعتنائی بھی درست ہوگا اور اگر اسکو اہانت زائد پہنچائیں ممکن کہ حمیت جاہلیت دامنگیر حال ہووے اور نوبت تا بتلف جان کھنچے بنابراں اسکو تعزیر شدید فرماتا ہے اور اسکو تعزیر خفیف پہنچاتا ہے سلطان عادل کو اختلاف اس حکم میں کبھی کبھی یہ معنی بھی باعث ہوتے ہیں کہ طبیعت سے شخص اول پر پُر غضب اور انتقام طلب ہوے لیکن جو الزام شرعی اُسپر نہیں پاتا اُسکے انتقام پر ہمت کو کام نہیں فرماتا لیکن راہ الزام اُسپر تلاش کرتا ہے اور عزم انتقام دل میں چھپاتا ہے جس وقت الزام شرعی اُسپر متوجہ ہوا فی الفور اُسکو تعزیر شدید میں کھینچا۔ جب کہ فیما بین خلافت راشدہ و سلطنتِ عادلہ امتیاز واضح ہووے تو معلوم کرنا چاہیے کہ از قوام سلطنتِ عادلہ سے ہرچند بظاہر شرع شریف ایک قسم کی منفعت پہنچتی ہے لیکن باطن شرع میں ایک طرح کی مضرت عائد ہوتی ہے کیونکہ احیاناً بزرگان اُمت کو اس صورت میں ایک طرح کا گزند پہنچتا ہے اور سیرت پیغمبر علیہ السلام تہذیبِ اخلاق اور حُسن خلق اور اخلاق فی العمل اور خیرخواہی

این قدر بالاجمال درین مقام باید شنید که در صرفِ مال بیت المال سوائے تقسیمِ غنیمت رعایتِ مساواتِ جمیع مسلمین بر ذمّہ او واجب نیست یکے را از ہزاران ہزار دراہم و دنانیر بکمشت می بخشد و دیگرے را یک خرمہرہ ہم نمی دہد حالانکہ آن محروم را نہ دعوائے استحقاقے بر امام میرسد و نہ ایرادِ اعتراضے بلکہ کسے کہ در امثال این مقدمات برو معترض شود و دستِ خود از اطاعتِ او بیرون کشد پس ہمان ست از بارگاہِ حق طرید و از مساحتِ قرب بعید بالجملہ امثالِ این مقدمات و اشباہِ این معاملات کہ بر رائے امامِ وقت مفوض ست بسیار از بسیار ست کہ نمونہ ازان درین مقام ذکر کردہ شد و ان شاء اللہ اکثر ابواب این معاملات مع دلائل و شواہد در باب ثانی و ثالث بالاستیعاب مذکور خواہد گردید و مقصود درین مقام آنست کہ خلیفہ راشد ہم در مقدمات مذکورہ خود را دخل میدہد و سلطان عادل ہم اما تصرفاتِ خلیفہ راشد بنی ست بر تربیتِ بنی آدم و اصلاحِ حالِ عالم و امتثالِ احکامِ ربانی و اتباعِ الہامِ رحمانی این معاملاتِ گوناگون و مقدماتِ بوقلمون کہ ازو صادر میگردد و این احکامِ رنگارنگ کہ ازو ظاہر می شود ہمہ بملاحظہ انتظامِ امت و انتفاعِ ملت ست اگر کسے را اکرام فرماید نہ بنا بر پاسداریِ علاقہ صداقت و قرابتِ امّت و اگر دیگرے را اہانت می نماید نہ بنا بر انتقامِ مخالفت و عداوت ہر چیزے را کہ باعث انتظامِ امت و انتفاعِ ملت می انگارد ہمون را بجان و دل بجامی آرد و ہر کس را کہ لائق خدمتے می پندارد خدمت مذکورہ باوے می سپارد خواہ محب صمیمی باشد خواہ عدو قدیمی

اس قدر بالاجمال اس مقام میں سُن لینا چاہیے کہ صرف مال بیت المال میں سوائے تقسیم غنیمت تمام مسلمانوں کی مساوات کی رعایت اُسکے ذمّہ پر واجب نہیں کسی کو ہزاروں دراہم و دینار ایک مشت بخشتا ہے کسی کو ایک خرمُہرہ بھی نہیں دیتا ہے حالانکہ اُس محروم کو نہ دعوائے استحقاق امام پر پہنچے اور نہ اُسپر اعتراض کی گنجائش بلکہ جو کوئی ان جیسے مقدمات میں اُسپر معترض ہوتا ہے اور اپنے ہاتھ کو اُسکی اطاعت سے باہر کھینچتا ہے وہی بارگاہ حق سے طرید ہے اور مساحت قرب سے بعید بالجملہ اس قسم کے مقدمات اور اس طرح کے معاملات کی رائے امام وقت پر مفوض ہیں بسیار از بسیار ہیں کہ اُن میں سے نمونے کے طور پر اس مقام پر مذکور ہوے اور ان شاء اللہ ان معاملات کے اکثر ابواب مع دلائل و شواہد باب ثانی اور ثالث میں بالاستیعاب مذکور ہونگے اور مقصود اس مقام میں یہ ہے کہ مقدمات مذکورہ میں خلیفہ راشد بھی اپنے تئیں دخل دیتا ہے اور سلطان عادل بھی لیکن خلیفہ راشد کے تصرفات تربیتِ بنی آدم اور اصلاح حال عالم اور بجا آوری احکام ربانی اور اتباعِ الہام رحمانی پر مبنی ہیں۔ یہ معاملات گوناگوں اور مقدمات بوقلموں کہ اُس سے صادر ہوتے ہیں اور یہ احکام رنگارنگ کہ اُس سے ظاہر ہوتے ہیں جملہ بملاحظہ انتظام اُمت اور انتفاع ملت ہیں۔ اگر کسی کی عزت کرے تو یوں نہ خیال کرنا چاہیے کہ اُسکو کسیکی دوستی اور قرابت کی پاسداری منظور ہے اور اگر کسی کی اہانت چاہے تو یوں کسی کے جی میں نہ آئے کہ وہ عداوت اور مخالفت کی انتقام میں معذور ہے غرض جس چیز کو کہ باعث انتظامِ امّت اور سبب انتفاع ملّت جانتا ہے بجان و دل اُسکی بجا آوری میں اپنی سخاوت بجا لاتا ہے اور جس کسی کو کہ لائق کسی خدمت کے تصور کرتا ہے خدمتِ مذکورہ اُسکو سونپتا ہے خواہ محب صمیمی ہو خواہ عدو قدیمی

وجالب تعذیب ونکال ظالم وستمگار در درکات نار گرفتار ست وسرکش خودپسند بحضور او بغایت ذلیل وخوار بناءً علیہ ہرچند نفسِ امّارہ او را بمیدان ضلالت می کشد فاما خوفِ الٰہی دستگیری او میکند واو را مثل شتر بے مہار نمیگزارد بلکہ اگر گاہے بمقتضاے بشریت چپ و راست میرود ہمون خوف دستِ او گرفتہ کشان کشان براہ راست می آرد پس استیفار مقتضیات نفسانیہ تا بحد اجازتِ شرعیہ میکشد پس ہرچند سوزشِ خشم میخواہد کہ دستِ تعدی بر عاجزے ناتوان دراز کند فاما از خوفِ مجازاتِ آن خود را جبراً و کرہاً باز میدارد تا وقتیکہ الزام شرعی بر و یابد بہمان وقت کینۂ دیرینۂ خود را می برآرد وہرچند دلِ او در عشقِ معشوقہ پیچ وتاب می خورد وشوقِ اضطرار وصال بحد اضطراب میکشد اما تا وقتیکہ عقدِ نکاح متحقق نمی شود ہرگز پیرامونِ وصالِ او نمیگردد آرے در طلبِ نکاح او ہر سو میدود و بہر راہ می دود خواہ اوقات عزیزہ دران مصروف گردد خواہ اموالِ خطیرہ وہمچنین ہرچند نفسِ او تقاضاے اظہار عاداتِ اہل تجبر وتکبر می نماید فاما حدیث الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری را ملاحظہ میفرما بدپس ہر قدر کہ از امتیازِ خود در نشست و برخاست و رفتار وگفتار مباح شرعی باشد اکتفا میکند واز عادات اکاسرہ وقیاصرہ بلکہ سائر جبابرہ کہ از قبیل محرمات شرعیہ است باز می ماند پس ہرچند سیرت انبیاء وخلفاء راشدین راست راست برآئینِ او منطبق نیست فاما اعتراضِ شرعی ہم برو متوجہ

اور تعذیب ونکال کا سبب ہے ظالم اور ستمگار درکات نار میں گرفتار رہتے اور سرکش خودپسند اُسکے حضور میں نہایت ذلیل وخوار ہے بنا رعلیہ ہرچند نفسِ امّارہ اُسکو میدانِ ضلالت میں لاتا ہے لیکن خوفِ الٰہی اُسکی دستگیری فرماتا اور اسکو شتر بے مہار کی طرح نہیں پھراتا ہے بلکہ اگر کبھی بمقتضاے بشریت چپ و راست جاتا ہے وہی خوف اُسکا ہاتھ پکڑکر کشاں کشاں راہ راست پر پہنچاتا ہے پس حصول خواہش نفسانی خارج از حد اجازتِ شرعیہ نہیں ہوتا اور پس ہرچند غصہ کی سوزش اس بات کی مقتضی ہوتی ہے کہ ظلم وستم کا ہاتھ کسی عاجز ناتوان پر دراز کرے لیکن خوف مجازات ومکافات سے اپنے تئیں جبراً وکرہاً باز رکھتا ہے جس وقت کہ الزام شرعی اُسپر پاتا ہے اُس وقت اپنا کینہ دیرینہ ظاہر کرتا ہے اور ہرچند اُسکا دل کسی معشوقہ محبوبہ کے عشق میں پیچ وتاب کھاتا ہے اور شوق اضطرار وصال حد اضطراب تک کھینچتا ہے لیکن تا وقتیکہ عقد نکاح متحقق اور ثابت نہیں ہوتا ہے ہرگز اُسکے وصال کے پاس تک نہیں پھٹکتا ہاں اُسکے نکاح کی طلب میں ہر طرف دوڑتا پھرتا ہے اور ہر راہ سے سعی کرتا ہے کہ مقصود دل برآری اور نہال وصال سے پھل کھاتا ہے خواہ اوقات عزیزہ اُسمیں مصروف ہووے خواہ اموال خطیرہ — اور ایسے ہی ہرچند اُسکا نفس اہل تجبر وتکبر کی عادات کے اظہار کا تقاضا کرتا ہے لیکن حدیث (ترجمہ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار) کو دیکھکر ڈرتا ہے پس جس قدر کہ امتیاز اپنی نشست وبرخاست رفتار وگفتار میں مباح شرعی ہو اکتفا کرتا ہے اور جابرین اور متکبرین کے عادات سے کہ منجملہ محرمات شرعیہ ہے باز رہتا ہے ہرچند سیرت انبیاء اور طریقۂ خلفاء راشدین راست راست اُسکے آئین و قوانین پر منطبق نہیں لیکن اعتراض شرعی بھی اُس پر وارد نہیں ہوتا

خلق اللہ و تربیت عباد اللہ و تعظیم کبرائے امت و عظمائے ملت کہ باعتبار فضائل دینیہ و کمالات شرعیہ واجب التعظیم والتوقیر اند بر ہم میشود و منتہائے ہمت اہل آن زمان ہمین باد کہ فقط چندے از مسائل فقہیہ میشود تا باین حیلہ جان خود را از گزند سلطان وقت محفوظ دارند و بدخواہ را بآن ملزم و مفحم گردانند پس گزندے عظیم بروح شرع اندو میرسد اگرچہ قالب شرع قائم می نماید بنا بران این را بملک عوض یعنی سلطنت گزند ملقب فرمودہ اند جائیکہ بوجود آن بعد انقضائے خلافت راشدہ اشارت نمودہ - قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا الامر بدء نبوۃ و رحمۃ ثم یکون خلافۃ و رحمۃ ثم ملکا عضوضا و نیز باید دانست کہ سلطنت عادلہ دو قسم است اعلیٰ و اسفل زیرا کہ پاسداری ظاہر شرع کہ لازمہ سلطنت عادلہ ہست یا بنا بر خوف خالق ست یا بنا بر پاس مخلوقات پس اول اعلیٰ ست و ثانی اسفل بیانش آنکہ سلطان عادل کہ پاسداری ظاہر شرع میکند و از حیطہ آن قدم بیرون نمی نہد باعث این پاسداری یا این امر ست کہ ملک علی الاطلاق و مالک بالاستحقاق را شاہ شاہان و دستگیر ہر عاجز و ناتوان و قادر بر قلیل و کثیر و قادر بر صغیر و کبیر می پندارد و خود را مقہور قدرت او می انگارد و بالیقین میداند کہ روزے در محکمہ حساب بحضور رب الارباب حاضر شدنی ست و پاداش گستاخی و شوخ چشمی بلا ریب کشیدنی بحضور او و بادشاہ ذوی الاقتدار و مسکین ذوی الاضطرار برابر اند و عدالت او بر ہر بزرگ و خرد جاری و تجبر و تکبر و ظلم و جور و فسق و فجور باعث نکبت و وبال ست

خلق اللہ اور تربیت عباد اللہ اور تعظیم بزرگان امت اور پیشوایان ملت کے بارے ہیں کہ باعتبار فضائل دینیہ و کمالات شرعیہ واجب التعظیم اور قابل توقیر ہیں برہم ہوتی ہے اُس زمانے والوں کی ہمت کا منتہا انھیں چند مسائل فقیہ کا یاد کرنا ہے تو اس حیلہ سے اپنی جان کو سلطان وقت کی ایذا اور آزار سے محفوظ رکھیں اور بدخواہ کو اُسکے ساتھ ملزم اور ساکت کریں پس ایک گزند عظیم روح شرع کو اُس سے پہنچتا ہے اگرچہ قالب شرع قایم معلوم ہوتا ہے اسی لیے اسکو ملک عضوض یعنی سلطنت گزند فرمایا ہے اُس مقام پر کہ خلافت راشدہ کے گزرنے کے بعد اُسکے وجود کی طرف اشارہ کیا ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ تحقیق یہ امر شروع ہوا نبوت اور رحمت پھر ہولی خلافت اور رحمت پھر بادشاہی سختی کی) اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ سلطنت عادلہ دو قسم پر ہے۔ اعلیٰ اور اسفل اسلیے کہ ظاہر شرع کی پاسداری جو سلطنت عادلہ کے واسطے لازم ہے یا خوف خالق کی بنا پر ہے یا پاس مخلوقات کی وجہ سے ہے پس اول اعلیٰ ہے اور ثانی اسفل۔ بیان اسکا یہ ہے کہ سلطان عادل جو ظاہر شرع کا پاسدار ہے اور اُسکے احاطہ سے قدم باہر نہیں رکھتا باعث اس پاسداری کا یا تو یہ امر ہے کہ ملک علی الاطلاق اور مالک بالاستحقاق کو شاہ شاہان اور دستگیر ہر عاجز و ناتواں اور قادر بر قلیل و کثیر اور قادر بر صغیر و کبیر جانتا ہے اور اپنے تئیں مقہور قدرت پہچانتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ ایک روز محکمہ حساب بحضور رب الارباب حاضر ہونا ہے اور شوخ چشمی اور گستاخی کی پاداش بلا ریب کھینچنی ہے اُسکے حضور میں بادشاہ ذوی الاقتدار اور مسکین ذوی الاضطرار برابر ہیں اُسکی عدالت ہر بزرگ اور خرد پر جاری ہے تکبر اور تجبر ظلم اور ستم فسق اور فجور نکبت اور وبال کا باعث ہے

قائم خواہد شد یا اکابر مملکت و ارکان سلطنت ازو بیزار خواہند گردید
و از انقیاد او دست بردار دیا باین وجہ می باشد کہ کسے از
سلاطین عالی مقدار و خواقین ذوی الاقتدار کہ سلطان
کامل بود در ہمان اقلیم بمنصب سلطنت رسیدہ و بسبب دیانت
و عدالت در خواص و عوام نیکنام گردیدہ و نام نیک او تا ورد
این سلطان زمان زبان زد سائر اہل قری و بلدان ست
پس اگر سلطان کامل از آبا و اجداد این سلطان مذکور بود
پس میداند کہ فرزند سعید و جانشین رشید ہمان وقت این را
خواہند دانست کہ آئین او مطابق قوانین جد خود باشد
والا پسر ناخلف و جانشین بد او را خواہند گفت و اگر
سلطان کامل از آبا و اجداد این سلطان نبودہ پس میخواہد کہ
با او در باب نیکنامی مساوات پیدا کند بلکہ درین مقدمہ
برو مباہات کند پس درین صورت احیاناً این سلطان
مذکور در ظاہر شرع زیادہ تر استقامت میکند بنسبت
سلطان اول یا باین وجہ میباشد کہ زمان سلطنت او
متصل زمان خلافت راشدہ واقع گردیدہ پس میداند کہ
اگر بالکل آئین او مخالف سیرت خلفائے راشدین خواہد شد
لابد ہمہ صغار و کبار ازو متنفر خواہند گردید و ہرگز زمام اختیار
خود با ونخواہند داد بنائً علیہ پاس ظاہر شرع از دست
نمیدہد و بالکل قدم از حیطہ شرع بیرون نمی نہد لیکن
ازانجا کہ افعال اہل تکلف و تصنع ممتاز می باشد از
افعال اہل صدق و اخلاص و این امتیاز را ہر کہ ادنائے
فراست ہم داشتہ باشد بخوبی می فہمد و در دل خود
بالیقین میداند کہ افعال این شخص محض
صورتے ست بے جان و قالبے ست بے روح

قائم ہوگا یا اکابر مملکت اور ارکان سلطنت اس سے
بیزار رہوں گے اور اسکی تابعداری اور فرمانبرداری سے
دست بردار رہوں گے یا یہ باعث ہوتا ہے کہ کوئی
سلاطین عالی مقدار اور خواقین ذوی الاقتدار سے
کہ سلطان کامل تھا اسی اقلیم میں منصب سلطنت پہنچا
اور دیانت اور عدالت کے سبب خواص و عوام میں
نیکنام ہوا اور نام نیک اسکا اس سلطان زماں کے وقت
تک تمام اہل قری اور بلدان کی زبان زد ہے پس اگر
سلطان کامل اس سلطان مذکور کے آبا و اجداد سے
تھا تو جانتا ہے کہ فرزند سعید اور جانشین رشید اسی وقت
اسکو جانیں گے کہ اسکا آئین اسکے دادا کے قوانین کے
مطابق ہوئے ورنہ پسر ناخلف اور جانشین بد اس کو
کہیں گے اور اگر سلطان کامل اس سلطان کے آبا و
اجداد سے نہوا پس چاہتا ہے کہ اسکے ساتھ در باب
نیکنامی مساوات پیدا کرے بلکہ اس مقدمہ میں اسپر مباہات
اور مفاخرت کرے پس اس صورت میں احیاناً یہ سلطان
مذکور ظاہر شرع میں بہ نسبت سلطان اول زیادہ تر استقامت
کرتا ہے یا باعث شرم یہ ہوتا ہے کہ اسکی سلطنت کا زمانہ خلافت
راشدہ کے زمانے کے متصل واقع ہوا پس جانتا ہے کہ اگر
اسکا آئین بالکل خلفاء راشدین کی سیرت کے مخالف ہوگا
بالضرور تمام صغار و کبار اس سے متنفر اور بیزار ہونگے اور
ہرگز اپنے اختیار کی باگ اسکے ہاتھ میں نہ دینگے بنا براں ظاہر
شرع کا پاس ہاتھ سے نہیں دیتا ہے اور احاطہ شرع سے
قدم باہر نہیں رکھتا ہے لیکن ازانجا کہ اہل تکلف اور ارباب
تصنع کے افعال اہل صدق و اخلاص کے افعال سے
ممتاز ہوتے ہیں اور جو کوئی تھوڑی سی فہم و فراست بھی رکھتا ہے
اس امتیاز کو بخوبی سمجھتا ہے اور اپنے دل میں بالیقین جانتا ہے
کہ اس شخص کے افعال محض صورت بے جان اور قالب بے روح ہیں

پس گویا کہ اصل شعلۂ ایمان در دلِ او افروختہ ست
فاما دودِ ہوا و ہوس با او آمیختہ و برقِ یقین بر دلِ او
درخشندہ فاما ظلمت تغیرِ نیت او را پوشیدہ بخاری
عن حذیفۃؓ انہ قال قلت یا رسول اللہ ھل بعد
ھذا الخیر من شر قال نعم قلت وھل بعد ذلک
الشر من خیر قال نعم وفیہ دخن قلت وما دخنہ قال
یستنون بغیر سنتی ویھدون بغیر ھدی مراد از خیرِ اول
زمانِ نبوت و خلافتِ راشدہ است و مراد از
شر افتراقِ امت ست و در اواخر زمانِ خلافت
راشدہ و مراد از خیرِ ثانی قیامِ سلطنتِ عادلہ است
و کلمۂ دخن و ما بعدِ آن اشارت ست بآنکہ این حکومت
سلطنت ست نہ حکومت خلافتِ راشدہ ہمین
سلطنت را سلطنتِ کاملہ میگوییم یا پاسداری ظاہر
شرع بہ این وجہ باشد کہ ہر چند خوف الٰہی باین
حد نمی دارد کہ مانع نفسِ امارہ می تواند شد فاما
شرِ مخلوقات دامن او را نمی گذارد کہ نفس امارہ
او را از حیطۂ شرع برآرد و باعثِ این شر
مختلف می باشد گاہے باین وجہ متحقق می شود کہ
در اقلیمے کہ سلطنتِ او قائم گردیدہ اعزۂ آن اقلیم
متدین باشند و متمسک بظاہرِ شرع یا تشرع در آن
اقلیم بطریقِ رسم و عادات جاری باشد کہ ہر کس و
ناکس متمسک باشد و ہر مومن و منافق بآن مقید بنا علیہ
سلطان مذکور میداند کہ اگر مخالفت ظاہرہ با شرعِ
شریف خواہد کرد ہر آئینہ در جمہورِ انام بدنام
خواہد گردید یا بلوائے عام از خواص و عوام بر سرِ او

پس گویا کہ اصل شعلۂ ایمان اُسکے دل میں افروختہ ہے
لیکن ہوا و ہوس کا دھواں اُسکے ساتھ ملا ہوا ہے اور برقِ
یقین اُسکے دل پر روشن اور درخشندہ ہے لیکن تغیر
نیت کی ظلمت اور تاریکی نے اُسکو چھپایا ہے چنانچہ
حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے (ترجمہ کہا میں نے دریافت
کیا رسول اللہؐ سے آیا اس بھلائی کے بعد بُرائی ہے فرمایا
ہاں اور میں نے عرض کیا کہ اس بُرائی کے بعد بھی بھلائی
ہے فرمایا ہاں اور اسمیں خرابی ہے میں نے کہا کہ خرابی
کیا ہے فرمایا کہ ایک قوم ہے میرے طریق کے سوا دوسرے
طریقہ اختیار کرینگے اور ہدایت تلاش کرینگے میری ہدایت کے
سوائے) خیرِ اول سے زمانۂ نبوت اور خلافتِ راشدہ مراد ہے
اور مراد شر سے افتراقِ امت ہے اواخر زمانۂ خلافتِ راشدہ
میں اور مراد خیرِ ثانی سے قیامِ سلطنتِ عادلہ ہے اور کلمۂ
دخن اور اُسکا مابعد اس بات کی طرف مشیر ہے کہ یہ حکومت
سلطنت ہے نہ حکومتِ خلافتِ راشدہ۔ ایسی سلطنت کو
ہم سلطنتِ کاملہ کہتے ہیں یا اس سلطانِ عادل کو پاسداری
ظاہر شرع اس وجہ سے ہو کہ ہر چند خوفِ الٰہی اس حد تک
نہیں رکھتا کہ مانع نفسِ امارہ ہو سکے لیکن شرِ مخلوقات
اُسکا دامن نہیں چھوڑتی کہ نفسِ امارہ اُسکو احاطۂ شرع سے
نکالے اور اس شر کا باعث مختلف طور پر متحقق ہوتا ہے
کبھی باین وجہ متحقق ہوتا ہے کہ جس ولایت میں کہ سلطنت اُسکی
قائم ہوئی اُس ولایت کے اعزہ اور رئیس متدین ہوویں
متدین اور اہلِ شرع ہوں یا تشرع اُس ولایت میں
بطریقِ رسم و عادت جاری ہو کہ خواہی نخواہی ہر کس و
ناکس ظاہر شرع پر متمسک ہو اور ہر مومن و منافق
اُسکے ساتھ مقید ہووے بنائً علیہ سلطان مذکور جانتا ہے
کہ اگر مخالفت ظاہرہ شرع شریف کے ساتھ کریگا البتہ جمہور
انام میں بدنام ہوگا یا بلوائے عام خاص و عوام سے اُسکے سر پر

ان ابنی هذا سید لعل الله ان یصلح به بین فئتین
عظیمتین من المسلمین ۔ از ہمین حدیث مفہوم گردید کہ
اجماع امت بر سلطان کامل ہم مرضی خدا و رسول ست و
اطاعت او در بارگاہ حق مقبول **نکتۂ ثانیہ** سلطان کامل
بمنزلہ برزخ ست درمیان سلاطین و خلفاء راشدین اگر
حال سلاطین ملاحظہ کنند پس او را خلیفہ راشد انگارند و اگر
حال خلفاء راشدین ملاحظہ کنند پس او را از جملہ سلاطین شمارند
چنانچہ سلطان شام فرمودہ ست لست فیکم مثل
ابی بکر و عمر ولکن ستجدون امراء من بعدی
بناءً علیہ زمان سلطنت او ہم یک گونہ با زمان نبوت و خلافت
راشدہ مشابہت میدارد پس بلاحظہ این مشابہت توان گفت
کہ از ابتدای زمان خلافت راشدہ تا زمان انقضای این سلطنت
کاملہ زمان ترقی اسلام ست ۔ چنانچہ در حدیث شریف وارد شدہ
تدور رحی الاسلام لخمس و ثلاثین او ست و ثلاثین
او سبع و ثلاثین فان یهلکوا فسبیل من هلک وان
یقم لهم دینهم یقم لهم سبعین عاما و کلمہ ان یہلکوا
اشارت ست بظہور فتنہ و تخلل انتظام خلافت در آخر زمانہ خلافت
راشدہ و کلمہ ان یقم لهم دینهم اشارت ست بترقی دین در
مجموع زمان ظہور شوکت نبوت و خلافت راشدہ و سلطنت کاملہ
و نیز در حدیثے دیگر وارد شدہ تعوذوا بالله من رأس
السبعین و این کلمہ اشارت ست بانقضای زمان
سلطنت کاملہ پس گویا کہ مجموع این مدت از منہا را
زمان برکت قرار دادہ اند کہ شر و فسادے کہ قابل
تعوذ باشد بعد انقضای سلطنت کاملہ ظاہر خواہد گردید
نکتۂ ثالثہ سلطان کامل ہم نوعے نصیبہ از نیابت

(ترجمہ یہ میرا بیٹا سید ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کے سبب
مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے) اور اسی حدیث سے
یہ بھی سمجھ میں آیا کہ اجماع امت سلطان کامل پر بھی مرضی خدا و
رسول ہے اور اسکی اطاعت بارگاہ حق میں مقبول ہے
نکتۂ ثانیہ سلطان کامل سلاطین اور خلفاء راشدین کے
درمیان بمنزلہ برزخ ہے پس اگر حال سلاطین ملاحظہ فرمائیں
اسکو خلیفہ راشد شمار میں لائیں اور اگر خلفاء راشدین ملاحظہ کریں
اسکو جملہ سلاطین سے گنیں چنانچہ سلطان شام نے فرمایا ہے
(ترجمہ میں تم میں مثل ابو بکر اور عمر کے نہیں ہوں اور
لیکن قریب دیکھو گے امیر میرے بعد) بناءً علیہ اسکی
سلطنت کا زمانہ بھی زمانۂ نبوت اور عہد خلافت راشدہ
کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے پس اس مشابہت کے
لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ خلافت راشدہ کے ابتدا کے
زمانہ سے اس سلطنت کاملہ کے زمانے کے گزرنے
تک ترقی اسلام کا زمانہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں
وارد ہوا ہے (ترجمہ پھر یگی چکی اسلام کی پینتیس یا چھتیس
یا سینتیس برس پس اگر ہلاک ہوئے پس راہ ہے جو ہلاک
ہوا اور اگر قائم کیا دین قایم رہے ستر سال) کلمہ ان یہلکوا
ظہور فتنہ اور تخلل انتظام خلافت کی طرف اشارہ ہے
جو خلافت راشدہ کے آخر زمانہ میں واقع ہوگا اور کلمہ
ان یقم لهم دینهم ترقی دین کیطرف اشارہ ہے جو نبوت
اور خلافت راشدہ اور سلطنت کاملہ کے زمانے میں حاصل
ہوگی اور یہ بھی ایک حدیث میں آیا ہے (ترجمہ پناہ مانگو اللہ
تعالیٰ سے شروع ستر برس سے ہیں) اور یہ کلمہ سلطنت کاملہ
کے زمانے کی انقضا کیطرف مشیر ہے تو ان تمام زمانوں
کے مجموعے کو زمان برکت قرار دیا ہے کہ شر و فساد جو قابل
تعوذ ہو سلطنت کاملہ کے گزرنے کے بعد ظاہر ہوئے گا
نکتۂ ثالثہ سلطان کامل بھی ایک قسم کا حصہ نیابت

بنا بر علیہ دیانت و شرع او ہر مومن را پسندیدہ ہم ہست و ناپسندیدہ ہم اما پسندیدگی او پس باعتبار آنکہ بظاہر امر شرعی ست و اما ناپسندی او پس باعتبار آنکہ صادر ست از مرد مکار ریاکار پس افعال او در نظر مومنین مخلصین ہم معروف ست و ہم منکر کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون علیکم امراء تعرفون وتنکرون و این را سلطنت ناقصہ میگوئیم و درین مقام چند لطیفہ ایست کہ در ضمن چند نکتہ بیان میکنم نکتۂ اولی سلطان کامل خلیفۂ راشد حکمی ست یعنی ہر چند بمنصب خلافت راشدہ نرسیدہ فاما عمدہ آثار خلافت راشدہ کہ خدمت ظاہر شرع ست بصدق و اخلاص ازو صادر گردیدہ پس اگر فی وقت من الاوقات سلطان کامل بر سریر سلطنت قائم باشد و امام حق کہ لیاقت خلافت داشتہ باشد ہمدران زمان موجود باشد پس انسب ہمین ست کہ امام حق بر منصب امامت قناعت نماید و سعی خود را در نشر ہدایت مبذول فرماید و با او در امور سیاست دست گریبان نشود و رعایا و جنود را بہ برپا کردن جنگ جدال بے سر و سامان نکند ہر چند منصبے بس عالی کہ عبارت از خلافت راشدہ است از دست او میرود فاما این امر را بملاحظہ خیر خواہی عباد اللہ بر خود گوارا کند و آن را از قبیل رضا بقضا شمارد و از جنس تصدق بر جماہیر مسلمین انگارد چنانچہ حسن مجتبی رضی اللہ عنہ با سلطان شام ہمین راہ پیمودند و باب مخالفت نکشودند و باین مصالحت بر زبان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ممدوح و محمود گردیدند قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لہذا اسکی دیانت اور تشرع ہر مومن پسند بھی کرتا ہے اور ناپسند بھی فرماتا ہے پسندیدگی تو اسکی اس وجہ سے ہے کہ بظاہر امر شرعی ہے اور ناپسندی اسکی اس اعتبار سے ہے کہ اسکا صدور مرد مکار ریاکار سے ہے پس اس کے افعال مومنین مخلصین کی نظر میں معروف منکر دونو معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے (ترجمہ تم پر امیر لوگ حاکم ہونگے کہ تم اُن کے افعال کو اچھا جانوگے اور برا جانوگے) اسکو ہم سلطنت ناقصہ کہتے ہیں اس مقام میں چند لطیفے ہیں کہ چند نکتہ کے ضمن میں انکا بیان ہوتا ہے نکتۂ اولی سلطان کامل خلیفۂ راشد حکمی ہے یعنی ہر چند منصب خلافت راشدہ پر نہ پہنچا لیکن اُسکے عمدہ آثار کہ خدمت ظاہر شرع ہے صدق و اخلاص سے صادر ہوئے پس اگر کسی وقت میں سلطان کامل سریر سلطنت پر قائم ہووے اور امام حق کہ خلافت کی لیاقت رکھتا ہو اُسی زمانے میں موجود ہووے پس انسب یہی ہے کہ امام حق منصب امامت پر قناعت کرے اور اپنی سعی اور اہتمام نشر ہدایت میں مبذول فرمائے اور اُسکے ساتھ امور سیاست میں دست گریبان نہووے اور لشکر کو جنگ و جدال برپا کرنے کے ساتھ بے سر و سامان نہ کرے ہر چند منصب عالیہ کہ عبارت خلافت راشدہ سے ہے اُسکے ہاتھ سے جاتا ہے لیکن اس امر کو بندگان خدا کی خیر خواہی کے لحاظ سے اپنی ذات پر گوارا کرے اور اُسکو از قبیل رضا بقضا جانے اور تمام مسلمانوں پر تصدق کرنے کی جنس سے پہچانے چنانچہ جناب حسن مجتبی رضی اللہ عنہ سلطان شام کے ساتھ یہی راہ چلے اور مخالفت نہ اختیار کی اور اس مصالحت کے ساتھ پہلے ہی زبان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ممدوح اور محمود ہوئی۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

مخالفت و موافقت هیچ روا نمی‌دارد بلکه همین استیفاء لذات
نفسانیه ثمرهٔ سلطنت خود می‌شمارد و همین را سلطنت می‌پندارد
... و سلاطین جابره و شغالهٔ ... مختلف می‌باشند
بسبب اختلاف طبائع یکی را عادت تکبر و تجبر ... می‌باشد
طبعی می‌باشد و دیگری ... را ... و جور ...
می‌باشد و دیگری ... را انهماک در شهوات
... می‌باشد و دیگری را استعمال مسکرات ... لذیذه
لذیذه مرغوب می‌باشد و دیگری ... البسهٔ نفیسه و کسی را لهو و لعب
مرغوب می‌باشد و دیگری ... انتشاط و طرب بالجمله ابواب هوا
و هوس نفس اماره بسیار اند و مقدمات نفس پرستی هزاران هزار
اگر تفصیل آن کرده شود ... انجام نرسد فاما اصول آن
چند است و فروع آن بسیار از انجمله سفاهت است شخصی که
کیاست و فراست ندانسته باشد و همت خود را براه
دوربینی نگماشته نصیب از استقامت نیافته و راه شناخت
اصلاح نساخته معنی ... وفا بجو ... نمی‌شمارد ... حرف
ننگ و عار بخیال نمی‌آرد و هر چیزی که بخیال آدمی
گذرد همان را بیجا ... کار آرد در منفعت و
مضرت او اصلا تامل نمی‌کند و براه عاقبت بینی مطلقا
نمی‌رود بلکه دیوانه وار مثل اطفال می‌بازد و مثل
شتر بی مهار در هر جا ... می‌اندازد و چون مثل
این شخص بمنصب سلطنت می‌رسد تمامی کاروبار
سلطنت را برهم می‌زند افعال او نه مطابق
قوانین شرعی ... و نه موافق آئین عرف ... از
قیام این سلطنت ... کس و ناکس نالان می‌باشد
و هر صغیر و کبیر در آه و فغان این بلا بسبب ... عظیم

شریعت کی مخالفت اور موافقت کی پروا نہیں بلکہ ایسے حصول
لذات نفسانیہ کو اپنی سلطنت کا ثمرہ جانتا ہے ایسے کو سلطنت
جانتے ہیں اور سلاطین جابرہ مخالف شریعت ... بسبب
اختلاف طبائع مختلف ہوتے ہیں کسی کو ... تکبر و تجبر کی
عادت طبعی ہوتی ہے کسی کو ... خود پسندی ... ہے
کسی کو ... ظلم ستم بھاتا ہے کسی کو فسق و فجور کی
طرف ... رغبت ہوتی ہے کوئی شہوات میں مبتلا ہو کر ... رہتا
ہے کسی کو استعمال مسکرات پسند آتا ہے کسی کو
طعام ... لذیذ بھاتے ہیں کسی کو لباس ہائے نفیس
خوش آتے ہیں کسی کو لہو و لعب مرغوب ہوتا ہے کسی کو
... مطلوب ہوتا ہے بالجملہ نفس امارہ کی ہوا و
... کے ابواب بے شمار ہیں اور نفس پرستی کے
مقدمات ہزاروں ہزار اگر انکی تفصیل کیجائے سالہا سال
میں بھی تحریر میں نہ آئے لیکن اصول انکے چند ہیں اور فروع
بیشمار ہیں ازانجملہ سفاہت ہے جو شخص کہ سمجھ اور
دانائی نہیں رکھتا اور اپنی ہمت کو دوربینی کی راہ کی طرف
... کیا ... استقامت سے نہ پایا اور راہ شناسی
کی طرف اصلا ... وفا اور ... مثل
... اور حرف ننگ و عار کو خیال میں نہیں لاتا ... جو
... خیال میں ... اسی کو ... کر ...
... نقصان کی طرف اصلا تامل نہیں کرتا ...
... اور دور اندیشی کی راہ سے مطلق نہیں چلتا
بلکہ دیوانہ مثل اطفال لہو و لعب میں دل کی حسرت نکالتا ہے
اور شتر بے مہار کی طرح ہر جگہ منہ ڈالتا ہے جب ایسا شخص
منصب سلطنت پر پہنچتا ہے اسکے تمامی کاروبار کو تباہ اور
... کرتا ہے اسکے افعال نہ مطابق قوانین شرعی ہیں
موافق آئین عرفی ایسی سلطنت کے قیام سے ہر کس و ناکس
نالاں رہتا ہے اور ہر صغیر و کبیر آہ و فغاں کرتا ہے وہ بلائے عظیم ...

پیغمبر سیدارد و ہرچند ریاست او را خلافت نبوت توان گفت اما سلطنت نبوت توان گفت چنانچہ در کتب سابقۂ الٰہیہ در نعت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل شدہ مہاجرہ طیّبہ وملکہ بالشام پس آنچہ از انقیاد کامل و اطاعت بالغ بہ نسبت نبی باید کرد ہمچنین بہ نسبت سلطان کامل ہم باید نمود اگرچہ در اقتباس انوار ہدایت و اتباع آثار دیانت در تہذیب اخلاق تکمیل مقامات وسلوک طریق تقرب الی اللہ و حسن معاشرت باخلق اللہ و تربیت عباد اللہ از وتوان آموخت نکتۂ رابعہ سلطان کامل چون اصل ایمان و اخلاص میدارد و کارہاے عمدہ از دست او سرانجام می یزید و تہنی ظاہر شرع باقبال او رونق میگیرد پس آنچہ بنابر مقتضاے بشریت در ابواب تہذیب اخلاق و امثال آن بعضے امور خلاف سنت از و ظاہر میگردد ازان چشم باید پوشید و در خیرخواہی او بجان و دل باید کوشید سعی قلیل او را بجاے کثیر باید شمرد و عمل صغیر او را بجاے عمل کبیر حساب باید کرد کہ ہرچند باستیفاء لذات نفسانیہ مشغوف ست اما بخدمتگزاری دین رب العالمین موصوف بہیئت کمال صدق و محبت بہین نہ نقص و گناہ ہا کہ ہر کہ نسبے ہنر افتد نظر بعیب کند ہا تشبیہ ثانی در ذکر سلطنت جابرہ۔ باید دانست کہ سلطان جابر عبارت ست از شخصیکہ نفس امارہ برو بحدے سورش کند کہ نہ خوف خالق مانع او میتواند شد و نہ شرم مخلوقین و در اجراے مقتضیات نفس خود بملاحظہ شرع دارد و نہ پاس عرف ہرچہ نفس امارہ او را میفرماید بلاتکلف آن را بجامی آرد

پیغمبر سے رکھتا ہے ہرچند کہ اُسکی ریاست کو خلافت نبوت نہیں کہہ سکتے لیکن سلطنت نبوت کہہ سکتے ہیں چنانچہ کتب سابقۂ الٰہیہ میں جناب سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت میں نازل ہوا ہے (ترجمہ جا ہے ہجرت اُسکی طیبہ ہے اور ملک اُسکا شام ہے) پس جو اپچھ کہ اتباع کامل اور اطاعت بالغ نبی علیہ السلام کی نسبت کرنا چاہیے ایسے ہی سلطان کامل کی نسبت بھی ضروری ہے اگرچہ ہدایت کے انوار کا اقتباس اور دیانت کے آثار کا اتباع تہذیب اخلاق اور تکمیل مقامات میں اور تقرب الی اللہ کے طریق کا سلوک اور حسن معاشرت باخلق اللہ اور تربیت عباد اللہ اُس سے نہیں سیکھہ سکتے نکتۂ رابعہ سلطان کامل چونکہ اصل ایمان اور اخلاص رکھتا ہے اور عمدہ کام اُسکے ہاتھ سے سرانجام پاتے ہیں اور ظاہر شرع کی تہنی اُسکے اقبال سے رونق پکڑتی ہے اگرچہ بوجہ مقتضاے بشریت ابواب تہذیب اخلاق وغیرہ میں بعض امور خلاف سنت اُس سے ظاہر ہوتے ہیں جو قابل اغماض ہیں اُسکی خیرخواہی میں بجان و دل کوشش کرنا چاہیے اور اُسکی تھوڑی سی سعی کو بہت خیال کرنا چاہیے اور اُسکے عمل صغیر کو بجاے عمل کبیر حساب میں لانا چاہیے اگرچہ حصول لذات نفسانیہ میں بدرجۂ غایت مشغوف ہے لیکن دین رب العالمین کی خدمتگزاری میں سراپا مصروف ہے بہیت کمال صدق و محبت بہین نہ نقص و گناہ ہا کہ ہر کہ نسبے ہنر افتد نظر بعیب کند ہا

تشبیہ ثانی میں سلطنت جابرہ کا ذکر ہے

معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان جابر اُس شخص کو کہتے ہیں کہ نفس امارہ اُسپر اس درجہ شورش اور غلبہ کرے کہ نہ خوف خالق اُس سے مانع آئے نہ شرم مخلوق اُس سے بچائے اور اپنے نفس کی خواہشوں کی اجرا میں نہ شرع کا لحاظ رکھے اور نہ پاس عرف اسکو ہے جو کچھ نفس امارہ اُسکو فرماتا ہے بلاتکلف بجا لاتا ہے

خزینہ محال پس لابد انواع ظلم و تعدی در بابِ تحصیلِ اموال
از و صادر میگردد و بر رعایا دست درازی میکند و در ملک
فسادے راہ مییابد اکثر ضعفا و غربا خانہ ویران می شوند و
اہلِ زراعت و تجارت بے سروسامان و نیز ہمین فسق و
فجور بعضے احیان بہ پردہ دری اربابِ ننگ و دست درازی
بر ناموسِ اہلِ عزت منجر میگردد و این ہم باعثِ بربادی
مملکت میشود و نیز وقتیکہ سلطانِ وقت در ابواب لہو و لعب
و نشاط و طرب مستغرق گردید لابد حال عدالت و حفاظت
بخرابی کشید پس درمیانِ رعایا ہم تظالم جاری می شود
بالجملہ فسق و فجورِ سلاطین بظلم و تعدی و فساد ملک و
خرابی رعایا منجر می شود۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان ھذا الامر بدئ نبوۃ و رحمۃ ثم یکون خلافۃ
و رحمۃ ثم ملکا عضوضا ثم ملکا جبریۃ و عتوا و
فسادا فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور یرزقون
علی ذلک و ینصرون حتی یلقوا اللہ و این
سلطنت فسق و ظلم در حقِ امت و ملت بلائے ست
بس عظیم چہ اربابِ کیاست و دیانت اکثر از سلاطین وقت
دور و دور گریزند و از صحبتِ ایشان پرہیزند و در محافل و
مجالسِ ایشان داخل نشوند و تقربِ ایشان حاصل نکنند
پس معاش ایشان فاسد میگردد و اطمینان قلبی ہیچگونہ
دست نمیدہد تا باصلاحِ معاد متوجہ شوند و در طلبِ
راہِ حق مشغول گردند و اگر تقرب جویند و راہِ مقربان
ایشان پویند لابد اول از دین و ایمان دست بردار شوند
و از ننگ و عار بیزار فحش گوئی را کمالِ خود شمارند و مسخرہ و سرائی
را ہنر خود انگارند پس چارۂ کار ہمین ست کہ

خزینہ محال ہے تو بالضرور اقسام کے ظلم و تعدی تحصیلِ
اموال کے بارہ میں اُس سے صادر ہوتے ہیں اور رعایا
پر دست درازی کرتا ہے اور ملک میں فساد راہ پاتا ہے
اکثر ضعیف و غریب محتاج و ناتوان خانہ ویران ہوتے
ہیں اور اہلِ زراعت و تجارت بے سروسامان ہوتے ہیں
اور کبھی یہی فسق و فجور اربابِ ننگ و ناموس اور اہلِ
عزت کی پردہ دری اور بے عزتی کا باعث ہوتا ہے یہ
امر بھی سلطنت کی بربادی کا سبب ہے اور یہ بھی یاد رہے
کہ جس وقت سلطانِ وقت ابواب لہو و لعب اور مقدماتِ
نشاط و طرب میں مستغرق ہوگا لابد عدالت اور حفاظت کا
حال خراب اور تباہ ہوگا پس رعایا کے درمیان بھی
تظالم جاری ہوگا بالجملہ سلاطین کا فسق و فجور ظلم و
تعدی اور ملک کے فساد و خرابی کا سبب ہوتی ہے
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ یہ کام نبوت
اور رحمت سے شروع ہوا پھر ہوئی خلافت اور رحمت
پھر بادشاہی سخت ہوئی پھر ہوئی بادشاہی ظلم اور
زیادتی کی اور ملک میں فساد برپا ہو حریر اور فروج اور
شراب کو حلال جانیں روزی اور فتح اسی پر ہو یہاں تک کہ
اللہ تعالیٰ سے ملیں) اور یہ فسق و ظلم کی سلطنت امت و
ملت کے حق میں ایک بلائے عظیم ہے کیونکہ اہلِ دانش
اور اہلِ دیانت اکثر سلاطین وقت سے دور دور جائیں
اور انکی تقرب حاصل نکریں نظر براں اُنکی معاش میں فساد
راہ پاسے اور اطمینانِ قلبی ہر طرح ہاتھ سے جائے جو صلاح
معاد کا باعث اور راہ حق میں مشغول ہونے کا سبب ہے
اور اگر یہ لوگ اس بادشاہ کا تقرب چاہیں اور مقربان
کی راہ اختیار کریں لابد اول دین و ایمان سے دست بردار
ہوں اور ننگ و عار سے بیزار فحش گوئی کو اپنا کمال جانیں
اور مسخرہ و سرائی کو ہنر پہچانیں پس چارۂ کار یہی ہے کہ

ہر عاقل و سفیہ ازان گریزد و ہر غافل و نبیہ ازان پرہیزد۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعیذك باللہ من امارة
السفہاء و قال تعوذوا باللہ من رأس سبعین و امارة
الصبیان وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھلاك امتی
علی یدی غلمة من قریش و از انجملہ ابواب عیاشی
است تفصیلش آنکہ بعضے اشخاص بحسب جبلت مغلوب
قوت شہویہ میشوند کہ تمام ہمت ایشان و استیفاء لذات
نفسانی و راحت جسمانی مصروف میباشد و عقل ایشان
بدقائق عیاشی مشغوف شب و روز در تدقیقات طعام
مرغوب و لباس خوش اسلوب و شرب خمور و دیگر
مسکرات مولد فرح و سرور و شطرنج بازی و مزمار نوازی
و عقد محافل رقص و سماع و انہاک در اغلام و جماع
و بناء عمارات بلند و تفرج بساتین دلبند و امثال ذٰلك
غور و فکر میکنند و داد فسق میدہند چون امثال این
اشخاص بمنصب سلطنت میرسند عقلائے دقیقہ شناس
بحضور ایشان مجتمع می شوند چون رغبت ایشان را
بامور مذکورہ میدانند سعی بلیغ در استخراج ابواب لہو
لعب و نشاط و طرب بجا می آرند و آن را فنے لبس
طویل و عریض میگردانند و این فن را بغایت کمال
میرسانند و این سلاطین ہم ارباب ہمین فنون را ہمنشین و
خیرخواہ می شناسند و مقرب بارگاہ خود می شمارند پس
ہرکہ از ایشان عیاش برملاست و نقال بیحیا و
قلتبان حیلہ باز ست و مغنی مزمار نواز ہمان ست
مقرب بارگاہ و معظم درگاہ و از بسکہ این ابواب فسق و
فجور بدون اسراف بکمال نمی رسند و اسراف بدون کثرت

ہر عاقل و نادان اس سے بھاگتا ہے اور غافل و ہوشیار
اس سے پرہیز کرتا ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
(ترجمہ پناہ میں دیتا ہوں تجھکو اللہ تعالیٰ کی بیوقوفوں کی
امیری سے اور فرمایا پناہ مانگو اللہ تعالیٰ کی شروع ستر
سال کے سے اور لڑکوں کی امیری سے) اور فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ میری امت ہلاک ہوئے
قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں پر) اور از انجملہ ابواب عیاشی
ہیں تفصیل اُسکی یہ ہے کہ بعض اشخاص اپنی عادت جبلی
کے موافق مغلوب قوت شہویہ ہوتی ہیں کہ تمام ہمت کو
استیفاے لذات نفسانی اور حصول راحت جسمانی میں
مصروف رکھتے ہیں اور اُنکی عقل ہمیشہ دقائق عیاشی میں
مشغول رہتی ہے اور شب و روز تلاش و تدقیقات طعام
مرغوب اور لباس خوش اسلوب اور شرب خمور اور دیگر
مسکرات مولد فرح و سرور اور شطرنج بازی اور مزمار نوازی
اور انعقاد محفل رقص و سماع اور انہاک اغلام و جماع اور بناء
عمارات بلند و تفرج بساتین دل پسند وغیرہ میں غور اور فکر
کرتے ہیں اور داد فسق دیتے ہیں۔ جب ایسے لوگ منصب
سلطنت پر پہنچتے ہیں عقلا سے دقیقہ شناس اُنکی حضور میں
جمع ہوتے جو اُنکی رغبت اُمور مذکورہ کی طرف دیکھتے ہیں
لہو و لعب اور نشاط و طرب کے تداعی اور اسباب کے
استخراج اور حصول میں سعی بلیغ اور کوشش بجا لاتے ہیں
اور اُسکو بہت طول و عریض بناتے ہیں اور اس فن کو درجہ
کمال پر پہنچاتے ہیں اور یہ سلاطین بھی ان اہل فنون کو اپنا
ہمنشین اور خیرخواہ پہچانتے ہیں اور مقرب بارگاہ جانتے ہیں
پس جو کوئی اُن میں سے عیاش برملا ہے اور نقال بیحیا ہے
اور قلتبان حیلہ باز ہے اور مغنی مزمار نواز ہے وہی مقرب
بارگاہ ہے وہی معظم درگاہ ہے اور از بسکہ یہ ابواب فسق و
فجور بدون اسراف کمال کو نہیں پہنچتے اور اسراف بدون کثرت

مال جست بر بستہ شد بہ بہانہ اہل عمایا اند و بہ بخل نشست
پس چون ست نزد ایشان وزیر مشیر و امیر کبیر پس بسبب
مساعی ایشان فن حیلہ سازی و فریب بازی باتمام میرسد و
اصول و فروع آن مستحکم میگردد و اما بخل پس بیانش آنکہ
از ملازمان خود میخواہند کہ خدمت ایشان بجان و دل بجا آرند
و آن را از منافع خود شمارند فاما از خزانۂ عامرہ چیزے کم نگردد و از
و خیفۂ وافرہ یک خرمہرہ نیز برآید بنابران حیلہ ہا بسیار بنا بر نصب
استخدام ایشان ہم بانگیزند و حسن خلق و تالیف خلق در فن ریاست
و سیاست ہمی آمیزند پیکے الزام نہادہ خدمت او را برباد کنند
و دیگرے را بمجرد تعظیم و تکریم فریب میدہند بالجملہ مقصود ایشان
ہمین ست کہ خدمت از ایشان بگیرند و چیزے بایشان ندہند
و جائیکہ لابد و ادن چیزے لازم گردد پس بہ حیلہ دہند کہ حق
ایشان بایشان کامل نرسد بلکہ چیزے از حق ایشان در خزینہ
بماند مثلاً زر و سیم کم عیار دہند و کامل العیار در حق خود بگیرند
و چند ایام را از زمان خدمتگزاری ایشان خارج از حساب انگارند
و بعد از خدمتگزاری بسیار در دفتر حساب نام ایشان بنگارند
و این سلطنت طمع و بخل آخر بفساد مملکت میکشد و
اصل حکومت برباد میرود لکن مصلحت وقت در
حق رعایا ہمین ست کہ بر کد و کاوش سلطان بخیل
مصابرت نمایند و راہ منازعت با او نہ پیمایند کہ
مبادا آنچہ بالفعل در پردۂ حیلہ بازی و سخن سازی
می کند بر تقدیر منازعت دست تعدی بے پردہ
بکشاید چہ او مجبول ست بر طمع وقتیکہ برائے
تحصیل مال ہیچ راہ نخواہد یافت بتعدی صریح بالضرورت
خواہد شتافت۔ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اموال و اجناس کے حاصل کرنے میں تدبیر و حیلہ نکالا وہی
اُنکے نزدیک وزیر مشیر اور امیر کبیر ہے۔ انھیں لوگوں کی
سعی اور کوشش کے سبب حیلہ سازی اور فریب بازی
کے فن کو ترقی ہوتی ہے اور اُسکے اصول فروع قائم ہوتے
ہیں رہا بخل اُسکا بیان یہ ہے کہ اپنے ملازمین سے بلحاظ فخر
چاہتے ہیں کہ ہماری خدمت بجان و دل بجالائیں لیکن
خزانۂ عامرہ سے ایک چیز کم نہو وے اور وظیفۂ وافرہ سے
ایک خرمہرہ نہ باہر جاوے نظر براں بہت کچھ حیلے خدمت
لینے کے منصب میں ظاہر فرماتے ہیں اور حسن خلق اور تالیف
خلق فن ریاست و سیاست میں بجالاتے ہیں کسی پر
ناحق الزام رکھکر اُسکی خدمت کو برباد کرتے ہیں اور کسی کو
بمجرد تعظیم و تکریم فریب دیتے ہیں بالجملہ مقصود انکا یہی ہے
کہ اُنسے خدمت لیں اور ایک کوڑی اُنکو نہ دیں اور جس صورت
میں کہ خواہی نخواہی دینا ہی پڑے کہ ایسے طور سے دیویں کہ
پورا حق اُنکے پاس نہ پہنچے بلکہ کوئی چیز اُنکے حق سے خزانہ میں رہے
مثلاً سونا چاندی ناقص اُنکو دیں اور عمدہ اور کامل لوگوں سے
لیں اور کچھ دن زمانۂ خدمتگزاری سے خارج از حساب
ٹھہرائیں اور بہت خدمت لینے کے بعد حساب کے دفتر
میں اُنکا نام لکھوائیں آخر کو طمع اور بخل کے سلطنت
مملکت میں فساد پیدا کرتی ہے اور اصل حکومت برباد
جاتی ہے لیکن مصلحت وقت رعایا کے حق میں یہی ہے
کہ سلطان بخیل کی کد و کاوش پر صبر کریں اور اُسکے ساتھ
لڑائی جھگڑے کی راہ نہ چلیں کہ جو کچھ بالفعل حیلہ بازی
اور سخن سازی کے پردہ میں کرتا ہے مبادا کہ بر تقدیر
منازعت جور و تعدی کا ہاتھ بے پروا دراز کرے
کیونکہ طمع اُسکی عادت جبلی ہے جس وقت کہ تحصیل مال
کے واسطے کوئی راہ نہ پائیگا بالضرور ظلم صریح کی طرف قدم
اُٹھائیگا چنانچہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے

اصل دین و ایمان را برباد ندهند و زنهار ریاست ایشان
اختیار نکنند هرگز اینچنین خیال در دل نیارند که دین خود
را محفوظ دارند و بقدر ضرورت که اصلاح معاش انسان
منحصر باشد قدرے از سعی و کوشش در آسانی خود
بحضور ایشان بجا آرند این خیالیست پُر اختلال و وہمے
است سراسر باطل و محال بیت هم خدا خواهی و هم
دنیاے دون ٭ این خیال است و محال است و جنون ٭
و از انجمله حُب مال است تفصیلش آنکه بعضے از ایشان
مجبول میباشند بر حُب مال بوجهے که بنفس اجتماع اموال
مسرور میشوند اگرچه در لذائذ خود صرف ننمایند بلکه اجتماع
مال را از اعظم لذائذ می شمارند و کثرت آن را از بهترین راحات
می انگارند هرگاهے که بخزائن و دفائن خود می بینند از دل
شادان و فرحان میشوند و براه افزونی او سیلیست هزاران تکالیف
و رنج در فراهم کردن خزینه و گنج بر جان خود گوارا میسازند
هرچند گرسنگی و برهنگی می میرند لیکن خرمهره از آن بر نمی آرند
وچون امثال این اشخاص بمنصب سلطنت می رسند
داد بخل میدهند اما حرص پس حالش اینکه در استیفاء حق
خود از اهل زراعت و تجارت و اغنیا و فقرا و سائر رعایا
تا نقیر و قطمیر می شمارند و یکخرمهره هم بطریق مسامحت نمی گذارند
بلکه از دل خواهان این معنی میباشند که از کسے رعایاے ایشان
گناهے واقع شود یا حیلهٔ نسبت ایشان متحقق گردد
پس او را بهمین حیله دار و گیر کنند و اموال و اجناس او را
بلطائف الحیل میکشند بالجمله در اخذ اموال خود هم
غور و تامل مینمایند و همنشینان ایشان هم درهمین باب
عقل خود را کار میفرمایند پس هر که تدبیرے برائے اخذ

اصل دین و ایمان کو برباد نہ کریں اور ہرگز ہرگز انکی ریاست
اختیار نکریں اور ہرگز ایسا خیال دل میں نہ لائیں کہ اپنے
دین کو محفوظ رکھیں اور انکے حضور میں حاضر ہوکر اپنی
اصلاح معاش میں ساعی ہیں کیونکہ یہ ایک خیال ہے
پُراختلال اور ایک وہم ہے سراسر باطل و محال بیت
ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دون ٭ این خیال ست و
محال ست و جنون ٭ اور از انجملہ حُب مال پر مجبور ہوتے
ہیں یعنی اُنکی عادت جبلّی ہے کہ نفس اجتماع اموال کے
ساتھ مسرور ہوتے ہیں اگرچہ اپنے لذائذ میں صرف نکریں
بلکہ اجتماع مال کو اعظم لذائذ سے شمار کرتے ہیں اور اُسکی
کثرت کو بہترین راحات سے جانتے ہیں جس وقت کہ اپنے
خزائن اور دفائن کی طرف دیکھتے ہیں نہایت شادان و
فرحان ہوتے ہیں اور جسطرح اُسکی زیادتی اور ترقی چاہتے
ہیں ہزار طرح کی تکالیف و رنج خزینہ اور گنج کے جمع کرنے
میں اپنی جان پر گوارا کرتے ہیں ہرچند گرسنگی اور برہنگی میں
مرتے ہیں یعنی بہت کچھ تکلیف اُٹھاتے ہیں لیکن ایک
خرمہرہ اُس سے صرف میں نہیں لاتے ہیں اور جب ایسے
لوگوں کو منصب سلطنت ملتا ہے داد حرص و بخل دیتے ہیں
حرص کا حال یہ ہے کہ اہل زراعت و تجارت اور اغنیا
اور فقرا اور تمام رعایا سے اپنا پورا حق وصول کرنے میں
نقیر و قطمیر قلیل و کثیر کا لحاظ رکھتے ہیں اور ایک خرمہرہ بھی
بطور مسامحت اُنکے ذمہ نہیں چھوڑتے بلکہ دل سے اس
بات کے خواہاں رہتے ہیں اگر رعایا میں سے کسی سے کوئی
گناہ واقع ہوئے تو اُس کو اس حیلے سے گرفتار کریں اور
دار و گیر کے ساتھ پیش آئیں اور اُنکے اموال و اجناس کو
بلطائف الحیل سے اڑائیں الحاصل اخذ اموال میں خود بھی
غور و تامل کرتے ہیں اور اُنکے ہمنشین بھی رات دن اسی
تردد اور فکر میں مرتے ہیں پس جب کسی نے ناحق رعایا سے

سائرِ اغنیا، وفقرا بحدیست کہ پا یانے ندارد حتیٰ کہ ضعفا و غربا مسلمین تسلّط کفار نابکار را از تسلّط این جبابرہ ہزار درجہ بہتر بشمارد و آن را باعثِ اطمینانِ خلق اسی انگارند چنانچہ رعایا از سلطانِ ظالم در رنج اند ہمچنین سلطانِ ظالم ہم از رعایاے خود بیزار ایشان بلاے او روزِ بد میخواہند و او بلاے ایشان۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیار ائمتکم الذین تحبونہم ویحبونکم وتصلون علیہم ویصلون علیکم وشرار ائمتکم الذین تبغضونہم ویبغضونکم وتلعنونہم ویلعنونکم۔ چنانکہ جورِ سلطانی معاشِ رعایا را برباد میکند ہمچنین امرا یان ایشان را از بیخ میکنند چہ از خوفِ او گاہے نمیرسند کہ باقامتِ دین و ایمان مشغول شوند پس قیامِ سلطنتِ ظالمہ مثل انتشارِ مذاہبِ باطلہ ہست کہ قوانین ملّت را برہم میزند و آئین سنّت را گم میکند۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما اخاف علی امتی الاستسقاء بالانواء وحیف السلطان وتکذیب بالقدر۔ و در بعضے احیان بہ نسبتِ بعضے اقوام پُر غضب میشود و انتقام طلب پس در انتقامِ کسے عاصی را از مطیع امتیاز نمیکند و گنہگار را از بیگناہ بلکہ تیغ بیدریغ بر سرِ ایشان میکشد و اقالیم و بلدان را بیچراغ میکند۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من خرج علی امتی بسیفہ یضرب برہا وفاجرہا ولا یتحاشا من مؤمنہا ولا یفی لذی عہد عہدہ فلیس منی ولست منہ۔ و در بعضے احیان شورشِ غضب بہ نسبت بعضے اقوام در دلِ او جوش میزند لکن بالفعل قدرتِ انتقام نمیدارد

تمام اغنیا اور فقرا کے حق میں بدرجۂ غایت ہے یہانتک کہ ضعیف اور غریب مسلمان کفار نابکار کی حکومت اور تسلّط کو اُن ظالموں کی تسلّط اور حکومت سے ہزار درجے بہتر جانتے ہیں اور اسکو باعث اطمینانِ خلق پہچانتے ہیں جیسے کہ رعایا سلطان ظالم سے رنج میں ہیں ایسے ہی سلطان ظالم بھی اپنی رعایا سے بیزار ہے رعایا اُسکے واسطے روزِ بد چاہتی ہے اور وہ اُنکا بُرا چاہتا ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ بہتر امام تمھارے وہ ہیں کہ تم اُنکو دوست رکھو اور وہ تمکو تم اُنکو دعائیں مانگو وہ تمکو اور تمھارے بُرے امام وہ ہیں کہ تم اُنکو بُرا جانو وہ تمکو اور تم اُنکی برائی کرو اور وہ تمھاری) جس طور سے کہ جورِ سلطانی معاش رعایا کو برباد کرتا ہی ایسے ہی امرا یان اُنکو جڑ سے اُکھاڑتا ہے کیونکہ اُسکے خوف سے کبھی نجات نہیں پاتے کہ اقامتِ دین و ایمان میں مشغول ہوویں پس قیامِ سلطنتِ ظالمہ مثل انتشارِ مذاہبِ باطلہ ہے کہ قوانینِ ملّت کو خراب کرتا ہے اور آئین سلطنت کو گم کرتا ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ سوا اسکے نہیں کہ مَیں ڈرتا ہوں اپنی امّت سے کہ بارش مانگے ساتھ انوار کے اور ظلم بادشاہی سے اور تقدیر کو جھٹلا دیں) اور بعض اوقات میں بعض اقوام کی نسبت پُر غضب ہوتا ہے اور انتقام چاہتا ہے پس بدلہ لینے میں کسی فرمانبردار اور غیر فرمانبردار کی تمیز نہیں کرتا اور گناہ بیگناہ کا خیال نہیں کرتا بلکہ تیغ بیدریغ اُنکے سر پر چلاتا ہے اور شہروں اور ولایتوں کا چراغ بجھاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ جو نکلا میری امّت پر اپنی تلوار لیکر مارے بھلے اور بُرے اور نہ پروا کرے ایمان والے کی اور نہ پورا کرے کسی عہد والے کی عہد وہ مجھسے نہیں اور میں اس سے نہیں) اور بعض احیان میں جوشِ غضب بعض اقوام کی نسبت اُسکے دل میں ظاہر ہوتا ہی لیکن بالفعل قدرتِ انتقام نہیں رکھتا

لابی ذرؓ کیف انتم وائمۃ من بعدی سیأثرون لھذا
لفئ قال ابوذر اما والذی بعث بالحق اضع سیفی علی
عاتقی ثم اضرب بہ حتی الحقک قال اولا ادلک علی
خیر من ذلک تصبر حتی تلقانی۔
وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون بعدی
اثرۃ وامورا تنکرونھا وروی ان الصحابۃ قالوا
یانبی اللہ ارایت ان قامت علینا امرا یسئلونا
حقھم ویمنعونا حقنا فما تامرنا قال اسمعوا واطیعوا
فان اطیعوا فان علیھم ما حملوا وعلیکم ما حملتم
وازانجملہ ست حب خونخواری ومردم آزاری بیانش آنکہ
بعضے اشخاص بحسب اصل فطرت مغلوب الغضب وکینہ کش
میباشند کہ در وقت شورش خشم وثوران غضب بوجہے سخت رو و
درشت گو میشوند کہ داد بدخواہی میدہند ہرگز رعایت مقدار
جرم مجرم نمیکنند وبراد نائے تقصیر از دل میرنجند وقدر گناہ
را بر میزان عقل نمی سنجند بلکہ تا وقتیکہ بقتل ونہب نوبت نرسانند
یا اورا روبروے یگانہ وبیگانہ ذلیل وخوار نگردانند ہرگز دل ایشان
تسلی نمیگیرد وخاطر ایشان اطمینان نمی پذیرد واگر از تمام
قوم یک کس با ایشان مخالفت کرد ایشان با تمام قوم
عداوت می نمایند وزبان طعن بر نیک وبد آن قوم میکشایند
چون امثال این اشخاص بمنصب سلطنت میرسند داد
ظلم وجور میدہند وبندگان الٰہی را در انواع تعذیبات
گرفتار می کنند واہل عزت واعتبار را بانواع تذلیل واہانت
ذلیل وخوار در حق بنی آدم بمثابہ گرگ جہندہ اند یا سگ
گزندہ مضرت ایشان در حق صغار وکبار و
ارباب عزت واعتبار ومساکین ذوی الاضطرار و

حضرت ابوذرؓ سے (ترجمہ کیا ہو تم اور امام میرے بعد کے
کہ پسند کریں اس غنیمت کے مال کو کہا ابوذرؓ نے خبردار
قسم ہے اس ذات کی کہ آپ کو ساتھ حق کے بھیجا ہے میری
گردن میری تلوار سے مار دیجیے یہانتک کہ میں آپ سے
ملوں۔ فرمایا کیا میں تجھکو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں صبر کر
یہانتک کہ تو مجھسے ملے) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
(ترجمہ تم میرے بعد نشان اور کام دیکھوگے کہ وہ ناپہچان
ہونگے۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ای
رسول اللہ بتائیے اگر ہمپر ایسے امیر ہوں کہ اپنے حق تو مانگے اور
ہمارے حق نہ دیں تو ہمکو کیا حکم ہے فرمایا سنو اور کہا مانو پس
اگرچہ جو وہ کرینگے پاوینگے جو تم کروگے پاؤگے) اور ازانجملہ
حب خونخواری اور مردم آزاری ہے اُسکا بیان یہ ہے کہ بعض
اشخاص باعتبار اصل فطرت مغلوب الغضب اور کینہ کش
ہوتے ہیں کہ سوزش خشم اور جوش غضب میں کمال سخت روی
اور درشت گوئی کے ساتھ داد بدخواہی دیتے ہیں ہرگز مجرم کے
جرم کی رعایت نہیں کرتے ادنیٰ سے قصور پر رنجیدہ خاطر
ہوجاتے ہیں اور مقدار گناہ کو میزان عقل پر نہیں تولتے
بلکہ تا وقتیکہ قتل اور غارت کی نوبت نہ پہنچائیں یا اُنکو یگانہ و
بیگانے کے روبرو ذلیل وخوار نکریں ہرگز اُنکو چین نہ پڑے
اور اُنکی خاطر مطمئن نہو اور اگر تمام قوم میں سے ایک آدمی
اُنکے ساتھ مخالفت کرے وہ تمام قوم کے ساتھ عداوت
کرتے ہیں اور زبان طعن اُس قوم کے نیک وبد پر کھولتے
ہیں جب ایسے لوگ منصب سلطنت پر پہنچتے ہیں داد جور وظلم
دیتے ہیں اور بندگان خدا کو طرح طرح کے عذاب میں گرفتار
کرتے ہیں اور اہل عزت اور ارباب اعتبار کو اقسام اقسام
کی ذلت اور اہانت میں ذلیل وخوار کرتے ہیں۔ بنی آدم کے
حق میں بمنزلہ گرگ جہندہ یا سگ گزندہ ہیں اُنکی مضرت صغار و
کبار اور ارباب عزت واعتبار اور مساکین ذوی الاضطرار اور

خود مقرر ساختہ مثل سلطان و شاہ و بادشاہ و ملک و
حضور اقدس و امثال ذلک اگر کسے آن الفاظ را بر
فرزندان ایشان ہم جاری گرداند آنرا گنہگار سخت میدانند و
تعزیر و تہدیدہا و میرسانند غرضکہ دل ایشان ہمین میخواہد کہ جان خود
را در بندگان الٰہی و اتباع رسالت پناہی نشمارند و ایشان را
از جنس خود نہ انگارند و در ہر باب راہ علیحدہ اختیار کنند و
جان خود را بہر وجہ امتیاز دہند و نیز میخواہند کہ آئین ایشان
بمثابہ اصول دین و بسان احکام شرع متین مسلم طوائف
انام شود و متبوع ہر خاص و عام کسے را با ایشان مجال
قیل و قال نماند و محل بحث و جدال نباشد گویا کہ با احکام
الٰہی مخاطب نیستند و بر مخالفت او معاتب نہ و ہمین
ہر دو امر یعنی خودکشی و تمنار نفاذ حکم آنا فانا ترقی می گیرد و
صورت تعلّی می پذیرد تا اینکہ بمرتبۂ ادعاے الوہیت و
نبوت می رساند و او را از اخوان فرعون و نمرود میگرداند
ہیچ وصفے از اوصاف ربّ مجید نیست کہ جبار عنید او
را در ضمن تحریر فرامین و پروانجات بخود نسبت نداده
و ہیچ اسمے از اسماء خالق اکبر نیست کہ این جاہل ابتر ذات خود
را بآن لقب ننہاده و ہیچ منصبے از منصب انبیاء مرسلین نیست
کہ این عدو دین ادعاے آن نمودہ و ہیچ مرتبہ از مراتب خلفاے
راشدین نیست کہ این رئیس المفسدین در آن راہ مساوات با
ایشان نہ پیموده و این سلطنت تکبر و تجبر چنانکہ در حق کافہ
امت و دین ملت بغایت مضرست ہمچنین ہزار چند ازان
در حق این داعی جاہل سم قاتل ہست ہیچ سلطانے را از
سلطنت خود آن قدر مضرت نرسیده کہ متکبر را از
سلطنت خود رسیده کہ جان خود را خالق رعایا می شمارد

ذات کے واسطے مقرر کرے مثل سلطان و شاہ و بادشاہ و
ملک و حضور اقدس وغیرہ اگر کوئی اُس لفظ کو اُسکے فرزندان
پر بھی جاری کرے تو اُسکو سخت گنہگار جانے اور تعزیر و تہدید
اُسکو پہنچاوے غرض کہ دل اُنکا یہی چاہتا ہے کہ اپنے جان کو
بندگان الٰہی اور اتباع رسالت پناہی میں نہ جانیں اور
دل کو اپنے جنس سے نہ پہچانیں اور ہر معاملہ میں راہ علیحدہ اختیار
کریں اور اپنی ذات کو ہر وجہ سے امتیاز دیں اور یہ بھی چاہتے
ہیں کہ آئین اُنکا بمثابہ اصول دین و احکام شرع متین
طوائف انام اور خاص و عام میں مسلّم الثبوت ہو اور ہر شخص
اُسکا اتباع کرے اور کسی کو اُنکے ساتھ مجال قیل و قال اور
محل بحث و جدال نہ ہے گویا کہ احکام الٰہی کے ساتھ مخاطب
نہیں اور اُنکی مخالفت پر معاتب نہیں اور یہی دو نو امر
یعنی خودکشی اور تمناے نفاذ حکم آناً فاناً ترقی پکڑتی ہے اور
صورت تعلّی قبول کرتی ہے یہانتک کہ ادعاے الوہیت
اور نبوت کے مرتبے تک پہنچاتی ہے اور اسکو برادران
فرعون اور نمرود سے بناتی ہے - کوئی وصف اوصاف
رب مجید سے نہیں کہ جبار عنید نے اُسکو ضمن فرامین
اور پروانجات میں اپنی طرف منسوب نہ کیا اور کوئی اسم
اسماے خالق اکبر سے نہیں کہ اس جاہل ابتر نے اپنی
ذات کو اُسکے ساتھ ملقب نہ کیا اور کوئی منصب مناصب
انبیاء مرسلین سے نہیں کہ اس دشمن دین نے اُسکا
ادعا نہ کیا اور کوئی مرتبہ مراتب خلفاء راشدین سے نہیں کہ
اس رئیس المفسدین نے اُنمیں اُنکے ساتھ راہ مساوات
نہ اختیار کی - یہ سلطنت تکبر و تجبر جس طرح کہ تمام امت اور
جملہ ملت کے حق میں نہایت مضر ہے ایسے ہی ہزار چند اس سے
اس داعی جاہل کے حق میں سم قاتل ہے کسی سلطان کو
اپنی سلطنت سے اُس قدر مضرت نہ پہنچے کہ متکبر کو اپنی
سلطنت سے پہنچے کہ اپنی جان کو خالق رعایا جانتا ہے

پس تخم کینہ نسبت ایشان در سینہ می کارد و منتظر میباشد
کہ کدام وقتے برسد کہ کینہ دیرینہ را بر روئے کار آرد
کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من وال یلی رعیۃ من
المسلمین فیموت وھو غاش لھم الا حرم اللہ علیہ الجنۃ
و از انجملہ تجبر و تکبر ست بیانش آنکہ بعضے اشخاص بحسب
اصل جبلت سرکش و خود پسند و صاحب دعوی بلند
میباشند بخودستائی مشغوف میباشند و بخودنمائی معروف
جان خود را دوبر میکشند و ہر صغیر و کبیر را فروتر از خود می بینند
اعلائے کمالات غیر را باد نائے ہنر خود اگرچہ محض خیالی باشد
مثل علو حسب و نسب ہرگز ہمسنگ نمی سازند و مساوات
خود را با دیگران بنسبت خود عار و ننگ میدانند غرضکہ
تحقیر اقران را عین عزت خود میشمارند و تعییر اخوان را عین
عظمت خود می انگارند و بر کمالات خود می نازند و کمال
دیگران را از پایۂ اعتبار می اندازند منتہائے آرزوہائے
ایشان ہمین ست کہ ایشان را در میان جمیع افراد
انسان بوجہے امتیاز حاصل شود کہ کسے با ایشان مشارکت
نجوید و راہ مشابہت نپوید چون مثل این شخص منصب
سلطنت میرسد داد تجبر و تکبر میدہد و در رفتار و
گفتار و نشست و برخاست و القاب و آداب و
سائر معاملات و عادات امتیاز خود میجوید و از ہر باب
چیزہا برائے ذات خود بوجہے مخصوص میگرداند کہ
از مشارکت دیگرے در دغایت میرنجد و راہ مساوات
دیگران را بالکل می بندد مثلاً برائے نشستن خود وقتیکہ
تخت ساختہ دیگران را از نشستن بر تخت منع کرد و در
مجلسے کہ خود نشستہ دیگران را از نشستن مانع شد و لفظیکہ برائے

پس تخم کینہ انکی طرف سے سینہ میں بوتا ہے اور منتظر رہتا ہے
کہ کون وقت آئے کہ کینہ دیرینہ کو دل سے ظاہر کرے
جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ نہیں ہے
کوئی سردار کہ سرداری کرتا ہو رعیت کی مسلمانوں پر پھر
وہ مرے اور دھوکا دینے والا ہو انکو مگر حرام کیا اللہ تعالی
نے اسپر جنت کو) اور از انجملہ تجبر و تکبر ہے بیان اسکا یہ ہے
کہ بعض اشخاص بحسب اصل جبلت سرکش اور خود پسند اور
صاحب دعوی بلند ہوتے ہیں خودستائی میں مصروف
خودنمائی میں معروف ہوتے ہیں اپنی جان کو دور تر کھینچتے ہیں
اور ہر صغیر و کبیر کو اپنے سے کمتر دیکھتے ہیں غیر کے اعلی کمال
کو اپنے ادنی ہنر کے مقابلے میں اگرچہ محض خیالی ہو مثل
علو حسب و نسب ہرگز ہمسنگ نہیں ہموزن نہیں کرتے
اور اپنی مساوات کو دوسروں کے ساتھ بہ نسبت خود عار و
ننگ جانتے ہیں غرض کہ اوروں کی حقارت کو اپنی عزت
سمجھتے ہیں اور بھائیوں کی عار کو عین عظمت تصور کرتے ہیں
اور اپنے کمالات پر ناز کرتے دوسروں کو پایۂ اعتبار سے
گراتے ہیں انکی آرزوں کا منبع اور منتہا یہی ہے کہ ان کو
جمیع افراد انسان میں اسی وجہ پر امتیاز حاصل ہوئے کہ
کوئی انکے ساتھ مشارکت نہ چاہے اور راہ مشابہت نہ ڈھونڈے
جب کہ ایسا شخص منصب سلطنت پر پہنچتا ہے داد تجبر اور
تکبر دیتا ہے اور رفتار و گفتار اور نشست و برخاست اور
القاب و آداب اور تمام معاملات و عادات میں امتیاز
تلاش کرتا ہے اور ہر باب سے بہت چیزیں اپنی ذات
کے واسطے مخصوص کرتا ہے یہانتک کہ دوسرے کی مشارکت
سے گھبراتا ہے اور مساوات کے خیال سے پیچ اٹھاتا ہے
مثلاً اپنے بیٹھنے کے واسطے جس وقت تخت بنائے دوسروں کو
اسپر بیٹھنے سے منع فرمائے اور جس مجلس میں کہ خود بیٹھے
دوسروں کو وہاں بیٹھنے سے مانع آئے اور جو لفظ کہ اپنی

و دفائن مدتہا اندوختہ را صرف می نماید و چنین مسجدے بس لطیف نفیس مطلا و مذہب و مصفا و منقش بنا کرد و آنرا از عبادات مالیہ شمرد اگرچہ بناے مثل این مسجد ہم در جنسے اسراف ست کہ در شرع بغایت نامحمود ست و عند اللہ نامقبول لیکن از انجا کہ طریق انفاق نزد او ہمین اسراف ست پس معنی انفاق فی سبیل اللہ ہمین میداند کہ در مصارف محمودۂ شرعیہ ہر قدر کہ اسراف کند ہماں قدر عند اللہ محمود ست و عند الشرع مقبول بنا بر علیہ تقرباً الی اللہ اموال خطیرہ در ان صرف نمود و بنا بر زیادت قبولیت راہ اسراف پیمود قسم ثانی آنکہ سلطان جابر در دل این قدر خوف الٰہی می دارد کہ اعمال شرعیہ را ہم باخلاص نیت بجا آرد بلکہ آنرا ہم بطریق رسم و عادت بنا بر حصول نیکنامی درمیان اہل زمان و اظہار مسابقت بر اقران بعمل می آرد و آن را نیز از لوازم جاہ و جلال خود می شمارد پس چنانکہ اعمال صالحہ سلطان اول باعتبار ظاہر مردود بود و باعتبار نیت محمود ہمچنین اعمال این سلطان ثانی ہم از بیرون فاسد ست و ہم از درون کاسد و درین معنی چند لطیفہ ست کہ در ضمن چند نکتہ بیان باید کرد نکتۂ اولیٰ سلطان جابر ہر چند عند اللہ مردود ست و از ساحت قرب مطرود فاما در نوع انسان یک گونہ از و منفعتے بمومنین و مضرتے بکافرین می رسد مثلاً بنا بر طلب سلطنت و ملکت عقلاے مسلمین را وزیر و امیر میگرداند و بسلاطین کفار مضرتے می رساند اگرچہ پرورش مومنین بنا بر پاس دین و سرزنش کافرین بنا بر اعلاے کلمۂ رب العالمین بعمل نیاوردہ لیس منفعت آن اگرچہ بذات او ہیچ نرسیدہ فاما دین و اہل دین یک گونہ سبز گردید پس او را

اور وہ فائن مدتکا اندوختہ صرف کرتا ہے ایسے ہی ایک مسجد نہایت لطیف نفیس مطلا مذہب مصفا منقش بنا کرے اور اسکو عبادات مالیہ سے گنے اگرچہ ایسی مسجد کی بنا بھی منجملہ جنس اسراف ہے کہ شرع شریف میں نہایت نامحمود ہے اور عند اللہ نامقبول ہو لیکن اس صورت میں کہ طریق انفاق اسکے نزدیک بھی اسراف ہے پس معنی انفاق فی سبیل اللہ یہی جانتا ہے کہ مصارف محمودہ شرعیہ میں جس قدر کہ اسراف کرے اُسی قدر عند اللہ محمود ہے اور عند الشرع مقبول بنا بر علیہ تقرباً الی اللہ اموال کثیرہ انہیں صرف کرے اور زیادتی قبولیت کے خیال سے اسراف کی راہ اختیار کرے قسم ثانی یہ ہے کہ سلطان جابر دل میں اس قدر خوف الٰہی نہیں رکھتا ہے کہ افعال شرعیہ کو بھی اخلاص نیت سے بجالاے بلکہ اسکو بھی بطریق رسم و عادت بنا بر حصول نیکنامی و اظہار مسابقت عمل میں لاتا ہے اور اسکو بھی لیے جاہ و جلال کے لوازم سے گنتا ہے پس جس طرح پر کہ سلطان اول کے اعمال صالحہ باعتبار ظاہر مردود تھے اور باعتبار نیت محمود ایسے ہی اس سلطان ثانی کے اعمال ظاہراً فاسد ہیں اور باطناً کاسد اور اس معنی میں چند لطیفے ہیں کہ چند نکتہ کے ضمن میں بیان ہوتے ہیں نکتۂ اولیٰ سلطان جابر ہر چند عند اللہ مردود ہے اور میدان قرب سے مطرود لیکن نوع انسان میں ایک قسم کی منفعت اُس سے مسلمانوں کو اور ایک طرح کی مضرت کافروں کو پہنچتی ہے مثلاً بنا بر طلب سلطنت عقلاے مسلمین کو وزیر اور امیر بناتا ہے اور سلاطین کفار کو مضرت پہنچاتا ہے اگرچہ پرورش مومنین بنا بر پاس دین اور سرزنش کافرین بوجہ اعلاے کلمۂ رب العالمین عمل میں نہ لایا پس اُسکا نفع اگرچہ اُسکی ذات کو کچھ نہ پہنچا لیکن دین اور اہل دین کو ایک طرح کی سرسبزی حاصل ہوئی پس اُسکو

و یا نبی را خصوصاً وقتیکہ زمانہ یار او باشد و بخت یاور او کہ اکابر اہل زمان زیر دست او شوند و سرکشان اقران بغایت پست درین صورت استکبار او دوبالا میگردد و دماغ نخوت بعالم بالا میرسد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشت امتی المطیطاء وخدمتها ابناء الملوك ابناء فارس والروم سلط الله شرارها علی خیارها وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الکبریاء ردائی و العظمة ازاری فمن نازعنی واحدا منهما ادخلته النار وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغیظ رجل علی الله یوم القیمة واخبث رجل کان یسمی ملك الاملاك لاملك الا الله وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید الله وکل نسائکم اماء الله ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی ولکن لیقل سیدی وفی روایة لایقل العبد لسیدہ مولای فان مولاکم الله باید دانست کہ این سلطنت جابرہ کہ چندے از اوصاف او مذکور گردیدہ بر دو قسم ست **قسم اول** آنکہ سلطان جابر باوجود این شوخ چشمی و گستاخی کہ بالا مذکور گردیدہ قدرے از ایمان ہم داشتہ باشد و بہ بعضے اعمال صالحہ ہمت گماشتہ اگرچہ آن اعمال را ہم بوجہے ادا میکند کہ منطبق بر طریقہ مشروع نیست و نزد اہل دیانت مسموع نہ بلکہ موافق آئین خود آنرا ادا می نماید و بروجہ مطبوع خود دران می درآید اما در دل خود ہمان را وسیلۂ تقرب الی اللہ میسازد و باخلاص نیت بجا می آرد مثلاً چنانکہ در ابواب ہوا و ہوس خود خزائن وافرہ

اور بانی ہر ایا بھی ہوتا ہے خصوصاً اُس وقت کہ زمانہ یاور او بخت مددگار رہا کا بر اہل زمان زیر دست ہوں سرکشان اقران نہایت پست ہوں اس صورت میں استکبار اور غرور اُسکا دوبالا ہوتا ہے اور دماغ نخوت عالم بالا پر پہنچتا ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ جب چلے اُمت میری اور خدمتگار ہوں انکے اولاد بادشاہوں کی اولاد فارس و روم کی مسلط کریگا اللہ تعالیٰ اُنکے بُروں کو اچھوں پر) اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کبریا چادر میری ہے اور بڑائی ازار میری جو کوئی مجھسے چھینے ایک کو ان دو سے اُسکو داخل کروں گا آگ میں) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جس پر سب سے زیادہ خفا ہوگا اور سب سے بدتر سمجھے گا وہ ہے کہ نام رکھے بادشاہوں کا بادشاہ نہیں ہے بادشاہ مگر اللہ تعالیٰ) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ ہرگز نہ کہے ایک تمہارا کہ میرا بندہ میری لونڈی تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں ہاں یوں کہدیا کرو کہ میرا غلام میری خدمتگار ہے اور نہ کہے غلام میرا رب اور یوں کہے کہ میرا سردار آور ایک روایت میں ہے کہ نہ کہے غلام اپنے سردار کو کہ میرا مولا ہو اسلئے کہ مولا تمہارا اللہ ہے) معلوم کرنا چاہیے کہ یہ سلطنت جابرہ کہ چند اوصاف اُسکے مذکور ہوئے دو قسم ہے **قسم اول** یہ ہے کہ سلطان جابر باوجود اس شوخ چشمی اور گستاخی کے کہ اوپر مذکور ہوئی کسی قدر ایمان بھی رکھتا ہو اور بعض اعمال صالحہ کی طرف بھی متوجہ ہو اگرچہ اُن اعمالوں کو بھی ایسی طرح ادا کرتا ہے کہ طریقہ مشروع پر منطبق نہیں اور اہل دیانت کے نزدیک مسموع نہیں بلکہ اپنے آئین کے موافق اُسکو ادا کرتا ہے اور بروجہ مطبوع اُسکو بجالاتا ہے لیکن اپنے دل میں اُسی کو تقرب الی اللہ کرتا ہے اور اخلاص نیت سے بجالاتا ہے مثلاً جس طرح کہ ابواب ہوا و ہوس میں خزائن وافرہ

فاما امر بالمعروف اولی آنچہ باید کرد بحیثیکہ بمخالفت و منازعت نکشد بسر حد بغی و خروج نرسد کہ خروج بر امام جابر شرعاً جائز نیست قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا من ولی علیہ وال فراٰہ یاتی شیئاً من معصیۃ اللہ فلیکرہ ما یاتی من معصیۃ اللہ ولا ینزعن یدا من طاعۃ

تنبیہ ثالث در ذکر سلطنت ضالہ

باید دانست کہ چون زمان سلطنت جابرہ ممتد میگردد و سلاطین جابرین سالہا سال برہمون آئین تجبر و تکبر پے در پے میگذرند در کارخانہ سلطنت گویا کہ زمانہ جاہلیت کہ قبل خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بودہ نمودی نماید و احکام خلافت راشدہ و سلطنت عادلہ مثل خواب فراموش از یاد میروند و از لفظ مطلق ریاست و سیاست ہمین سلطنت جابرہ مفہوم میگردد پس کسے از اہل ہدایت و دیانت امر ریاست و سیاست از جنس طاعت و عبادت نمی شمارد بلکہ آن را از اقبح انواع دنیا پرستی و فحش اقسام سرکشی و مستی می انگارد پس اکابر ملت و اعاظم امت ازین دور دور میگریزند و از قرب و جوار می پرہیزند و از مجالست سلاطین دست بردار می شوند و از مصاحبت ایشان بیزار پس فراعنہ سلاطین بسان ملاعنہ شیاطین بلاتکلف درپے نفس امارہ دور دور میروند و بلاقید در میدان نخوت و غرور میدوند عقل و فکر ایشان و ہمنشینان ایشان در استخراج دقائق فسق و فجور و ابواب اخذ و جر مال و عزل و نصب عمال و ابواب تعذیب رعایا و تخریب بلاد و ابواب تکبر و تجبر مشغول می شود و استنباط اصول و فروع آن میکنند

لیکن امر بالمعروف اُسکو اسی طرح پر کرنا چاہیئے کہ حد مخالفت اور منازعت کو نہ پہنچے اور سرحد بغاوت اور خروج تک نہ کھینچے کیونکہ خروج امام جابر پر شرعاً جائز اور درست نہیں۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ خبردار ہو کہ جو کوئی سردار کے ماتحت ہوا اور اُس سے یعنی سردار سے کوئی گناہ ہو گیا تو گناہ تو برا سمجھتا رہے مگر اُسکی اطاعت سے سر نہ پھیرے)

تیسری تنبیہ میں سلطنت ضالہ کا ذکر ہے۔

معلوم کرنا چاہیئے کہ جب زمانہ سلطنت جابرہ ایک مدت تک رہتا ہے اور سلاطین جابرین سالہا سال اُسی آئین ظلم و ستم پر پے در پے گزرتے ہیں اور کارخانہ سلطنت میں زمانہ جاہلیت کہ قبل زمانہ خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام تھا ظاہر معلوم ہوتا ہے اور خلافت راشدہ اور سلطنت عادلہ کے احکام مثل خواب خرگوش یاد سے جاتے ہیں اور لفظ مطلق ریاست و سیاست سے یہی سلطنت جابرہ مفہوم ہوتی ہے پس کوئی اہل ہدایت و دیانت امر ریاست اور سیاست کو از جنس طاعت و عبادت نہیں جانتا ہے بلکہ اُسکو دنیا پرستی اور سرکشی اور مستی کے بدترین انواع اور اخبث اقسام سے پہچانتا ہے اسی وجہ سے بزرگان ملت اور ارکان امت اس سے دُور دُور بھاگتے ہیں اور قرب و جوار سے پرہیز کرتے ہیں اور سلاطین مجالست سے دست بردار ہوتے ہیں اور اُنکی مصاحبت سے بیزار ہوتے ہیں پس فراعنہ سلاطین بسان ملاعنہ شیاطین بلاتکلف نفس امارہ کے پیچھے دُور دُور جاتے ہیں اور بلاقید میدان نخوت و غرور میں تگاپو بجالاتے ہیں اور انکا اور اُنکے ہمنشینوں کا عقل و فکر بدکاری کی باریکیوں کے نکالنے اور مال و خزانہ لینے اور عاملوں کے بجاتے و موقوفی اور رعایا کے عذاب دینے اور مخلوقات کے خراب کرنے اور لوگوں کی ایذا رسانی میں مشغول رہتا ہے اور ان کے اصول و فروع کا استنباط کرتا ہے

لسانِ گوہر مشعل وار یا اسیرِ خدمتگزار باید فہمید و در کارِ نیک
شریک او باید گردید و وجود او را بہتر از عدم باید شمرد
و حتی المقدور از منازعت او اعراض باید کرد بلکہ از درگاہ
مجیب الدعوات اصلاحِ حال او باید طلبید و ظلم و تعدیٔ او
را از قبیل بلاے آسمانی باید فہمید۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ تبارک وتعالی یقول انا اللہ لا الہ الا انا مالک
الملوک قلوب الملوک فی یدی وان العباد اذا اطاعونی
حولت قلوب ملوکھم علیھم بالرحمۃ والرافۃ وان
العباد اذا عصونی حولت قلوبھم بالسخط و
النقمۃ فسا موھم سوء العذاب فلا تشغلوا
انفسکم بالدعاء علی الملوک ولکن اشغلوا انفسکم
بالذکر والتضرع کی اکفیکم ملوککم
نکتۂ ثانیہ سلطان جابر از بسکہ جانِ خود را از مسلمین
می شمارد گاہ گاہ حمیتِ دینِ متین و غیرتِ شرعِ مبین
از دلِ او میجوشد و بنابران در اعلاے کلمۂ رب
العالمین میکوشد پس درین صورت تائیدِ دینِ متین
ازو صورت می پذیرد و شرعِ مبین ازو رونق میگیرد۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیؤید ھذا
الدین بالعبد الفاجر پس درین صورت
اطاعتِ او از جملۂ ارکانِ اسلام ست و
اعانتِ او خدمتِ سید الانام۔ قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الجھاد ماض الی یوم القیامۃ لا یبطلہ
عدل عادل ولا جور جائر نکتۂ ثالثہ سلطان جابر بلا ریب
محتاج امر بالمعروف ست و اظہارِ حق بحضورِ او افضلِ عبادات
قال النبی صلعم افضل الجھاد کلمۃ حق عند سلطان جائر

لسان گوہر مشعل وار یا اسیر خدمتگزار سمجھنا چاہیے اور نیک کام
میں اُسکے شریکِ حال ہونا چاہیے اور اُسکے وجود کو عدم سے
بہتر خیال کرنا مناسب ہے اور حتی المقدور اُسکی مخالفت سے
اعراض اولیٰ ہے بلکہ درگاہِ مجیب الدعوات سے اُسکی صلاحِ
حال کی دعا ضروری ہے اور اُسکی تعدی اور ظلم و ستم کو منجملہ
بلاے آسمانی جاننا لابدی ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
(ترجمہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں معبود ہوں نہیں کوئی معبود
سوا میرے میں بادشاہوں کا مالک ہوں بادشاہوں کے
دل میرے ہاتھ میں ہیں جب میرے بندے میری اطاعت
کرتے ہیں تو میں اُنکے بادشاہوں کے دلوں میں رحمت
اور نرمی ڈال دیتا ہوں انکی طرف سے اور جب بندے میری
نافرمانی کرتے ہیں تو پھیر دیتا ہوں اُنکے دل یعنی بادشاہوں کے
طرف غصہ اور بُرائی کے پس وہ انکو بُری تکلیف دیتے ہیں
تم اپنے بادشاہوں کو بددعا مت کرو بلکہ تم خود نیکی کرو اور
روؤ کیونکہ تمھارے بادشاہ میرے اختیار میں ہیں) نکتۂ ثانیہ
سلطان جابر از بسکہ اپنی جان کو مسلمانوں میں سے گنتا ہے
کبھی کبھی حمیتِ دینِ متین اور غیرتِ شرعِ مبین اُسکے دل سے
جوش مارتی ہے نظر براں اعلاے کلمۂ رب العالمین میں
کوشش کرتا ہے اس صورت میں تائیدِ دینِ متین اُس سے
صادر ہوتی ہے اور شرعِ مبین اُس سے رونق پکڑتی ہے
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ اللہ تعالیٰ مدد کریگا
اس دین پاک کی ساتھ گنہگار کے) پس اس صورت میں اُسکی
اطاعت منجملہ ارکان اسلام ہے اور اُسکی اعانت خدمت
سید الانام ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ جہاد
قیامت تک جاری رہیگا نہ مٹا دیگا اسکو کوئی عادل اور ظالم)
نکتۂ ثالثہ سلطان جابر بیشک امر بالمعروف کا محتاج ہے
اور اظہار حق اُسکے حضور افضل عبادات ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
(ترجمہ بہترین جہاد حق بات کہنی ہے ظالم بادشاہ کے روبرو)

اینہمہ در شرع ربانی ماموریست و در آئین سلطانی ممنوع و اخذ
محصول مال تجارت زائد از قدر زکوٰۃ و تعیین ظالمان مردم آزار
بر ہر گذر دریا و رہگذر صحرا و بر ہر دروازہ شہر بنا بر دار و گیر
مسافران و اخذ چیزے از اموال ایشان و امثال ذالک
اینہمہ مخالف شرع ربانی ست موافق آئین سلطانی و بسا
جرم ست کہ تعزیر آن در شرع ربانی دیگر ست و در آئین سلطانی دیگر
حد دزدی در شرع قطع ید ست و در آئین سلطانی قتل و یا حبس
برادران بادشاہ در متروکہ پدر خود بحکم شرع شریک اند و بحکم
آئین محروم تمام مال بیت المال در شرع حق کافہ مسلمین ست
و در آئین ملوک حق سلاطین بالجملہ آئین سلطانی ہم بس طویل و عریض
مستوعب احکام رنگا رنگ و اصول گوناگون مقابل شرع ربانی
بہم رسیدہ و تعلیم و تعلم آن درمیان اراکین سلطنت و اساطین مملکت
مروج گردیدہ کہ پدران مشفق برائے تربیت پسران خود بہمین آئین
استادان این فن را کہ ایشان را اتالیق میگویند تعین می نمایند
و تدریجاً ہمین فن را تعلیم میفرمایند و آن را از کمالات ایشان
می شمارند و از مفاخر آنہا می انگارند و خیر خواہان سلطنت
و ترقی خواہان مملکت کہ در صنعت تحریر و تقریر
قوت لسانی و براعت بیانی میدارند بسوئے ہمین آئین
مردمان را دعوت میکنند و بسوئے آن ترغیب میدہند
و کتب و رسائل در آن درست میگردانند و آنرا بذکر شواہد و
دلائل بپایۂ اثبات میرسانند چنانچہ رسالہ در تحلیل لبس حریر
مشہور ست و مسئلہ تجویز سجدہ برائے سلاطین معروف و آئین اکبری
درین فن کتابی ست مبسوط و اصول آئین او کہ مسمی
بدین الٰہی ست و کتاب دبستان مذاہب مضبوط
بالجملہ این سیاست سلطانی مذہبے ست غیر مذہب اسلام

یہ تمام شرع ربانی میں ماموریں اور آئین سلطانی میں ممنوع اور
مال تجارت کا محصول قدر زکوٰۃ سے زیادہ لینا اور ہر گزر دریا
اور رہگذر صحرا اور ہر دروازۂ شہر پر مسافروں کو ایذا پہنچانے
اور انکا مال ہاتھ میں لانے کے واسطے ظالمان مردم آزار کا
تعین کرنا مخالف شرع یزدانی ہے اور موافق آئین سلطانی
اور بہت سے جرم ہیں کہ انکی تعزیر شرع ربانی میں اور ہے
اور آئین سلطانی میں اور چوری کی حد شرع شریف میں ہاتھ کا
کٹوانا ہے اور آئین سلطانی میں قتل یا حبس بادشاہ کے
بھائی باپ کے متروکہ میں از روے حکم شرعی شریک ہیں
اور بحکم آئین محروم بیت المال کا تمام مال شرع میں تمام
مسلمانوں کا حق ہے اور آئین ملوک میں حق سلاطین
بالجملہ آئین سلطانی بھی بہت طویل و عریض ہے کہ شرع شریف
کے مقابل میں احکام رنگا رنگ اور اصول گوناگوں کو
حاوی ہے اور تعلیم تعلم اسکا اراکین سلطنت اور اساطین
مملکت میں مروج ہے کہ پدران مشفق اپنے لڑکوں کی تربیت
کے واسطے اسی آئین پر استادان اس فن کو کہ انکو اتالیق
کہتے ہیں متعلق کرتے ہیں اور تدریجاً اسی فن کی تعلیم فرماتے ہیں
اور اسکو انکے کمالات سے گنتے ہیں اور اسکو مفاخر سے
جانتے ہیں اور خیر خواہان سلطنت اور ترقی خواہان مملکت کے
صنعت تحریر و تقریر میں قوت لسانی اور براعت بیانی
رکھتے ہیں اسی آئین کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور انکی
طرف رغبت دلاتے ہیں اور اسمیں کتابیں اور رسالے لکھے
ہیں اور اسکو شواہد اور دلائل کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچاتے
ہیں چنانچہ ایک رسالہ تحلیل لباس حریر میں مشہور ہے
اور مسئلہ تجویز سجدہ سلاطین کے حق میں معروف ہے
آئین اکبری اس فن میں ایک کتاب مبسوط ہے اور دبستان
مذاہب میں مضبوط اسکے آئین کے اصول کا نام دین الٰہی ہے
الحاصل یہ سیاست سلطانی ایک مذہب ہے غیر مذہب اسلام

و بحکم ہر کہ آمد بران مزید کرد این فن قبیح روز بروز ترقی میگیرد
و قرن بقرن رونق می پذیرد تا اینکہ کلیات آن مضبوط میگردد
و جزئیات آن مبسوط و اصول آن مقرر می شود و فروع آن
محرر در ہر امرے از امور ریاست و سیاست حکمی مخالف
شرع متین ثابت میگردد و در ہر معاملہ از معاملات بنی آدم
اصلے مقابل دین قائم میشود پس ملتے مقابل ملت
مصطفوی برپا میشود و سنتے مقابل سنت نبوی برملا
آئین سلطانی مخالف احکام ربانی پیدا میگردد و قوانین
خاقانی مخالف شرع ایمانی ہویدا بسا چیز ست کہ در شرع
ربانی حرام ست و در آئین سلطانی واجب و ہمچنین بالعکس
مثلاً اطلاق لفظ شاہ شاہان و خداوند جہان و جہانبان و
حضور اقدس و عرش آشیانی و بندۂ خاص و پرستار
باختصاص و قلم قدر توام و استادن امرا دست بستہ
و سرنگون و عقد مجلس رقص و سرود و لبس حریر در ایام
جشن و عید و استعمال ظروف سیم و زر و اظہار فرحت و
سرور در اعیاد کفار مثل نوروز و مہرجان و ہولی و دیوالی
و مثل آن از مقدمات ہزاران ہزار و معاملات بیشمار
اینہمہ در شرع ربانی حرام ست و در آئین سلطانی واجب
الاہتمام و جواب السلام علیک و حضور جماعات و حسن
معاشرت و خلق نیک با ضعفاے بندگان الٰہی و مصافحہ
و معانقہ با ہر مسلمان و اجابت دعوت ہر وضیع و شریف و
اختلاط با جماہیر اہل اسلام و حج بیت اللہ الحرام و خدمت اولیاء
اللہ و دوام ملازمت ایشان و دوام ملازمت در مجالس
علم و ذکر و عدم مخالفت کسے از رؤسا و ضعفا و
و شنیدن حوائج ذوی الحاجات و امثال ذالک

اور بحکم ہر کہ آمد بران مزید کرد یہ فن قبیح روز بروز ترقی پکڑتا ہے
اور قرن بقرن رونق قبول کرتا ہے یہاں تک کہ کلیات
اُسکے مضبوط ہوتے ہیں اور جزئیات اُسکے مبسوط ہوتے
ہیں اور اصول اُسکے مقرر ہوتے ہیں اور فروع اسکے محرر
ہوتے ہیں ہر امر میں منجملہ امور ریاست و سیاست ایک حکم
مخالف شرع متین ثابت ہوتا ہے اور ہر معاملہ میں منجملہ معاملات
بنی آدم ایک اصل مقابل دین قائم ہوتی ہے پس ایک
ملت مقابل ملت مصطفوی برپا ہوتی ہے اور ایک
سنت مخالف سنت نبوی برملا ہوتی ہے آئین سلطانی
مغائر احکام ربانی پیدا ہوتا ہے اور قانون خاقانی مخالف
شرع ایمانی ہویدا ہوتا ہے بہت سی اشیا ہیں کہ شرع
ربانی میں حرام ہیں اور آئین سلطانی میں واجب اور ایسے
ہی اسکے بالعکس خیال فرمائیے مثلاً اطلاق لفظ شاہ
شاہاں اور خداوندجہان اور جہانبان حضور اقدس اور
عرش آشیانی اور بندہ خاص اور پرستار باختصاص
اور قلم قدر توام اور استادن امرا دست بستہ و سرنگوں
اور عقد مجلس رقص و سرود اور لبس حریر بایام جشن و عید
اور استعمال ظروف سیم و زر اور اظہار فرحت و سرور مثل
نوروز و مہرجان و ہولی و دیوالی و دیگر آں از مقدمات
ہزاراں ہزار و معاملات بیشمار کے سب شرع ربانی میں
حرام ہیں اور آئین سلطانی میں واجب سلام اور اُسکا
جواب اور حضور جماعات و حسن معاشرت اور بندگان
خدا کے ساتھ نیک خلقی کے ساتھ پیش آنا اور ہر مسلمان کے
ساتھ مصافحہ اور معانقہ کرنا اور ہر وضیع و شریف کی دعوت
قبول کرنا اور تمام اہل اسلام کے ساتھ اختلاط رکھنا اور
حج بیت اللہ اور خدمت اولیاء اللہ بجا لانا اور مجالس
علم و ذکر میں ہمیشہ رہنا اور کسی کے ساتھ مخالفت سے
پیش آنا اور صاحب حاجت کی حاجتوں کو لینا اور اسی کے مانند

در حقِ خود و ملازمانِ خود واجب العمل می انگارند چنانچه در محاورات خود آئین را با شرع ضم کرده در تلفظ استعمال میکنند مثلاً میگویند که هرچند شرع اصل است امّا در بابِ سیاست با شرع طوره هم باید و مراد از طوره آئینِ چنگیز خان است پس بنا بر همین دعویٰ اسلام که بظاهر از زبانِ ایشان سر میزند ایشان را از کفرِ صریح محفوظ میدارد اگرچه کفرِ مخفی هم در مواخذهٔ اُخرویه کافی ست فامّا اسلامِ ظاهری مقتضی همین معنی است که با ایشان در احکامِ دنیویه معاملهٔ مسلمین بعمل آرند و ایشان را هم در بابِ معاملات از جنسِ مسلمین شمارند گو که در آخرت با کفار نیز در درکاتِ نار مخلد باشند و دار و گیر ربِ قدیر تا ابد الآباد مانند و یا وسعتِ رحمتِ الٰهیه دستگیری ایشان نماید خواه قبل التعذیب خواه بعد التعذیب ایشان را مغفرت فرماید بالجمله حالِ معادِ ایشان بر علمِ علام الغیوب سپارند و احکامِ معاش معاملهٔ مسلمین با ایشان بعمل آرند بالجمله چون سلطنتِ جابره بحدِ سلطنتِ ضلالت رسد از سرحدِ فسق و ظلم برآمده در اقسامِ بدعت و ضلالت داخل گردید پس حکمِ سلاطینِ مضلین حکمِ سائر فرقِ باطله مبتدعین است اختلافیکه در تکفیر و عدمِ تکفیرِ مبتدعین واقع است همون اختلاف در تکفیر و عدمِ تکفیرِ سلاطینِ مضلین متحقق و از آنجا که احتیاط در محلِ اختلاف لازم است بناءً علیه توقف در حالِ همین مضلین واجب و نیز باید دانست که سلطانِ مضل هم دو قسم است متمرد و مقلد بیانش آنکه چون آئینِ سلطانی بمشابهٔ مذاهب ساری و جاری گردید و بپایهٔ اشتهار رسید پس بعضے از سلاطینِ متاخرین اگرچه بحسبِ اصلِ جبلت بعیش و نشاط راغب نمی باشند و عادتِ تکبر و تجبر طالب

اپنے اور ملازمین کے حق میں واجب العمل جانتے ہیں چنانچہ اپنے محاورات میں آئین کو شرع کے ساتھ ضم کرکے تلفظ میں استعمال کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ ہر چند شرع اصل ہے لیکن معاملہ سیاست میں ساتھ شرع کے طورہ بھی چاہیے اور مراد طورہ سے آئین چنگیز خاں ہے پس اسی دعویٰ اسلام کی بنا پر کہ بظاہر اُنکی زبان سے ظاہر ہوتا ہے کفر صریح سے محفوظ رکھتے ہیں اگرچہ کفر مخفی ہے مواخذۂ اُخرویہ میں کافی ہے لیکن اسلام ظاہری اسی معنی کا مقتضی ہے کہ احکام دنیویہ میں اُنکے ساتھ مسلمانوں کا معاملہ عمل میں لائیں اور اُنکو بھی دربارۂ معاملات مسلمانوں میں سے گنیں گو کہ آخرت میں کفار بدکار کے ساتھ درکات نار میں مخلد ہوں اور دار و گیر ربِّ قدیر میں تا ابد الآباد رہیں اور یا وسعت رحمت الٰہی اُنکی دستگیری فرمائے خواہ قبل تعذیب خواہ بعد تعذیب اُنکو پنجۂ دوزخ سے چھڑا لے بالجملہ اُنکے آخرت کا حال علم علام الغیوب پر حوالہ فرمائیں اور احکام معاش میں مسلمانوں کا معاملہ اُنکے ساتھ بجا لائیں الغرض جو سلطنت جابرہ سلطنتِ ضلالت کی حد کو پہنچے سرحد فسق و ظلم سے نکل کر بدعت و ضلالت کے اقسام میں داخل ہوئی پس سلاطین مضلین کا حکم تمام مبتدعین کے فرقوں کے حکم کے مشابہ ہے جو اختلاف کہ تکفیر اور عدم تکفیر مبتدعین میں واقع ہے وہی اختلاف تکفیر اور عدم تکفیر سلاطین مضلین میں متحقق ہے اور چونکہ احتیاط محل اختلاف میں لازم اور واجب ہے بناءً علیہ ان مضلین کے حال میں بھی توقف ضروری اور لابد ہے۔ یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ سلطان مضل بھی دو قسم پر ہے متمرد و مقلد بیان اُسکا یہ ہے جو آئین سلطانی بمشابہ مذاہب جاری اور ساری ہوا اور پایۂ اشتہار کو پہنچا پس بعض سلاطین متاخرین اگرچہ بحسب اصل جبلت عیش و نشاط کی طرف راغب نہیں ہوتے اور ظلم و ستم کے طالب نہیں ہوتے

و ملتے ست غیر ملت سید الانام مشابہ بسائر مذاہب باطلہ
مثل ہنود و مجوس نہ مثل شیعہ و خوارج کہ مذہب آنہا ہم
اگرچہ فی الحقیقت باطل ست فاما ادعاوی ایشان ہمین ست
کہ مستفاد از کتاب و سنّت ہمین مذاہب ست بخلاف
آئینِ سلاطین کہ ایشان احکامِ خود را مستفاد از کتاب
و سنت نمی شمارند بلکہ بمجرد حکم عقلی بملاحظۂ قیامِ
سلطنت و انتظامِ مملکت منتہی می انگارند پس فی الحقیقت
آئینِ ایشان شعبہ ایست از مذہبِ فلاسفہ از ملتِ اسلام
چنانچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم از وجود این سلاطین مضلین
اخبار فرمودہ اند۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما اخاف علی
امتی الائمۃ المضلین و روی ان حذیفۃ قال قلت
یارسول اللہ ایکون بعد ھذا الخیر شر کما کان قبلہ
شر قال نعم قلت فما العصمۃ قال السیف وقلت
وھل بعد السیف بقیۃ قال نعم تکون امارۃ
علی اقذاء وھدنۃ علی دخن قلت ثم ماذا قال
ثم ینشأ دعاۃ الضلال وقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یکون فتنۃ عمیاء صماء
علیھا دعاۃ علی ابواب النار ہر چند امثال این سلاطین
فی الحقیقت از قبیلِ کفار اشرار اند و از جنسِ اہلِ نار فاما از
بسکہ بزبانِ خود دعویٰ اسلام میکنند پس کفر ایشان مستور ست
و ایمان ایشان ظاہر و شاہد تصدیق ہمین دعویٰ ظاہری از رسوم
اسلام مثل عقد نکاح و ختان و اظہار تجمل بروز عید الفطر و
عید الضحیٰ و تجہیز و تکفین و نماز جنازہ و دفن در مقابر
مسلمین در میانِ خود جاری میدارند و از شرع ربانی
بالکل دست بردار نمی شوند آرے آئین سلطانی را

اور ایک ملت ہے غیر ملت سید انام مثل جملہ مذاہب باطلہ
مثل ہنود و مجوس نہ شیعہ اور خوارج کے مذہب پر اسکو قیاس
کر سکتے اگرچہ انکا مذہب بھی فی الحقیقت باطل ہے لیکن انکا
دعویٰ یہی ہے کہ ہمارا مذہب بھی کتاب اور سنّت سے
مستفاد ہے بخلاف آئین سلطنت کے کہ وہ اپنے احکام کو کتاب
سنّت سے مستفاد نہیں جانتے ہیں بلکہ اسکا منشا مجرد حکم عقلی
اور محض قیام سلطنت پہچانتے ہیں پس فی الحقیقت انکا
آئین مذہب فلاسفہ کا ایک شعبہ ہے ملت اسلامیہ سے
اسکو تعلق نہیں چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان سلاطین مضلین کے وجود سے پہلے ہی خبر دی ہے،
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ) سوا اسکے
نہیں کہ مَیں خوف کرتا ہوں اپنی اُمت پر گمراہ اماموں سے -
اور روایت کیا ہے کہ حذیفہ نے کہا کہ کہا میں نے ای اللہ کے
رسول کیا اس بھلائی کے بعد برائی ہوگی جیسے پہلے تھی
فرمایا ہاں مَیں نے عرض کیا کہ بچاؤ کیا ہے فرمایا تلوار
اور عرض کیا مَیں نے اور کیا بعد تلوار کے باقی رہنا ہوگا
فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے کہ ہاں ہوجاویگی امارت کمینوں کو اور قتل
اور دھواں یعنی کثرت سے کہاسنی پھر کیا ہوگا فرمایا آپ نے پھر پیدا ہونگے
بلانیوالے طرف گمراہی کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہوگا فتنہ بہرا گونگا اور اسکے بلانیوالے اوپر نار کے
ہرچند ایسے بادشاہ از قبیل کفار اشرار ہیں اور از جنس اہل
نار لیکن چونکہ اپنی زبان سے مدعی اسلام ہیں مستحق فتوائے
تکفیر نہیں کیونکہ کفر انکا مستور ہے اور ایمان انکا ظاہر
مشہور ہے اور انکے ایمان کی تصدیق یہی شواہد ظاہر
کرتے ہیں مثل عقد نکاح دختران اور اظہار تجمل بروز
عیدین اور ادائے تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ و دفن وغیرہ
ان سبھوں کو اپنے درمیان جاری رکھتے ہیں شرع
ربانی سے بالکل دست بردار نہیں ہوتے ہاں آئین سلطانی کو

واگر کسے با او مخالفت و منازعت نمود زبان طعن بر وی نکشایند
چنانکہ بسیارے از علمار اہل سنت خود بر قتل و نہب روافض
دست نمی کشایند فاما مجوزین این امر مثل علمار ماوراء النہر اعتراض
نمی نمایند و چون بغی و خروج بر سلاطین مضلین احتیاطاً ممنوع
لاجرم سلطنت ایشان از اقسام امامت معدود است قسم ثالثہ
سلطان مقلد بہ نسبت ملت اسلام اقرب است پس احتیاط
در مخالفت و منازعت او واجب کسیکہ با او بمنازعت
برخاست و دست از متابعت او برداشت ہرچند
در ظاہر شرع مطعون نیست اما این عمل بمصلحت
وقت مقرون نیست مگر آنکہ قیام خلافت راشدہ
یا سلطنت عادلہ بر تقدیر برہم زدن ریاست او متیقن
باشد پس درین صورت برافراختن اعلام قتل و قتال
و برانداختن آن مبتدع ضال در حق ملت و اہل ملت منفعتے
خواہد بخشید والا بعوام و خواص بیشک مضرتے خواہد رسید

تنبیہ رابع در بیان سلطنت کفر

باید دانست کہ مراد از سلطنت کفر درین مقام حکومت
کفار اصلی نیست بلکہ مقصود ازان سلطنت قومی است کہ
جان خود را در زمرہ مسلمین میشمارند و موجبات کفر صریح
بعمل می آرند و از ایشان بہ نسبت احکام شرع آنقدر مخالفت و
عناد صادر میشود کہ بر ایشان حکم کفر و ارتداد ثابت میگردد
بیانش آنکہ بعضے اشخاص باعتبار اصل جبلت ملحد مزاج و
زندیق طبع می باشند کہ ہرچند بظاہر کلمہ اسلام میخوانند اما خدا و رسو
ل و دین و مذاہب را و حساب و کتاب را بالیقین نمیدانند این
نشیب و فراز دنیاوی را سعادت و شقاوت می پندارند و
ہمین حصول جاہ و جلال و تحصیل مال و منال را اصل کمال می انگارند

اور اگر کوئی اُسکے ساتھ مخالفت اور منازعت کرے اُسپر
زبان طعن نہ کھولے چنانچہ اکثر علماء اہل سنت بذات خود
روافض کے قتل اور غارت پر دست درازی نہیں فرماتے
لیکن اس امر کے مجوزین یہ بھی مثل علماء ماوراء النہر
اعتراض نہیں کرتے اور چونکہ بغاوت اور خروج سلاطین
مضلین پر احتیاطاً ممنوع ہے بالضرور انکی سلطنت
اقسام امامت سے معدود ہے دوسرا انکتہ
سلطان مقلد بہ نسبت ملت اسلام اقرب ہے پس احتیاط
اُسکی مخالفت اور منازعت میں واجب جو کوئی کہ اُسکی
منازعت پر آمادہ ہوے اور اُسکی متابعت فرمانبرداری سے
ہاتھ اُٹھائے ہرچند ظاہر شرع میں مطعون نہیں لیکن عمل
مصلحت وقت کے ساتھ مقرون نہیں مگر اُس وقت اُسکی مخالفت
ضروری ہی کہ اُسکی ریاست کے تباہ و برباد ہونے میں خلافت راشدہ
یا سلطنت عادلہ قائم ہوئی پس اس صورت میں قتل و قتال کے
نیزوں کا بلند کرنا اور اُس مبتدع ضال کو ذلیل کرنا اہل ملت اور
ملت کے حق میں نفع بخشیگا ورنہ عوام و خواص کو بیشک مضرت پہنچیگی

چوتھی تنبیہ میں سلطنت کفر کا بیان ہے

جاننا چاہیے کہ مراد سلطنت کفر سے اس مقام میں حکومت
کفار اصلی نہیں بلکہ مقصود اُس سلطنت سے وہ قوم ہی کہ اپنے
تئین زمرۂ مسلمین میں گنتے ہیں اور موجبات کفر صریح عمل میں
لاتے ہیں اور اُنسے بہ نسبت احکام شرع اُس قدر مخالفت اور
عناد صادر ہوتا ہی کہ اُن پر حکم کفر و ارتداد ثابت ہوتا ہے
اسکا بیان یہ ہے کہ بعض اشخاص باعتبار اصل جبلت
ملحد مزاج اور زندیق طبع ہوتے ہیں کہ ہرچند ظاہر میں کلمۂ
اسلام پڑھتے ہیں لیکن خدا و رسول اور دین و مذہب اور
حساب و کتاب کو بالیقین نہیں جانتے ہیں ایسے نشیب و فراز
دنیاوی کو سعادت و شقاوت پہچانتے ہیں اور ایسے حصول
جاہ و جلال اور تحصیل مال و منال کو اصل کمال تصور کرتے ہیں

فاما بنا بر اعانت آئین اسلاف محض بر سبیل رسم و عادات آن را بعمل می آرند اگرچہ در دل کراہتے ازان میدانند بلکہ در بعضے احیان بر بطلانِ آئینِ این سلاطین ہم آگاہ می شوند فاما چار ناچار در ہمین راہ میروند کہ رعایت آئین ریاست بر ایشان غالب ست بہ نسبت پاسداری قوانین دیانت و محبتِ جاہ و مال بر ایشان غالب ست بہ نسبت محبتِ ربِّ ذوالجلال و پاسداری منصبِ مملکت بر ایشان قوی ترست بہ نسبتِ پاسداریِ احکامِ رب العزت این قسم سلاطین را سلاطینِ مقلدین میگویند و بعضے دیگر از ایشان بحسبِ اصلِ خلقت ہم بامورِ مذکورہ مائل میباشند و از حقیقتِ ایمان بالکل غافل و چون آئین اسلاف با رغبتِ جبلی در آمیخت تعیش و تجبرِ ایشان را دو بالا انگیخت پس رعایتِ آئین از ایشان بوجہ اتم می شود بلکہ رونقِ او از ایشان بکمال میرسد گویا کہ او را از جملہ مجتہدینِ این ملت توان گفت و در سلک مجددینِ این سنت توان شُفت این سلطان متمرد میگویند و درین مقام چند لطیفہ ایست کہ در ضمن چند نکتہ باید گفت نکتۂ اولیٰ سلطان مضل ہرچند رئیس المفسدین ست و امام المبتدعین و ریاستِ او بہ نسبتِ دین سمے ست قاتل و امامتِ او بحکمِ کتاب و سنت وہمے ست باطل اما ازانجا کہ راہ معاملۂ اسلام با او مسلوک ست تکفیرِ او مشکوک بنا علیہ اظہار بغی برشے و خروج از اطاعتِ او نیز از مسائل اختلافیہ ست پس شخص محتاط را لازم ست کہ خود بران اقدام نفرماید و دیگرے را برو ملام نسازد یعنی خود راہ بغی و خروج نہ پیماید

لیکن آئین اسلاف کے نباہنے کی غرض سے محض بر سبیل رسم و عادات عمل میں لاتے ہیں اگرچہ دل میں اُس سے ایک طرح کی کراہت رکھتے ہیں بلکہ بعض اوقات میں اُن سلاطین کے آئین کے بطلان پر بھی آگاہ ہوتے ہیں اما چار ناچار ایسے راہ ہوتے ہیں کیونکہ بہ نسبت پاسداری قوانینِ دیانت رعایت آئین ریاست اُنپر غالب ہے اور بہ نسبت محبتِ رب ذوالجلال محبتِ جان و مال اُنکے دل میں جاگیر ہے اور پاسداری منصب مملکت بہ نسبت پاسداری احکام رب العزت اُنپر قوی تر ہے اس قسم کے سلاطین کو سلاطین مقلدین کہتے ہیں اور اُن سلاطین میں سے بعض سلاطین باعتبارِ اصل خلقت بھی امورِ مذکورہ کی طرف مائل ہوتے ہیں اور حقیقت ایمان سے بالکل غافل اور جبکہ آئین اسلاف نے اُنکی رغبت جبلی کے ساتھ اختلاط فرمایا اُنکے عیش اور ظلم کو ترقی پر پہنچایا اسی غرض سے یہ سلاطین اُنکے آئین کی رعایت بوجہ اتم کرتے ہیں اور بکمال رونق دیتے ہیں گویا کہ اُس آئین کو اس ملت کے مجتہدین میں سے شمار کرنا چاہیے اور اس سنت کے مجددین کہنا چاہیے اسکو سلطان متمرد کہتے ہیں اس مقام میں چند لطیفے ہیں کہ چند نکتوں کے ضمن میں اُنکا بیان ضروری ہے۔

پہلا نکتہ سلطان مضل ہرچند رئیس المفسدین اور امام المبتدعین ہے اور اُسکی ریاست دین کے حق میں بمنزلہ سم قاتل ہے اور اُسکی امامت بحکم کتاب و سنت ایک وہم باطل ہے لیکن چونکہ راہ معاملہ اسلام اُسکی وجہ سے مسلوک ہے بنابریں تکفیر اُسکی مشکوک ہے نظر بران اظہار بغاوت اُسپر کرنا اور اُسکی اطاعت سے خارج ہونا بھی منجملہ مسائل اختلافیہ ہے سو مرد محتاط کو لازم ہے کہ خود اُسپر پیش قدمی نفرماوے اور دوسرے کو اُسپر ملامت کے ساتھ یاد نہ لائے یعنی خود راہ بغاوت و خروج اختیار نکرے

کلام خود را باشعار شعراء بادہ گو پیوند میکنند و گاہے بشبہات علماء جاہ جو و گاہے دعوی خود را بکلام فلاسفہ مدلل میکنند و گاہے برموز ملاحدہ پس این قسم سلاطین بلاشک از جنس کفار متمردین اندو زنادقہ مرتدین جہاد برایشان از ارکان اسلام ست و اہانت ایشان اعانت سید الانام سلطنت ایشان اصلا از جنس امامت حکمیہ نیست و اطاعت ایشان بوجہ من الوجوہ از امور شرعیہ نہ کمارواہ عبادۃ بن الصامت انہ قال بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا ننازع الامر اھلہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من اللہ فیہ برھان

و در بعضے احیان این سلطان مرتد را چنان بخیال میرسد کہ عوام چندانکہ در اتباع انبیاء و مرسلین مساعی بلیغہ بجا می آرند و آن را از کمال سعادات خود می شمارند آن قدر در اتباع سلاطین سرگرم نمی باشند بلکہ بسیارے از ایشان ازین امر ننگ و شرم میدارند بنا علیہ ادعاے نبوت را با دعوے سلطنت ضم باید کرد تا عقلا بطمع جاہ و مال اطاعت اختیار کنند و سفہا بنا بر حسن مآل پس ادعاے نبوت برملا میکنند و ملت جدیدہ برپا و از بسکہ تجبر و تکبر مقتضاے سلطنت اوست پس ادعاے الوہیت با ادعاے نبوت منضم میگردد و کفر او از کفر فرعون بالاتر میشود و قیام سلطنت ارتداد بمثابہ غلبہ کفار ست کہ بر ذمہ مسلمین فرض عین میشود کہ بروجہاد قائم بگردانند و این شورش و فساد بشمشیر بنشانند و گرنہ توانند ازان اقلیم ہجرت نمایند و بدار الاسلام فرود آیند باید دانست کہ ذکر سلطنت ارتداد درینمقام باوجودیکہ این قسم موضوع ست برائے اقسام امامت حکمیہ

اپنے کلام کو اشعار شعراء بادہ گو اور شبہات علماء جاہ جو کے ساتھ پیوند کرتے ہیں کبھی اپنے دعوے کو فلسفہ کے کلام کے ساتھ مدلل کرتے ہیں اور کبھی رموز ملاحدہ کے ساتھ معلل کرتے ہیں پس اس قسم کے بادشاہ بلاشک از جنس کفار متمردین ہیں جہاد انپر منجملہ ارکان اسلام ہے اور اہانت انکی اعانت سید الانام ہے انکی سلطنت اصلاً امامت حکمیہ سے نہیں اور انکی اطاعت مطلقاً امور شرعیہ سے نہیں۔ جیسا روایت کیا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (ترجمہ انھوں نے کہا کہ بیعت کی ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہ جھگڑیں ہم اختیار والوں سے یہ کہ چھین لیں مگر جب کفر صریح دیکھیں کہ دلیل بھی ہو) اور بعض اوقات میں اس سلطان مرتد کے خیال میں ایسا آتا ہے کہ عوام جس قدر انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی تابعداری اور فرماں روائی میں کوشش بلیغ اور سعی بالاکلام کرتے ہیں اور اسکو کمال سعادت جانتے ہیں اس قدر سلاطین کی فرمانبرداری میں سرگرم اور مستعد نہیں ہوتے ہیں بلکہ بہت لوگ اس امر سے شرم و ننگ رکھتے ہیں بنظر بران ادعاے نبوت کو ساتھ دعوے سلطنت کے ضم کرتے ہیں تاکہ عقلاً جاہ و مال کی طمع سے اطاعت اختیار کریں اور سفہا حسن مآل کی بنا پر فرمانبردار رہوں پس ادعاے نبوت برملا کرتے ہیں اور ملت جدیدہ برپا کرتے ہیں اور از بسکہ تجبر و تکبر اسکی سلطنت کا مقتضا ہے پس ادعاے الوہیت ادعاے نبوت کے ساتھ منضم ہوتا ہے اور اسکا کفر فرعون کے کفر سے دوبالا ہوتا ہے اور ارتداد کے سلطنت کا قیام بمثابہ غلبہ کفار ہے کہ مسلمان کے ذمہ پر فرض عین ہوتا ہے کہ اسپر جہاد قائم فرمائیں اور یہ شورش و فساد شمشیر کے ساتھ مٹائیں اور اگر یہ نکر سکیں اس ولایت سے ہجرت کریں اور دار الاسلام میں آئیں معلوم کرنا چاہیے کہ ذکر سلطنت ارتداد اس مقام میں باوجودیکہ یہ قسم بیان اقسام امامت حکمیہ کیواسطے موضوع ہے

هرکه در همین ابواب غریق و منهمک ست همون ست نزد
ایشان زکی و عاقل و هرکه ازان معرض و غیر ملتفت ست
همون ست نزد ایشان غبی و جاهل چیزیکه باعث تحصیل دنیای
دون نباشد همون ست نزد ایشان لغو و لاطائل و مشقتیکه
منهٔ حصول نام و نشان نباشد همون ست نزد ایشان رنج
بیحاصل پس انبیاء الله و سائر هادیان راه حق را از جنس
عقلاے جاه طلب می شمارند و اتباع ایشان را از
جنس سفهاے بے عقل می انگارند که بر سخنهاے احمق
فریب ایشان مغرور گردیدند و بمواعید بر بستهٔ ایشان
مسرور پس رعایت ملت و سنت را در جمیع افعال و اقوال
از جنس حماقت می شمارند و قید مذهب و مشرب را در عادات
و معاملات از قبیل سفاهت و کشیدن رنج و کلفت در
عبادات نزد ایشان محض نادانی ست و تبتل و توکل علامت
عجز و ناتوانی پس چون بمثال این اشخاص بمنصب
سلطنت میرسند و متمکن بر سریر مملکت می شوند آئین
سلطانی را که بظاهر باعث ازدیاد رونق سلطنت ست
مطابق فراست و کیاست میدانند و شرع ربانی که نزد
ایشان بیحاصل ست از جنس سوم سفاهت می شناسند
پس لابد زبان طعن برو میکشایند و او را در نظر ملازمان
خود محقر می نمایند و بلطائف الحیل استیصال او میجویند و
راه معارضهٔ او می پویند در هر امر حکم آئین سلطانی را ترجیح
میدهند و حکم شرع ربانی را تسفیه میکنند منافع آنرا
بچرب زبانی تفصیل میدهند و مضار این را بتلبیس
تبیین میکنند بالجمله در هر کلام ایشان رمزے می باشد
بملت رب العالمین و طنزے می باشد بسنت سید المرسلین ﷺ

جو کوئی ان معاملات میں غریق اور منهمک ہے وہی ان کے
نزدیک زکی و عاقل ہے اور جو کوئی اُسکی طرف متوجہ نہیں
ہوتا وہی اُنکے نزدیک غبی و جاہل ہے جو چیز کہ دنیاے
دون کے تحصیل کا باعث نہو وہی اُنکے نزدیک لغو و لاطائل
ہے جو مشقت کہ نام و نشان کے حصول کا سبب نہو وہی
اُنکے لیے رنج بیحاصل ہے پس تمام انبیاء الله و جملہ ہادیان
راہ کو جنس عقلاے جاہ طلب سے جانتے ہیں اور انکے تابعین
کو منجملہ سفہاے بے عقل پہچانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ
نادان سخنہاے احمق فریب پر مغرور ہوئے اور گھڑے
ہوئے وعدوں پر مسرور پس رعایت ملت و سنت کو
جمیع افعال و اقوال میں از جنس حماقت خیال میں لاتے
ہیں اور قید مذہب و مشرب کو عادات اور معاملات
میں از قبیل سفاہت بتلاتے ہیں عبادات خداوندی
میں رنج و کلفت کھینچنا اُنکے نزدیک محض نادانی ہے
اور تبتل اور توکل علامت عجز و ناتوانی ہے پس جبکہ ایسے
لوگ منصب سلطنت پر پہنچتے ہیں اور سریر مملکت پر
بیٹھتے ہیں آئین سلطانی کو بظاہر رونق سلطنت کی زیادتی
کا باعث ہو مطابق فراست و دانائی جانتے ہیں اور شرع
ربانی کو اُنکے نزدیک بیحاصل ہے منجملہ سوم سفاہت
پہچانتے پس بالضرور اُسپر زبان طعن کھولتے ہیں اور
اُسکو بنظر ملازمان میں ذلیل کرکے دکھلاتے ہیں اور
لطائف الحیل سے اُسکی بیخ کنی چاہتے ہیں اور اُسکے
معارضہ کی راہ میں دوڑتے ہیں ہر امر میں حکم آئین سلطانی کو
ترجیح دیتے ہیں اور حکم شرع ربانی کی تحقیر اور تسفیہ کرتے ہیں
اُسکے منافع چرب زبانی کے ساتھ تفصیل وار بیان
کرتے ہیں اسکے مضار کو تلبیس کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں
بالجملہ اپنے کلام میں ملت رب العالمین پر آوازہ کستے ہیں
اور ہر بات میں سنت سید المرسلین ﷺ پر طنز کرتے ہیں کبھی

آئینے غیر آئین نبوی نساختہ باشد و قانونے غیر قانون مصطفوی نپرداختہ و در باب مصالحت و منازعت وجہے غیر از موافقت و مخالفت دین اظہار نکردہ باشد و در سیاست و عدالت طریقے غیر احکام ملت و آثار سنت اختیار نمودہ پس ہمون ست صاحب دعوت فاما اینکہ درین مقدمات ریاکار ست یا اخلاص شعار و در معاملات خاصہ خود مردود الافعال ست یا محمود الاعمال پس بامثال این امور درین مقام ہیچ غرضے متعلق نیست تفصیل این اجمال و تشریح این مقال در ضمن دو تنبیہ بیان باید کرد

تنبیہ اول در تشریح مفہوم صاحب دعوت

باید دانست کہ ریاست و سیاست را دو باب ست باب صلح و جنگ با مخالفین و باب نظم و نسق موافقین و درہمین ہر دو باب صاحب دعوت امتیاز میدارد از سائر اصحاب ریاست اگرچہ در اعمال و افعالیکہ اختصاص بذات او میدارد ہیچ امتیازے بہ نسبت دیگران نداشتہ باشد اما باب صلح و جنگ پس تحقیق این مقام موقوف ست بر تمہید یکمقدمہ بیانش آنکہ کسیکہ بر سر دیگرے لشکر کشی می نماید و از قومے رفاقت خود میخواہد لابد بسببے برائے وجہ منازعت مقرر میکند و وجہے برائے حصول معنی رفاقت ایشان را می نماید اگرچہ فی الحقیقت سبب منازعت وجہے دیگر باشد و باعث رفاقت وجہے دیگر لکن بظاہر تمامی قیل و قال در اثبات و ابطال ہمان سبب واقع میگردد و زبان ہر خاص و عام ہمان وجہ می شود مثلاً زید با عمرو بمنازعت برخاست و از بکر رفاقت خود درخواست و سبب منازعت ہمین بیان نمود کہ بر مال متروکہ پدر من متغلب و قابض گردیدہ و وجہ رفاقت بہ بکر ہمین فہمانید کہ تو از اقارب

کوئی آئین سوائے آئین نبوی نہ بنایا ہو اور کوئی قانون سوائے قانون مصطفوی نہ مقرر کیا ہو اور مصالحت اور منازعت کے بارہ میں کوئی وجہ غیر موافقت و مخالفت دین ظاہر کی ہو اور سیاست اور عدالت میں کوئی طریقہ غیر احکام ملت و آثار سنت اختیار نہ کیا ہو پس وہی صاحب دعوت ہے رہی یہ بات کہ ان مقدمات میں ریاکار ہے یا اخلاص شعار اور اپنے معاملات خاصہ میں مردود الافعال ہے یا محمود الاحوال سو ایسے امور سے اس مقام میں کوئی غرض متعلق نہیں اس اجمال کی تفصیل اور اس مقال کی تشریح دو تنبیہ کے ضمن میں بیان کیجاتی ہے

پہلی تنبیہ میں صاحب دعوت کی مفہوم کی تشریح ہے

معلوم کرنا چاہیے کہ ریاست اور سیاست کے دو باب ہیں باب صلح و جنگ با مخالفین۔ باب نظم و نسق موافقین اور انہیں دو باب میں صاحب دعوت جملہ اصحاب ریاست سے امتیاز رکھتا ہے اگرچہ ان اعمال اور افعال میں کہ جو اس کی ذات کے ساتھ مخصوص ہوں کسی قسم کی امتیاز دوسروں کی نسبت نرکھتا ہو لیکن باب صلح و جنگ پس اس مقام کی تحقیق ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے اسکا بیان یہ ہے جو شخص کہ دوسرے کے سر پر لشکر کشی کرتا ہے اور کسی قوم سے اپنی رفاقت چاہتا ہے بالضرور کوئی سبب جھگڑا قائم کرنے کا پیدا کرتا ہے اور کوئی وجہ حصول یعنی رفاقت کے لیئے انکو سمجھاتا ہے اگرچہ فی الحقیقت منازعت کا سبب وجہ دیگر ہو اور باعث رفاقت وجہ دیگر لیکن بظاہر تمامی قیل و قال اسی سبب کے اثبات و ابطال میں واقع ہوتی ہے اور زبان ہر خاص و عام وہی وجہ ہوتی ہے مثلاً زید عمرو کے ساتھ منازعت کے واسطے آمادہ ہوا اور بکر سے اپنی رفاقت چاہی اور سبب منازعت بھی بیان کیا کہ میرے باپ کا مال متروکہ پر متغلب اور قابض ہوا اور وجہ رفاقت بکر کو یہی سمجھائی کہ تو میرے اقارب

و این سلطنت مذکوره خارج ست از ان اقسام محض بنا بر همین امر واقع گردیده که درمیان همین سلاطین مدعیان اسلام گاہے سلطانی میباشد که محض از جنس کفار شرار ست و از مرتدین الحاد شعار استیصال او عین انتظام ست و اہلاک او عین اسلام و طاعت ہر متسلط از احکام شرعیہ نیست و انقیاد ہر متجبر از اوامر دینیہ نہ

خاتمہ دربیان آنچہ از لفظ امام درین کتاب مراد ست

باید دانست که مراد از لفظ امام درین کتاب مطلق مفہوم امام نیست بلکه ہمان امام ست که تعلق بسیاست دارد پس اصحاب امامت خفیہ مثل ابدال و اقطاب و ارباب امامت باطنہ مخصصہ مثل مبعوثین برائے ہدایت و ارشاد از بحث این کتاب خارج اند ذکر ایشان محض بنا بر طریق تیمن و تبرک در صدر این قسم واقع گردیده پس مراد از امام صاحب سیاست ست نہ خاص خلیفہ راشد که آن بمثابہ اکسیر اعظم ست نادر الوجود و کبریت احمر ست در اکثر الزمان مفقود و نہ مطلق صاحب سیاست بحدیکہ ہر فاسق بدکار درو داخل باشد و ہر ظالم ستمگار درو شامل و ہر خونخوار عنید درو مندرج باشد و ہر جبار مرید باو ممتزج و ہر مضل بدآئین باو موصوف باشد و ہر ملحد بیدین باو معروف چہ مضرت این سلاطین بہ نسبت دین و ملت بغایت ازید ست از منفعت ایشان و موافقت این خواقین بہ نسبت اکابر امت نہایت ابعد ست از مخالفت ایشان بلکہ مراد از لفظ امام درین مقام صاحب دعوت ست یعنی کسیکہ علم جہاد بر اعدائے دین برافراختہ باشد و اجتماع کافہ مسلمین دران معرکہ درخواستہ و بر اعانت شرع مبین کمر بستہ باشد و بر مسند سیاست دین نشستہ و مذہبے غیر مذہب ملت نگرفتہ باشد و مشربے غیر مشرب سنت نپسندیدہ و در عدالت و سیاست

اور یہ سلطنت مذکورہ اُن اقسام سے خارج ہے محض ایسے امر کی بنا پر واقع ہوا کہ درمیان انھیں سلاطین مدعیان اسلام کے کبھی ایک سلطان ہوتا ہی کہ محض جنس کفار شرار سے ہے اور مرتدین الحاد شعار سے اُسکا استیصال عین انتظام ہے اور اُسکا اہلاک عین اسلام اور اطاعت ہر متسلط کے احکام شرعیہ سے نہیں اور تابعداری ہر متجبر کی اوامر دینیہ سے نہیں

خاتمہ بیان میں اس چیز کی کہ لفظ امام سے اس کتاب میں کیا مراد ہی

جاننا چاہیے کہ مراد لفظ امام سے اس کتاب میں مطلق مفہوم امام نہیں بلکہ وہی امام ہے کہ تعلق سیاست سے رکھے پس اصحاب امامت خفیہ مثل ابدال و اقطاب۔ اور ارباب امامت باطنہ مثل مبعوثین ہادیین بحث کتاب سے خارج ہیں اُنکا ذکر محض تیمنًا اور تبرکًا اس قسم کے شروع میں واقع ہوا پس مراد امام سے صاحب سیاست ہے نہ خاص خلیفۂ راشد کہ وہ بمثابہ اکسیر اعظم نادر الوجود ہے اور مثل کبریت احمر اکثر زمانہ میں مفقود ہے نہ مطلق صاحب سیاست اس حد پر کہ ہر فاسق بدکار اُسمیں داخل ہوا اور ہر ظالم ستمگار اُسمیں شامل ہوا اور ہر خونخوار عنید سرکش اُسمیں مندرج ہوا اور ہر جبار مرید اُسمیں ممتزج ملا ہوا ہوا اور ہر مضل بدآئین اُسکے ساتھ موصوف ہوا اور ہر ملحد بیدین اُسکے ساتھ معروف ہو کیونکہ ان سلاطین کی مضرت دین و ملت کی نسبت اُنکی منفعت سے نہایت ازید ہے اور ان خواقین کی موافقت بہ نسبت اکابر اُمت اُنکی مخالفت سے نہایت ابعد ہے بلکہ مراد لفظ امام سے اس مقام میں صاحب دعوت ہے یعنی جس کسی نے کہ جہاد کا علم اعدائے دین پر اُٹھایا ہوا اور تمام مسلمانوں کو اس معرکہ میں بلایا ہوا اور اعانت شرع مبین پر کمر باندھی ہوا اور سیاست دین کی مسند پر بیٹھا ہوا اور کوئی مذہب سوائے مذہب ملت نہ اختیار کیا ہوا اور کوئی مشرب بغیر مشرب سنت نہ قبول کیا ہوا اور عدالت و سیاست میں

بلکہ بکہ ہم ہمین وجہ اظہار خواہد نمود کہ چگونہ رفاقت او اختیار
ننمایم کہ او قریب من ست چون این مقدمہ ممہد شد پس
باید دانست کہ کلام درینمقام در اسباب ظاہرہ و وجوہ باہرہ ست
نہ در اسباب خفیہ و وجوہ مکنونہ یعنی امتیاز صاحب دعوات از غیر او
بہمین ظواہر اسباب منازعت ست و بواہر وجوہ رفاقت فاما در
حقیقت الامر پس خواہ نیات صحیحہ داشتہ باشد خواہ نیات فاسدہ
پس میگوئیم کہ کسانیکہ با اہل ریاست و سیاست بمنازعت می خیزند و از
قومے رفاقت خود جویند لابد سببے برائے منازعت اظہار میکنند و وجہے
برائے اختیار رفاقت بیان می نمایند پس این اسباب و وجوہ باز
جنس مقدمات دنیویہ باشند اما اسباب و وجوہ دنیویہ پس مثل طلب مملکت
موروثہ ست کہ از شاہزادگان اسلاف سلاطین سر میزند کہ مملکت از
خاندان ایشان برباد رفتہ و در دست دیگران افتادہ و بعد مرور زمانے
شاہزادگان بلند ہمت سر برمی آرند و دعوائے مملکت موروثہ
بروئے کار می آرند پس سبب برپا شدن منازعت تغلب ہمین سلطان
زمان ست بر مملکت اسلاف این شاہزادگان بنا بر طلب مملکت اسلاف
خود برخاستند و حق قدیم خود را بپایۂ اثبات میرسانند بہمین سبب
شہرۂ عالم میشود و زبان زد جمہور بنی آدم کہ فلان شہزادہ بنا بر طلب
مملکت اسلاف خود برخاستہ و حق خود را از سلاطین متغلبین میخواہند
و آنانیکہ رفیق خود میگردانند وجوہ متعددہ می فہمانند بعضے را از
ہواخواہان خاندان خود میگردانند و بعضے را توقع حصول
منافع کثیرہ از مناصب جلیلہ و اموال خطیرہ می فہمانند و
بعضے را بعلاقۂ نوکری در می گیرد و از ہمین محض خدمت
ظاہری می پذیرد و ایشان را منافع نمک حلالی و مضار
نمکحرامی می فہمانند و ہمین امر را در اذہان ایشان بپایۂ اثبات
میرسانند ہمین وجوہ و امثال آنہا باعث رفاقت ایشان

بلکہ بکر بھی یہی وجہ ظاہر کریگا کہ کیونکر اُسکی رفاقت نہ اختیار کروں
کہ وہ میرا قریب ہے جو یہ مقدمہ ممہد ہوا پس جاننا چاہیے کہ کلام
اس مقام پر اسباب ظاہرہ اور وجوہ باہرہ میں ہے نہ اسباب
خفیہ اور وجوہ مکنونہ میں یعنی صاحب دعوت کی امتیاز اُسکے غیر سے
انھیں اسباب منازعت اور وجوہ رفاقت کے ساتھ ہوتی ہی
پس کہتا ہوں میں جو لوگ کہ اہل ریاست اور سیاست کے
ساتھ جھگڑے پر آمادہ ہوتے ہیں اور کسی قوم سے اپنی رفاقت
چاہتے ہیں لابد کوئی سبب جھگڑے کے واسطے ظاہر کرتے
ہیں اور کوئی وجہ رفاقت کی اختیار کرنے کے واسطے بیان
کرتے ہیں پس یہ اسباب اور وجوہ جنس مقدمات دنیویہ سے
ہوویں لیکن اسباب اور وجوہ دنیویہ پس مثل طلب مملکت
موروثہ ہے کہ شاہزادگان اسلاف سلاطین سے ظاہر ہووے
کہ سلطنت اُنکے خاندان سے برباد گئی اور دوسروں کے
ہاتھ میں پڑی اور ایک زمانہ گزرنے کے بعد شاہزادگان بلند
ہمت سر اُٹھاتے ہیں اور دعویٰ مملکت موروثہ بروئے کار
لاتے ہیں پس منازعت قائم ہونیکا سبب ایسے سلطان زمانہ کا
تغلب ہے ان شاہزادوں کے اسلاف کی سلطنت پر
اسی لیے اپنے بزرگوں کی سلطنت چاہتے ہیں اور حق قدیم اپنا
پایۂ ثبوت کو پہنچاتے ہیں اسی سبب سے شہرۂ عالم ہوتا ہے اور
زبان زد جمہور بنی آدم ہوتا ہے کہ فلاں شہزادہ اپنے بزرگوں کی
سلطنت کی طلب میں اُٹھا اور حق اپنا سلاطین متغلبین سے
چاہا اور اُنکو کہ رفیق اپنا بناتا ہے وجوہ متعددہ سمجھاتا ہے
بعض کو اپنے ہواخواہان خاندان سے گردانتا ہے اور بعض کو
منافع کثیرہ اور مناصب جلیلہ اور اموال خطیرہ کے حصول کی
توقع دلاتا ہے بعض کو بعلاقۂ نوکری پکڑتا ہے اور اُس سے
محض یہی ظاہری خدمت قبول کرتا ہے اور اُنکو نمک حلالی کے
منافع اور نمک حرامی کے نقصانات سمجھاتا ہے اور ایسے امر کو
اُنکے ذہنوں میں بٹھاتا ہے ایسے ہی وجوہات اُنکی رفاقت کا باعث

من هستی و عمرو از اجانب پس هرچند ممکن ست که باعث برپا
شدن منازعت فی الحقیقت امرے دیگر باشد غیر از تغلب
مذکور چه در بعضے احیان از مدت مدیده تغلب متحقق می باشد
و زید در تمامی آن مدت ساکت می ماند فاما باز امرے جدید
حادث میگردد که منازعت قدیمه از و بمنصهٔ ظهور میرسد مثلاً از عمرو
تحقیرے یا سبّے یا شتمے به نسبت زید صادر گردید که کینهٔ دیرینه
بهمان سبب بجوش آمد فاما بالظاهر همین دعوی تغلب بر روے
کار ست و همین سبب منازعت در شمار همه اثبات و ابطال
بر همان متوجه ست و تمامی بحث و جدال در همان متحقق
بالجمله پیش نظر درین منازعت همین سبب جلی ست نه آن
سبب خفی چه بر زبان هر دور و نزدیک و هر اجنبی و شریک
ذکر همین سبب ظاهر جاری ست نه ذکر آن امر مخفی پس جمیع
خواص و عوام همین میگویند که زید بنابر طلب متروکهٔ پدر خود
با عمرو منازعت می جوید نه اینکه غبار سب و شتم او از خود میشوید
کسے که زید را ملزم خواهد گردانید بهمین وجه خواهد گردانید که متروکهٔ
پدر تو در دست عمرو نیست تو چرا با او منازعت میکنی نه اینکه
سب و شتم از و به نسبت تو صادر نگردیده چرا با او مخالفت مینمائی
و همچنین کسیکه عمرو را الزام خواهد داد بهمین وجه خواهد داد که متروکهٔ
پدر را چرا به زید نمی دهی نه اینکه سب و شتم چرا میدهی همچنین در میان
کافهٔ انام ذکر همین امر جاری و ساری خواهد شد که چه ظالم ست که
مال پدر زید در قبضهٔ خود نهاده نه اینکه چه بد زبان ست که زید را
سب و شتم داده همچنین ممکن ست که وجه مخالفت عمرو با
زید فی الحقیقت طمع حصول مالی باشد یا خوف
ملالے اما زبان زد خواص و عوام همین خواهد شد
که بجز مخالفت زید بجهت قرابت او اخفیا نمود

میں سے ہے اور عمرو اجنبی ہے بس ہر چند ممکن ہے کہ منازعت کے
برپا ہونے کا باعث درحقیقت غیر از تغلب مذکور کوئی اور امر ہو
کیونکہ بعض اوقات میں مدت مدیدہ سے تغلب متحقق ہوتا ہے
اور زید اُس تمام مدت میں ساکت رہتا ہے لیکن پھر کوئی
امر جدید پیدا ہوتا ہے کہ منازعت قدیمہ اُس سے منصۂ
ظہور پر پہنچتی ہے مثلاً عمرو سے کوئی تحقیر یا سب و شتم
یعنی گالی گلوج بہ نسبت زید صادر ہوئی کہ کینۂ دیرینہ اُسی
سبب سے جوش میں آیا لیکن ظاہر میں یہی دعوی تغلب بر روے
کار ہے اور یہی سبب منازعت در شمار تمام اثبات و ابطال
اُسی پر متوجہ ہے اور تمامی بحث و جدال اُسی میں متحقق ہے
بالجملہ پیش نظر اس منازعت میں یہی سبب جلی ہے نہ وہ
سبب خفی اسلیے کہ ہر دور و نزدیک اور ہر اجنبی و شریک
کے زبان پر یہی سبب ظاہر جاری ہے اور اُس امر خفی کا
کوئی ذکر نہیں کرتا پس جمیع خواص و عوام یہی کہتے ہیں کہ
زید اپنے باپ کے متروکہ چاہنے کی وجہ سے عمرو کے ساتھ
منازعت چاہتا ہے نہ کہ گالی گلوج کا غبار نکالتا ہے
جو کوئی زید کو ملزم کریگا اسی وجہ پر کریگا کہ تیرے باپ کا متروکہ
عمرو کے ہاتھ میں نہیں ہے تو کیوں اُسکے ساتھ جھگڑا کرتا ہے
اور یوں کوئی اُس سے نہ کہیگا کہ اُسنے تجھکو گالی نہ دی تو کیوں
اُسکے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔ اور ایسے ہی جو کوئی کہ عمرو کو
الزام دیگا اسی وجہ سے دیگا کہ زید کے باپ کا متروکہ تو کیوں
نہیں دیتا نہ یہ کہ سب و شتم کے واسطے دیتا ہے تو اور ایسے
ہی تمام لوگوں میں ذکر اسی امر کا جاری اور ساری ہوگا
کہ کتنا بڑا ظالم ہے کہ زید کے باپ کا مال اپنے قبضہ میں
رکھا اور یوں کوئی نہ کہیگا کہ کیا بد زبان ہے کہ زید کو گالی
دی۔ ایسے ہی ممکن ہے کہ مخالفت کی وجہ زید ہو کے ساتھ
درحقیقت طمع حصول مالی ہو یا خوف ملالی لیکن زبان زد
خاص و عام یہی ہوگا کہ مکر لئے زید کی مخالفت بوجہ قرابت اخفیا کی

پس بہتر ہمین است کہ ما و شما مجتمع شدہ از اول باب فتنہ را مسدود
کردانیم و بادات بعدی با او رسانیم بالجملہ امثال این اسباب
وجوہ در اجتماع جزو و عساکر و فراہم شدن آنہا بسیار اند با خوبیت
کار می آرند و ہر کس آن را بزبان اظہار می نماید لیکن فی الواقع
بسیار اسباب و وجوہ مخفی باشند مثل طمع مال یا اظہار کینہ
دیرینہ یا حسد یا امثال آن و اما اسباب و وجوہ دینیہ پس
بیانش آنکہ شخصے از مسلمین بمنازعت کفار برخاست و
از جماہیر مسلمین رفاقت درخواست و سبب منازعت
ہمین مخالفت دین اظہار نمود و وجہ رفاقت ہمین موافقت
دین بیان فرمود و ہمین امر شہرۂ عالم گردید و زبان زد
بنی آدم کہ فلان کس برائے نصرت دین برخاستہ از
کفار جنگ میجوید و راہ منازعت ایشان را بنا بر اعلاے
کلمہ اسلام می پوید پس جماہیر اہل اسلام با وجود اختلاف
اقوام بادعاے حمیت دین و اظہار غیرت شرع متین
رفاقت او اختیار کردند و اعانت او فرض عین شمردند و ہر کرا میطلبد
ہمین وجہ میطلبد کہ من مسلمانم و در اعلاے کلمۂ اسلام میکوشم و
شما ہم دعوی اسلام میدارید پس شریک این سعادت شوید
و ہر کہ می آید ہمین وجہ بزبان خود اظہار می نماید کہ اہل دین ما
برفاقت فلان شخص مجتمع گردیدہ اند و بر سر کفار رسیدہ پس ما
ہم بنا بر خدمت دین متین شریک او شدیم و آمدیم مسافت دور و
نزدیک را طے نمودیم و ہر کہ در محافل و مجالس ذکر این معرکہ میکند ہمین میگوید
کہ در فلان مقام با فلان شخص مسلمانان بسیار جہاد کفار مجتمع گردیدہ اند
و اجتماع ایشان بحد حشمت و آنقدر رسیدہ و تنہا کاری دین چند
دین و ...ﷺ مخالفت ... ظاہر باشد
پس ہمون وقت صاحب دعوت را بر اہل دعوت

پس بہتر یہی ہے کہ ہم اور تم مجتمع ہو کر اول سے باب فتنہ کو بند
کر دیں اور ظالم کی سزا اسکو پہنچا دیں بالجملہ اس قسم کے اسباب
اور وجوہ اپنے لشکر کے جمع کرنے اور صغیر و کبیر کے فراہم لانے
میں ... بیان کرتے ہیں اور ہر ایک اسکو زبان سے ظاہر کرتے
ہیں لیکن فی الواقع بہت سے اسباب اور وجوہات مخفی ہوں مثل
طمع مال یا اظہار کینہ دیرینہ یا حسد وغیرہ لیکن اسباب وجوہ دینیہ
پس اسکا بیان یہ ہے کہ ایک شخص مسلمانوں میں سے کفار سے
جھگڑا کرنے کے واسطے اٹھا اور تمام مسلمانوں سے رفاقت چاہی
اور سبب منازعت یہی مخالفت دین ظاہر کیا اور وجہ رفاقت
یہی موافقت دین بیان فرمائی اور یہی امر شہرۂ عالم ہوا اور یہی
سخن زبان زد بنی آدم ہوا کہ فلان شخص نصرت دین متین اور
اعانت شرع مبین کے واسطے اٹھکر کفار سے لڑائی چاہتا ہے
اور بوجہ اعلاے کلمۂ اسلام اُن سے منازعت رکھتا ہے پس تمام
اہل اسلام نے باوجود اختلاف اقوام بادعاے حمیت دین اور
اظہار غیرت شرع متین اُسکی رفاقت اختیار کی اور اُسکی اعانت
فرض عین شمار کی اور جس کسیکو بلاتا ہے اسی وجہ سے بلاتا ہے کہ
میں مسلمان ہوں اور اعلاے کلمۂ اسلام میں کوشش کرتا ہوں
تم بھی دعوی اسلام رکھتے ہو اس سعادت میں شریک ہو اور
جو کوئی آتا ہے یہی وجہ سناتا ہے کہ ہمارے دین والے فلاں
شخص کی رفاقت پر مجتمع ہوئے ہیں اور کفار ناہنجار پر پہنچے
پس ہم بھی دین متین کی خدمت کے واسطے اُسکے شریک ہوتے
ہیں اور اسیلئے مسافت دور و نزدیک کرتے ہیں اور جو کوئی اپنے
محافل و مجالس میں اس معرکہ کا ذکر کرتا ہے یہی کہتا ہے کہ فلاں
مقام میں فلاں شخص کے ساتھ مسلمان لوگ کافروں کی بیخ کنی اور
... کے واسطے جمع ہوئے ہیں اور اسقدر اور اسقدر اُنکا
... ہو گیا ہے جس وقت کہ دین اور اسکی خدمت کا ذکر مخالف
اور ... کے بارہ میں ظاہر ہو گئے اُسوقت صاحب دعوت کا
اتباع ضروری ہو جاتا ہے اس باب میں بحکم رب الارباب وہی

می شوند و بیان همین وجوه زبانی و بر خاص و عام جاری گردد مثلاً
هرکس همین گوید که لشکر هواخواهان قدیمی و دولت خواهان
صمیمی و نوکران خدمتگزار و ملازمان شجاعت شعار همراه
او مجتمع گردیده هر که میرود همین اظهار میکند که من خانه زاد
قدیمی ام یا طالب نوکری و هر که رفاقت او اختیار نمی کند
همین عذر پیش می آرد که من نه از فدویان قدیمی ام و نه طالب
نوکری مرا بر اختیار رفاقت او هیچ باعث نیست مثل دفع
مفاسد ظالم متعدی مثلاً شخصے از بادشاهان اولو العزم
لشکر کشی کرده بر سر قومے آمد تا بلدان و امصار ایشان را
زیر حکومت خود در آرد و آنها را از جنس رعایاے خود
شمارد و مال و منال از ایشان تحصیل نماید و ابواب
سیاست بر ایشان جاری فرماید پس بنابر دفع مفسده
او رؤساے آن قوم مجتمع میشوند و با او بناء منازعت
می نهند و از اقوام دیگر استعانت می جویند و تا البته
ایشان میپیوندند پس سبب منازعت ایشان با او همین دفع
تعدی اوست و وجه رفاقت اقوام دیگر با ایشان یا نا گفته
قرابت میباشد که همین علاقه برادری را بر رشته کار می آرند
و آن را باعث رفاقت میشمارند و گاهے معاوضه و مبادله
میباشد که ایشان هم در مثل این اوقات اعانت این اقوام نموده اند
و راه رفاقت ایشان پیموده پس بعوض آن رفاقت سابقه بالفعل
از ایشان میجویند و گاهے سد باب مفسده میباشد که هر چند بالفعل
مضرتے از دست آن متعدی بآن اقوام نمی رسد اما آن
قوم اول ایشان را همین معنی می فهمانند که چنانکه
امروز بر سر ما لشکر کشید فردا بر سر شما خواهد کشید
و بلائیکه امروز بر سر ما رسید فردا بر سر شما خواهد رسید

ہوتے ہیں اور انھیں وجوہ کا بیان زبان زد خاص و عام ہوتا ہے
مثلاً ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ ہواخواہان قدیمی اور دولت خواہان
صمیمی اور نوکران خدمتگزار اور ملازمان شجاعت شعار کا لشکر
اُسکے ہمراہ جمع ہوا جو کوئی جاتا ہے یہی ظاہر کرتا ہے کہ میں
خانہ زاد قدیمی ہوں یا طالب نوکری ہوں اور جو کوئی اُسکی
رفاقت اختیار نہیں کرتا ہے یہی عذر پیش لاتا ہے کہ میں نہ
فدویان قدیمی سے ہوں اور نہ طالب نوکری مجھکو اُسکی رفاقت
کے اختیار کرنے کے لیے کوئی باعث نہیں مثل دفع مفاسد
ظالم جفاکار مثلاً کوئی شخص بادشاہان اولو العزم سے لشکر کشی
کر کے کسی قوم کے اوپر آتا تا کہ اُنکے شہر اور قصبات اور دیہات
وغیرہ کو اپنی حکومت میں لاوے اور اُنکو اپنی رعایا بناوے اور
مال و منال اُنسے تحصیل کرے اور ابواب سیاست اُنپر
جاری فرماوے پس اُسکے مفسدہ کے دفع کرنے کے واسطے اُس
قوم کے رؤسا جمع ہوتے ہیں اور اُسکے ساتھ جھگڑا قائم کرتے ہیں
اور دوسری قوموں سے استعانت اور مدد کے طالب ہوتے
ہیں اور اُنکی تائید و طلب میں کوشش کرتے ہیں پس اُن کی
منازعت کا سبب اُسکے ساتھ یہی دفع تعدی ہوتا ہے اور دوسری
قوموں کی رفاقت کی وجہ کبھی یہ ہوتی ہے کہ اُنکے ساتھ کبھی قرابت قریبہ
ہوتی ہے کہ اسی علاقہ برادری کو کام فرماتے ہیں اور اُسکو باعث
رفاقت خیال کرتے ہیں اور کبھی معاوضہ اور مبادلہ ہوتا ہے
کہ اُنھوں نے بھی ایسے اوقات میں ان قوموں کی اعانت کی
ہے اور اُنکی رفاقت کی راہ چلے ہیں پس اُس رفاقت سابقہ کی
عوض بالفعل اُنسے رفاقت چاہتے ہیں اور اعانت اُنسے
ڈھونڈتے ہیں اور کبھی مفسدہ کا دروازہ بند کرنا ہوتا ہے کہ ہر چند
بالفعل کوئی مضرت اُس ظالم معتدی کے ہاتھ سے اُس قوم کو
نہیں پہنچتی ہے لیکن وہ قوم اول اُنکو یہی سمجھاتی ہے کہ جس
طور پر آج کے دن اُسنے ہم پر لشکر کشی کی کل کو تم پر کریگا اور جو بلا
کہ آج کے دن ہمارے سر پہنچی کل کو تمہارے سر پہنچے گی

از ہر کہ مثل این کلام صادر گردد ہر آئینہ از جملہ مجانین بی اعتبار یا ظالمین ستمگار معدود شود ہرگز کسے کلام او را بسمع قبول نخواہد شنید و نزد کسے عاقل و جاہل این عذر او مقبول نخواہد گردید اگر حاکم وقت ہم بنا بر طمع مال یا پاسداری قرابت و صداقت تائید عمرو خواہد فرمود درہمین امر پاسداری او نخواہد نمود کہ معاملۂ مذکورہ اگرچہ فی الحقیقت واقع شدہ باشد اما بمرتبۂ ثبوت نرسید و بر اہل محکمہ وقوع او ظاہر نگردید فاما بعد ظہور آن پس اصلا حاکم وقت راہم مجال تائید او نمی ماند و مجال پاسداری او نمی باشد بلکہ میسر سد کہ احد من الرعایا معاملہ مذکورہ را ثابت کردہ خود حاکم زمان را ملزم گرداند و سلطان دوران را مفحم بالجملہ در قبول قانون مذکور ہم رعایا ناچار می باشند و ہم حاکم وقت آرے در ثبوت آن حیلہا می انگیزند و حق را با باطل می آمیزند چون این مقدمہ ممہد شد باید دانست کہ ہر قوم را در ابواب نظم و نسق آئینے می باشد مسلم الثبوت و قوانینے میباشد واجب الاذعان کہ در حیطہ ہمون آئین و قوانین حیلہ بازی مکاران سخن بست و جانب داری حکام ہوا پرست دائر و سائر میباشد اما اصل آن آئین را برہم نمیدہند و بیخ آن قوانین را از بن نمی کشند و گاہے از حیطۂ آن قدم بیرون نمی نہند و براہیکہ مخالف آن باشد صراحۃً نمی روند و ثبوت آن قانون را ہم نزد ایشان طریقے می باشد مسلم مثلاً برائے ثبوت معاملہ دیانت نزد مسلمین یا شہود می باشد یا اقرار و سند از کتاب اللہ میباشد یا سنت رسول اللہ یا اقوال مجتہدین پس در اعانت قوانین نظم و نسق این ہر سہ امر لازم آمد یکے قانون مسلم و دیگرے طریق ثبوت آن

جس کسی سے ایسا کلام صادر ہوئے البتہ منجملہ مجانین بے اعتبار یا ظالمین ستمگار سمجھا جاتا ہے ہرگز کوئی اُسکے کلام کو قبول نکریگا اور کسی عاقل و جاہل کے نزدیک یہ اُسکا عذر مقبول نہوگا اگر حاکم وقت بھی مال کی طمع یا قرابت اور دوستی کی پاسداری کے خیال سے عمرو کے قول کی تائید فرمائیگا ایسے امر میں اُسکی پاسداری کریگا کہ معاملہ مذکورہ اگرچہ درحقیقت واقع ہوا ہو لیکن مرتبہ ثبوت کو نہیں پہنچا اور اہل محکمہ پر اُسکا وقوع ظاہر نہوا۔ پس اُسکے ظہور اور ثبوت کے بعد حاکم وقت کو بھی اصلا مجال تائید نہیں رہتی اور کسی طرح پاسداری نہیں کر سکتا بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی رعایا میں سے معاملہ مذکورہ کو ثابت کر کے خود حاکم زماں کو ملزم بنائے اور سلطان دوراں کو ساکت فرمائے بالجملہ قانون مذکور کے قبول کرنے میں رعایا بھی ناچار ہوتی ہے اور حاکم وقت بھی مجبور ہوتا ہے ہاں اسکے ثبوت میں حیلے اُٹھاتے ہیں اور حق کو باطل کے ساتھ ملاتے ہیں جبکہ یہ مقدمہ ممہد ہوا تو جاننا چاہیے کہ ہر قوم کے واسطے نظم و نسق کے بارہ میں ایک آئین مسلم الثبوت اور ایک قانون واجب الاذعان ہوتا ہے کہ اُسی آئین اور قانون کے احاطہ کرنے میں مکاران سخن بست کی حیلہ بازی اور احکام ہوا پرست کی جانب داری دائر سائر ہوتی ہے لیکن اُس آئین کے اصل کو خراب نہیں کر سکتے اور اُس قانون کی بیخ کنی کی مجال نہیں پا سکتے اور کبھی اُسکے احاطہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتے اور اُسکے مخالفت کی راہ صراحۃً نہیں چلتے۔ اور اُس قانون کے ثبوت کا بھی اُنکے نزدیک ایک طریق معین اور ایک سند مسلم ہوتی ہے مثلاً دینداری کے معاملہ کے ثبوت کے واسطے مسلمانوں کے نزدیک یا گواہ ہوتے ہیں یا اقرار و سند کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا اقوال مجتہدین سے ہوتے ہیں پس نظم و نسق کے قوانین کی اعانت میں یہ تینوں امر ضروری ہیں ایک قانون مسلم دوسرے اسکے ثبوت کا طریق

بحکم رب الارباب تفتیش نیت بحکم سنت ممنوع ست و
دعوی ظاہر، و در ظاہر شرع مسموع و آما باب نظم و نسق پس اقسام
بسیار دارد مثل تحصیل اموال و تعزیر افعال و فصل خصومات و
خبرگیری ذوی الحاجات و امثال آن و صاحب دعوت
در تمامی این اقسام امتیازے میدارد بنسبت سائر اسباب
سیاسات و تنقیح این مقام موقوف ست بر تمہید یک مقدمہ
بیانش آنکہ کسے کہ در ابواب ریاست دانا و ہوشیار میباشد
و در مقدمات سیاست عاقل و تجربہ کار لابد در اقسام
نظم و نسق آئینے می نہد و در مقدمات احقاق حق قانونے
بوجہیکہ کلام قیل و قال و بحث اثبات و ابطال چون بآن
قانون می رسد چار ناچار گفتگوے طرفین بر آن منقطع
میگردد و باز مجال بحث و جدال نمی ماند کسے کہ حیلہاے
می انگیزد و حق را با باطل می آمیزد منتہاے مساعی او
ہمین میباشد کہ بوجہے گفتگوے فریب آمیز پیش آرد کہ قانون
مذکور بمرتبہ ظہور نرسد فاما وقتیکہ بمرتبہ ثبوت رسید تمام سخن سازی
و حیلہ بازی منقطع گردید مثلاً زید بر عمرو دعوی صد روپیہ
میدارد و عمرو با او وجوہ رد و انکار پیش می آرد پس
مجال قبول و اقرار و رد و انکار تا ہمان وقت ست کہ معاملہ
مبایعہ یا مداینہ ثابت نگردید و ثبوت آن بمنصۂ ظہور رسید
این ہمہ چرب زبانی و خوش بیانی ہمین ست کہ معاملہ مذکورہ
ثابت نگردد فاما بعد ثبوت معاملہ مذکورہ پس کسے را
ممکن نیست کہ بگوید ہر چند معاملہ مبایعت نمودہ ام فاما قیمت
مبیع بر ذمہ من نمیرسد یا مبلغ مذکور بطریق قرض گرفتہ ام فاما
ادائے آن بمن واجب نمی شود یعنی من اصلا این قانون را مسلم
نمی دارم کہ قیمت مبیع واجب الادا ست و بدل دین واجب الایفا

اس باب میں صاحب دعوت اور واجب الدعوت ہی تفتیش
نیت بحکم سنت ممنوع ہے اور اُسکا دعویٰ ظاہری ظاہر شرع
میں مسموع لیکن باب نظم و نسق میں اُسکے اقسام بہت ہیں مثل
تحصیل مال و تعزیر افعال و فصل خصومات و خبر گیری
ذوی الحاجات وغیرہ اور صاحب دعوت ان تمام اقسام
میں بہ نسبت جملہ اسباب سیاسات امتیاز رکھتا ہے اس
مقام کی تنقیح ایک مقدمہ کے تمہید پر موقوف ہے اُسکا بیان
یہ ہے کہ جو کوئی ابواب ریاست میں دانا اور ہوشیار ہوتا ہے
اور مقدمات سیاست میں عاقل و تجربہ کار لابد نظم و نسق کے
اقسام اور اثبات حق کے مقدمات میں ایک آئین اور قانون
اسی وجہ پر وضع کرتا ہے کہ جس وقت کلام قیل و قال و بحث
اثبات و ابطال اُس قانون پر پہنچے چار ناچار گفتگوے طرفین
اُسپر منقطع اور فیصل ہوئی اور پھر کسی کو مجال بحث و جدال نہ رہی
جو کوئی کہ حیلہ اُٹھاتا ہے اور حق کو باطل کے ساتھ ملاتا ہے
اُسکی کوششوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ کسی وجہ پر گفتگوے
فریب آمیز پیش کرے کہ قانون مذکور مرتبہ ظہور پر نہ پہنچے اور
جس وقت کہ مرتبہ ثبوت کو پہنچا تمام سخن بنائی اور حیلہ بازی منقطع
ہوئی مثلاً زید عمرو پر سَو روپیے کا دعویٰ رکھتا ہے اور عمرو
اُسکے مقابل میں رد و انکار کے دلائل پیش کرتا ہے پس
قبول و اقرار اور رد و انکار کی مجال اُسی وقت تک ہو کہ
معاملہ خریداری اور دینداری ثابت نہوئی اور اُسکا ثبوت
مرتبہ اور منصہ ظہور پر نہ پہنچے یہ تمام چرب زبانی اور خوش بیانی
یہی ہے کہ معاملہ مذکورہ ثابت نہووے لیکن بعد ثبوت
معاملہ کسی کو امکان نہیں کہ کہے کہ ہر چند معاملہ خرید و فروخت
میں نے کیا ہے لیکن قیمت مبیع میرے ذمہ نہیں آسکتی
یا مبلغ مذکور بطور قرض میں نے لیے ہیں لیکن اُسکا ادا
کرنا مجھپر واجب نہیں یعنی میں ہرگز اس قانون کو تسلیم نہیں
کرتا ہوں کہ قیمت مبیع واجب الادا ہے اور بدل دین واجب الایفا۔

بشواہد شرعی بپایۂ اثبات رسانیدہ ام نہ آنکہ این قواعد و شواہد را
بحرب زبانی ابطال کردہ ام و اشکالات بحث وجدال براں وارد
نمودہ ام کہ این اصلا از ایشان مسموع نیست و این کلام اگرچہ
بظاہر مدلل باشد بدلائل عقلیہ ہرگز نزد ایشان مطبوع نیست پس
ہر صاحب ریاست وسیاست کہ در ابواب نظم و نسق بر عیار
قوانین ربانی و آئین ایمانی موصوف باشد و در تمامی اہل زمان
بوجھے معروف کہ ہر کس و ناکس از رعایائے او بجائے خود میداند
کہ وقتیکہ مقدمۂ خود را بر قواعد فقہیہ و شواہد شرعیہ منطبق گردانیم
و دعوائے خود را بہمین دلائل بپایۂ اثبات رسانیم پس در محکمۂ
عدالت ہرگز مغلوب نخواہیم گردید و منازع خود را ہم بآن
ملزم خواہیم گردانید و حاکم وقت ہم اگر پاسداری او خواہد کرد
او را مفحم خواہیم کرد پس ہمون ست صاحب دعوت واجب الاطاعت
در باب نظم و نسق پس کسیکہ صاحب دعوت باشد در ہر دو باب
یعنی در باب صلح و جنگ در باب نظم و نسق پس ہمون ست امام
واجب الاعانت و الاطاعت ترک رفاقت او در ابواب جہاد و ترک
اطاعت او در احکام ریاست و سیاست ہرگز شرعا جائز نیست
بیان فساد نیت او درین ابواب نامسموع و ذکر سائر قبائح اعمال و اخلاق
او غیر مشروع رفاقت و اطاعت او عین عبادت مالک علام ست و
اعانت او دین سید الانام و خروج و بغی برو شرعا حرام ست و بدخواہی
دین اسلام پس مراد از لفظ امام ہمین صاحب دعوت ست
پس ہمین معنی را در ذہن محفوظ باید داشت و در مباحث آئندہ
ہمین معنی ملحوظ باید کرد **تنبیہ ثانی** در بیان آنکہ کدام کدام
از ارباب حکومت در مفہوم صاحب دعوت داخل ست
و کدام کدام کس از و خارج باید دانست کہ افضل و
اکمل افراد این مفہوم خلیفۂ راشد ست بلکہ ہمون ست

شواہد شرعیہ کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچایا ہے نہ یہ کہ ان قواعد
اور شواہد کو میں نے چرب زبانی سے باطل کیا اور بحث و جدال
کے اشکالات اسپر وارد کیے سو یہ بات اُنسے اصلا مسموع
نہیں اور یہ کلام اگرچہ بظاہر دلائل عقلیہ کے ساتھ مدلل ہو
ہرگز اُنکے نزدیک مطبوع نہیں پس جو صاحب ریاست و سیاست
کہ ابواب نظم و نسق میں قوانین ربانی اور آئین ایمانی کی رعایت
کے ساتھ موصوف ہوا اور تمام زمانہ والوں میں اسی وجہ پر معروف
کہ ہر کس و ناکس رعایا سے اس بات کو خوب جانتا ہے کہ جس وقت
اپنے مقدمہ کو ہم قواعد فقہیہ اور شواہد شرعیہ پر منطبق کریں گے
اور اپنے دعوے کو انھیں دلائل کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہنچاویں گے
محکمۂ عدالت میں ہرگز مغلوب نہوں گے اور اپنے مخالف کو اُسکے
ساتھ ملزم بنائینگے اگر حاکم وقت بھی اُسکی پاسداری کریگا اُسکو
بھی ساکت کریں گے پس در باب نظم و نسق وہی صاحب
دعوت واجب الاطاعت ہے سو جو شخص در بارۂ صلح و جنگ و
نظم و نسق صاحب دعوت ہو وہی امام واجب الاعانت
اور لازم الاطاعت ہے ابواب جہاد اور احکام ریاست
میں اُسکی رفاقت اور اطاعت کا ترک کرنا ہرگز شرعا جائز
اور درست نہیں اور اُسکی نیت کے فساد کا بیان ان ابواب میں
نامسموع ہے اور اُسکے اخلاق اور اعمال کے برائیوں کا ذکر
غیر مشروع ہے اُسکی رفاقت اور اطاعت عین عبادت
مالک علام ہے اور اعانت دین سید الانام ہے اور اُس سے
باغی ہونا شرعا حرام ہے اور بدخواہی دین اسلام ہے پس
مراد لفظ امام سے یہی صاحب دعوت ہے بہرحال یہی معنی
ذہن میں محفوظ رکھنا چاہئیں اور مباحث آئندہ ملحوظ رکھنی چاہئیں
دوسری تنبیہ۔ اس معنی کے بیان میں ہے کہ کون کون
ارباب حکومت صاحب دعوت کے مفہوم میں داخل ہیں
اور کون کون اُس سے خارج ہیں معلوم کرنا چاہیے کہ اس
مفہوم کے افضل اور اکمل افراد میں خلیفۂ راشد ہی ہے بلکہ وہی ہے

وسوسے سند آن پس این ہر سہ امر مختلف میباشد بحسب اختلاف
اقوام و ادیان قومے قانونے می نہند و برائے ثبوت آن
طریقے معین می کنند و سند آن از آئین کسے از سلاطین اسلاف
میگیرانند و قوانین ہمان سلطان را واجب الاذعان می شمارند
و قومے قانونے می نہند و طریقے دیگر معین می کنند و سند
آن از کلام دانایان ہوشیار و عقلاے تجربہ کار میگیرانند
ہمین احکام عقلیہ را واجب الاذعان می شمارند کہ ہرچہ عقل حکم
نماید کہ رعایت فلان قانون مفید ست در باب بند و بست
کارخانہ سلطنت و نظم و نسق ابواب مملکت پس ہمان قانون واجب الرعایت
است و ہمان آئین واجب الحفاظت پس سند ہر قانون نزد ایشان
ہمین ست کہ منافع او را بیان نمایند و فوائد او را اظہار فرمایند و قومے
اتباع قانونے میکنند و طریقے برائے ثبوت آن پیش نظر می آرند و سند
آن از ملت مصطفوی و سنت نبوی میگیرانند و ہمین احکام ربانی و
آئین ایمانی را لازم الاذعان می شمارند پس برپا کردن قانون جدید
اگرچہ بنظر عقل بشری انفع و افید باشد نزد ایشان از قبیل بدعات
مردودہ ست و استخراج طریقہ غیر طریق مقرر از مخترعات مطرودہ و حکم
عقلی صرف درین ابواب نزد ایشان نامسموع ست و اتباع
کسے از سلاطین اسلاف درین مقدمات نامشروع پس سند
مقبول نزد ایشان شریعت ست و بس و ہمیشہ دعواے
ایشان ہمین ست کہ در ابواب نظم و نسق اتباع قوانین ربانی
و پیروی آئین ایمانی می باید آرے اگر کسے از ایشان ہواپرست
می باشد در دائرہ ہمین آئین ہواپرستی می نماید و سخن سازی
و حیلہ بازی در حیطہ ہمین قوانین بروے کار
می آرد و آن را ہنر و کمال خود می شمارد کہ
فلان کس را بقواعد فقہیہ ملزم گردانیدم و دعواے خود را

منشأ اُسکی سند پس یہ تینوں امر اقوام اور ادیان کے اختلاف کے
اعتبار سے باہم مختلف ہوتے ہیں۔ ایک قوم قانون رکھتی ہے اور
اُسکے ثبوت کے واسطے ایک طریق معین کرتی ہے اور سند
اُسکی سلاطین گزشتہ کے آئین سے لیتی ہے اور اُسی سلطان کے
قوانین کو واجب جانتی ہے اور کچھ لوگ قانون وضع کرتے ہیں
اور طریق دوسرا معین کرتے ہیں اور اُسکی سند دانایانِ ہوشیار
اور عقلاے تجربہ کار کے کلام سے گزارتے ہیں اور انھیں
احکام عقلیہ کو واجب الاذعان شمار کرتے ہیں مثلاً عقل حکم
کرے کہ کارخانہ سلطنت کے بند و بست اور مملکت کے
نظم و نسق میں فلاں قانون کی رعایت مفید ہے سو وہی
قانون واجب الرعایت ہے اور وہی آئین واجب الحفاظت ہے
پس ہر قانون کی سند اُنکے نزدیک یہی ہے کہ اُسکے فوائد
بیان کریں اور اُسکے منافع عیاں کریں اور ایک قوم ایک
قانون کا اتباع کرتی ہے اور ایک طریق اُسکے ثبوت کے
واسطے پیش نظر رکھتی ہے اور اُسکی سند سنت نبوی اور ملت
مصطفوی سے لاتی ہے اور انھیں احکام ربانی اور آئین
ایمانی جانتی ہے پس قانونِ جدید کا پیدا کرنا اگرچہ بنظر عقل
بشری انفع اور افید ہو اُنکے نزدیک از قبیل بدعاتِ مردودہ ہے
اور خلاف سنت کوئی طریق نکالنا از جنس مخترعاتِ مطرودہ ہے
اور حکم عقلی صرف اس باب میں اُنکے نزدیک نامسموع ہے اور
سلاطین اسلاف میں سے کسی کا اتباع ان مقدمات میں
نامشروع ہے پس سند مقبول اُنکے نزدیک شریعت ہے
اور بس اور ہمیشہ اُنکا دعویٰ یہی ہے کہ ابواب نظم و نسق میں
قوانین ربانی اور آئین ایمانی کی پیروی چاہیے ہاں اگر اُنمیں
سے کوئی ہواپرست ہوتا ہے اسی آئین کے دائرہ میں ہواپرستی
کرتا ہے اور اسی قانون کے احاطہ میں سخن سازی اور حیلہ بازی
بجا لاتا ہے اور اُسکو اپنا ہنر اور کمال جانتا ہے اور کہتا ہے کہ
فلاں شخص کو میں نے قواعد فقہیہ کے ساتھ ملزم بنایا اور اپنے ادعا کو

استہا این امر شرم میدارد و اگر احیاناً کسے او را باین قبائح نسبت
می نماید ہر آئینہ بانواع حیلہ بازی و سخن سازی او را دفع میفرماید و ہمچنین
اگر احیاناً بطمع حصول مال یا بطیش و غضب از وی بہ نسبت شخصے
نوعے از ظلم و جور صادر گردید و بجان او یا مال او گزندے رسید و کسے
او را برین معنی سرزنش نمود و بر صدور این قبح او را معاتب
فرمود پس یا نسبت این امر را از خود دفع میکند که این امر از
فلان شخص صادر گردیده از من و فلان کس امیر است که بر و دست
من باین حد نمی رسد که او را باز پرس کنم یا دار و گیر نمایم آرے
بہ تدبیر و تدریج از و انتقام این امر خواہم کشید و بپاداش ظلم و
تعدی او را خواہم رسانید یا بصدور این جرم یعنی تعدی و
ظلم اعتراف می نماید و بمکافات او اقرار میکند که آن مظلوم را
راضی خواہم گردانید و مال او را باو خواہم رسانید و ہمچنین
در اظہار رسوم تجبر و تکبر یک حیلہ شرعیہ می آمیزد مثلاً مسندے
برائے خود معین کرد و دل او بنا بر تجبر و تکبر میخواہد که کسے دیگر
بر وے نه نشیند بلکه کسے بر و دست ہم نرساند تا جان خود در زمرہ
موسوسین شمرد و بہمین حیلہ ہم تکبر و تجبر ادا کرد و بظاہر ہمین معنے
اظہار نمود در باب طہارت و نجاست وسواس بسیار میدارم
و آن را از جنس احتیاط و تقوی می شمارم اگر کسے باو دست خواہد
رسانید ہر آئینہ در زعم من آن را نجس خواہد گردانید بنا بران باین امر
راضی نیستم که کسے متصل او می نشیند یا باو دست خود برساند پس
در پردہ این حیل و امثال آن اتباع ہوائے نفسانی و اقتدائے
وساوس شیطانی می نماید و باین چرب زبانی جان خود را باتہام این
قبائح نمی آلاید پس این قسم سلاطین جابرین اگر در باب صلح و جنگ و نظم و
نسق صاحب دعوت باشند پس مفہوم امام داخل اند فاما اقسام سابقہ
اصلا در افراد صاحب دعوت منسلک نیستند پس احکام امام که در مباحث آئندہ

اس امر کے اشتہار سے شرم رکھتا ہے اور اگر اتفاقاً کوئی شخص اسکو ان
برائیوں کی طرف منسوب کرتا ہے البتہ انواع حیلہ بازی اور سخن سازی کے
ساتھ اسکو دفع کرتا ہے ایسے ہی اگر احیاناً حصول مال کی طمع اور طیش و
غضب کی وجہ سے اس سے کسی شخص کی نسبت کسی قسم کا ظلم و جور
صادر ہوا اور اسکی جان یا مال کو گزند پہنچا پھر کسی نے اس معنی پر ملامت
کی اور اس قبح کے صدور اور اس برائی کے ظہور پر معاتب فرمایا پس یا تو
اس کی نسبت کو اپنی ذات سے دفع کرتا ہے یہ امر فلاں شخص سے صادر ہوا ہے
نہیں کیا فلاں شخص امیر ہے کہ اسپر میرا بس نہیں اس حد کو نہیں پہنچا کہ اسکو
باز پرس کے مقام میں لاؤں یا مکافات باز پرس میں پہنچاؤں ہاں
بہ تدبیر و تدریج اس سے اسکا بدلہ لونگا اور ظلم و تعدی کا مزہ چکھاؤنگا
یا اس جرم کے صدور یعنی ظلم و تعدی کا اقرار کرتا ہے اور اس کے
مکافات کا اعتراف کرتا ہے کہ اس مظلوم کو راضی کرونگا اور اسکا
مال اسکو دونگا۔ ایسے ہی اظہار رسوم تجبر و تکبر میں ایک حیلہ شرعیہ
ملاتا ہے مثلاً ایک مسند اپنے واسطے معین کی اور اسکا دل تجبر و
تکبر کی وجہ سے چاہتا ہے کہ کوئی دوسرا اسپر نہ بیٹھے بلکہ کسی کا
ہاتھ بھی اسپر نہ پہنچے اور اپنی جان کو وسوسہ والوں کے
زمرہ میں گنا اور اسی حیلہ سے تکبر و تجبر کی رسم ادا کی اور بظاہر
یہی بات ظاہر کی کہ طہارت اور نجاست کے معاملہ میں مجھکو
وسواس بہت ہے اور اسکو منجملہ احتیاط و تقوی جانتا ہوں اگر
کوئی اسکو ہاتھ لگائیگا میرے نزدیک اسکو نجس کریگا
بنا بریں اس امر سے میں راضی نہیں ہوں کہ کوئی اسکے
پاس بیٹھے یا اسکو اپنا ہاتھ لگائے پس ان حیلوں کے
پردہ میں ہوائے نفسانی کا اتباع اور وساوس شیطانی کا اقتدا
کرتا ہے اور اس چرب زبانی کے ساتھ ان قباحتوں کی تہمت سے
اپنی جان کو بچاتا ہے پس اس قسم کے سلاطین جابرین اگر
صلح و جنگ اور نظم و نسق کے بارہ میں صاحب دعوت ہوں تو
مفہوم امام میں داخل ہیں لیکن اقسام سابقہ اصلا افراد صاحب
دعوت میں شامل نہیں پس احکام امام کہ مباحث آئندہ میں

صاحب دعوتِ حق و متبوعِ مطلق و بعد ازان سلطان عادل
خواہ ناقص باشد خواہ کامل و سلاطین مضلین و ملوک ملحدین اصلا
از افراد او نیستند فاما سلطان جابر پس حال او تفصیلے میدارد
بیانش آنکہ سلطان جابر بچند اقسام ست از انجملہ طفل مزاج
و سفیہ طبع ست کہ اتباع ہیچ قانونے از قوانین شرعیہ یا
نقلیہ نمی دارد و اقتدائے ہیچ آئینے خواہ ربانی باشد خواہ
سلطانی بجوے نمی شمارد بلکہ دیوانہ وار و شتر بے مہار
محض تابع خیال خود ست ہرچہ بخیال او میگذرد ہمان امر را
از جملہ مقاصد خود می شمرد نہ باقامت سنت غرضے میدارد و نہ
باشاعت بدعت و از انجملہ فاسق مجاہر ست کہ بر تدقیق وجوہ
عیاشی ہمت گماشتہ و درین باب از رعایت شرع و عرف
دست برداشتہ ماہرانِ فن را مقرب بارگاہ خود ساختہ و وجوہ
مناہی و اسباب ملاہی را بکمال رونق آراستہ و اربابِ لہو و لعب
نشاط و طرب را از ہر سو فراہم آوردہ و تکمیل و تتمیم این فن را
از کمالاتِ خود شمردہ پس قیام سلطنت او باعثِ شیوع
فواحش ست و سبب ظہورِ قبائح پس بلسان حال بفسق و فجور
داعی ست اگرچہ بزبانِ مقال باین قبائح داعی نباشد و ہمین
اقسامِ مذکورہ را در باب ظلم و تعدی و تجبر و تکبر قیاس
باید کرد و از انجملہ سلطان شرمگین ست کہ ہرچند انواع
غیر مشروع بعمل می آرد اما آنرا از جنس قبائح و فضائح
می شمارد کہ بسانِ عیوب آن را می پوشد و در ستر آن
بجان و دل می کوشد اگرچہ محافل لہو و لعب و نشاط و
طرب می آراید و بشرب خمور و ضرب طنبور اشتغال
می نماید فاما در خلوت خانہ فارغ از بیگانہ با یاران مجالس و
معاشرانِ موانس این محفل را گرم می سازد و

صاحبِ دعوتِ حق اور متبوعِ مطلق اور اُسکے بعد سلطان
عادل ہے خواہ ناقص ہو خواہ کامل اور سلاطین مضلین اور
بادشاہانِ ملحدین ہرگز اُسکے افراد میں سے نہیں رہا سلطان جابر
سو اُسکا حال بیان کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ سلطان جابر کے
چند قسمیں ہیں از انجملہ طفل مزاج اور کمینہ طبع ہے کہ کسی قانون کا
اتباع قوانینِ شرعیہ یا نقلیہ سے نہیں رکھتا ہے اور کسی آئین کا
اقتدار خواہ ربانی ہو خواہ سلطانی ایک جَو کے برابر نہیں جانتا بلکہ
دیوانہ وار شترِ بے مہار محض تابع خیال ہے جو کچھ اُسکے خیال
میں آتا ہے اُسی کو منجملہ مقاصد تصور فرماتا ہے نہ اقامتِ سنت سے
غرض نہ اشاعت بدعت سے کام رکھے۔ از انجملہ فاسق مجاہر ہے
کہ اقسام اقسام کی عیاشی کے باریکیوں میں ہمت لگائے ہوئے ہو
اور اس باب میں رعایتِ شرع اور عرف سے بالکل ہاتھ اٹھائے
ہوئے ماہرانِ فن کو مقربِ بارگاہ بنائے ہوئے وجوہ مناہی
اور اسبابِ ملاہی کو کمال درجہ پر رونق پہنچائے ہوئے
اربابِ لہو و لعب اور اصحاب نشاط و طرب کو ہر طرف سے
فراہم لائے ہوئے اس فن کی تکمیل اور تتمیم کو اپنے کمالات سے
دل میں ٹھہرائے ہوئے پس اُسکی سلطنت کا قیام بدکاریوں
اور برائیوں کے جاری ہونے کا باعث ہے اور طرح
طرح کے قباحتوں کے ظہور کا سبب ہے پس زبانِ حال سے
فسق و فجور کا داعی ہے گو زبانِ مقال سے اسکو ظاہر نکرے
انھیں اقسامِ مذکورہ کو دربارۂ ظلم و تعدی اور تجبر و تکبر قیاس
کرنا چاہیے از انجملہ سلطان شرمگین ہے کہ ہرچند انواع غیر
مشروع عمل میں لاتا ہے لیکن اُسکو از جنس قبائح و فضائح جانتا ہے
کہ عیب کے مانند اُسکو چھپاتا ہے اور اُسکی پردہ داری میں بجان و
دل کوشش کرتا ہے اگرچہ محافل لہو و لعب و مجالس نشاط و
طرب آراستہ کرتا ہے اور شرب خمور اور ضرب طنبور کے ساتھ
شغل رکھتا ہے لیکن خلوت خانہ فارغ از بیگانہ میں یارانِ مجالس
اور معاشران موانس کے ساتھ اس محفل کو گرم کرتا ہے اور

ور مفہوم صاحب تحفہ داخل ست نہ ازان خارج بلکہ بعضے
از افراد آن مثل سلطان باحیا در اقسام او مندرج است و
بعضے ازان مثل فاسق بیحیا و ظالم بیوفا و مدہوش لا یعقل و متجبر
جاہل ازان خارج پس اگر یکے بگوید کہ سلطان جابر از اقسام امام نیست
و اعانت و اطاعت او واجب و دیگرے بگوید کہ سلطان جابر
ہم از اقسام امام ست و از ظلم و تعدی امامت او باطل نمی شود
بلکہ اعانت و اطاعت او بر کافہ مسلمین واجب ست و صبر بر
شدائد او لازم این ہر دو کلام و نفس الامر صادق اند چہ حکم بعضے
افراد او موافق قول اول ست و حکم بعضے موافق قول ثانی
پس ازین بیان واضح گردید کہ انچہ احادیث مختلفہ درین باب وارد
گردیده اند و بظاہر میان آنہا تعارض معلوم می شود فی الحقیقت
دران ہیچ تعارض نیست بلکہ ہر حدیث را بر محل آن حمل باید کرد
کما روی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیب امتی فی آخر الزمان
من سلطانہم شدائد لا ینجو منہا الا رجل عرف دین
اللہ فجاہد علیہ بلسانہ ویدہ وقلبہ فذلک الذی سبقت
لہ السوابق وروی ابوذر رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم وائمۃ من
بعدی یستاثرون بہذا الفیئ قلت اما والذی بعثک
بالحق اضع سیفی علی عاتقی ثم اضرب بہ
حتی القاک قال اولا ادلک علی خیر من ذلک
تصبر حتی تلقانی وروی ابن عمر رضی اللہ عنہ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان السلطان ظل
اللہ فی الارض یاوی الیہ کل مظلوم من
عبادہ فاذا عدل کان لہ الاجر و

مفہوم صاحب عون میں داخل ہے نہ اُس سے خارج بلکہ اُسکے
بعض افراد مثل سلطان باحیا اُسکے اقسام میں شامل ہیں اور بعض افراد
مثل فاسق بیحیا اور ظالم بیوفا اور مدہوش لا یعقل اور متکبر جاہل
اُس سے خارج ہیں پس اگر ایک شخص کہے کہ سلطان جابر اقسام
امامت سے نہیں اُسکی اعانت و اطاعت واجب نہیں اور دوسرا
کہے کہ سلطان جابر بھی منجملہ اقسام امام ہے ظلم و تعدی سے
اُسکی امامت باطل نہیں ہوتی بلکہ اُسکی اطاعت اور اعانت
تمام مسلمانوں پر واجب ہے اور صبر اُسکے شدائد اور بلاؤں پر
لازم ہے یہ دونو کلام نفس الامر میں صادق ہیں کیونکہ اُسکے
بعض افراد کا حکم تو قول اول کے موافق ہے اور بعض کا حکم
قول ثانی کے مطابق ہے پس اس بیان سے واضح ہوا کہ
جو کچھ احادیث مختلفہ اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور بظاہر
اُنمیں تعارض معلوم ہوتا ہے فی الحقیقت آپسمیں موافق ہیں
کسی قسم کا اُنمیں تعارض نہیں ہر حدیث کے واسطے ایک
محل متعین ہے اُسکو اُسکے محل پر حمل کرنا چاہیے چنانچہ عمر بن
خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اُنھوں نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ترجمہ یہ کہ میری اُمت پر
آخر زمانہ میں اُنکے بادشاہوں سے سختیاں پہنچنگی اُنسے نہ بچیگا مگر
جسنے اللہ تعالی کا دین پہچانا پھر کوشش کی زبان سے اور ہاتھ اور
دل سے پس یہ ہے کہ پہلے پہنچی واسطے اُسکے نیکیاں) اور روایت
کیا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
(ترجمہ کیونکر ہوگا تم اور میرے بعد کے امیر مختار بنجاوینگے غنیمت کے
کہا مینے قسم ہے اُس ذات کی کہ آپ کو ساتھ حق کے بھیجا میری تلوار
میری گردن پر رکھیے پھر ماریے تاکہ میں آپ سے ملوں فرمایا کیا میں
تجھکو اس سے بہتر نہ بتادوں صبر کر رہا تاکہ مجھسے ملے) روایت
کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
(ترجمہ فرمایا کہ تحقیق بادشاہ زمین میں اللہ تعالی کا سایہ ہے ہر مظلوم
اُسکی طرف جاتا ہے جب انصاف کرتا ہے تو اُسکو ثواب ہوتا ہے اور

مذکور خواہند گردید آنہمہ باین سلطان باحیا منسوب اند نہ بہ مدہوش
غافل فریفتہ لا یعقل و نہ بفاسق بیباک و ظالم سفاک و نہ بہ تیجہ عنید و متکبر
مرید و درین مقام چند لطیفہ ہست کہ در ضمن چند نکتہ بیان باید کرد
نکتۂ اولیٰ باید دانست کہ ہر چند ہر سلطان عادل را بہمعنی لازم نیست
کہ در باب صلح و جنگ صاحب دعوت باشد چہ ممکن ست کہ با کفار شرار
یا مبتدعین بدکردار معرکۂ قتل و قتال و جنگ و جدال برپا فرماید و
ایشان را استیصال نماید و مملکت ایشان را زیر دست خود آرد و
سلطنت ایشان را زیر و زبر گرداند لاکن نہ بنا بر مخالفت دین و
اعلاے کلمۂ رب العالمین بلکہ بنا بر کشور کشائی و فرمانروائی
پس ہر چند این مقابلہ و مقاتلہ از ممنوعات شرعیہ نیست کہ عدالت
او را برہم زند اما از جنس جہاد فی سبیل اللہ ہم نیست کہ بسبب آن
صاحب دعوت شود لکن از انجا کہ ترقی اقبال او باعث ترقی
اسلام ست و شکست شوکت او باعث شکست رونق اسلام چہ
اگر مغلوب و مقہور گردد لابد مخالفین او کہ مبطلین اند بر بلاد اسلام
تسلط خواہند یافت و در تخریب ملت و امت خواہند شتافت پس
گزند عظیم باسلام و اہل اسلام خواہد رسید بنا بر علیہ اعانت او بر
مخالفین کہ فی الحقیقت مخالف دین اند بر ذمہ کافہ مسلمین لازم
آمد پس درین باب ہر چند حقیقۃً صاحب دعوت نیست اما حکم صاحب
دعوت پیدا کردہ اینست کلام در باب صلح و جنگ فاما در باب نظم و نسق
پس ہر سلطان عادل درین باب بالضرورت صاحب دعوت
خواہد بود و الا عادل نخواہد شد پس ازین بیان واضح گشت کہ
مطلق سلطان عادل در باب نظم و نسق حقیقۃً صاحب
دعوت ست و در باب صلح و جنگ یا حقیقۃً صاحب دعوت ست یا
حکماً بنا بر علیہ مطلق سلطان عادل را در مفہوم صاحب دعوت مندرج کردہ شد
نکتۂ ثانیہ باید دانست کہ از بیان سابق واضح گشت کہ مطلق سلطان جابر

مذکور ہونگے وہ تمام اس سلطان باحیا کی طرف منسوب ہیں نہ بیہوش
غافل فریفتہ لا یعقل فاسق بیباک ظالم سفاک منجبر عنید متکبر مرید کی
طرف ان کو نسبت نہیں کر سکتے اس مقام میں چند لطیفے ہیں کہ
چند نکتوں کے ضمن میں انکا بیان کیا جاتا ہے نکتۂ اول معلوم
کرنا چاہیے کہ ہر سلطان عادل کو یہ معنی لازم نہیں کہ دربارہ صلح و
جنگ صاحب دعوت ہو کیونکہ ممکن ہے کہ کفار بدکار یا مبتدعین
بدکردار کے ساتھ معرکۂ قتل و قتال و مقدمۂ جنگ و جدال برپا کرے
اور انکا استیصال فرمائے اور انکی سلطنت کو زیر و زبر کرے
لیکن اس وجہ سے نہیں کہ اسکو مخالفت دین اور اعلاے کلمۃ رب العالمین
کا خیال ہو بلکہ کشور کشائی اور فرمان روائی کی بنا پر اس سے یہ
معاملات صادر ہوئے پس ہر چند مقابلہ و مقاتلہ ممنوعات شرعیہ
سے نہیں کہ عدالت اسکو برباد فرمائے لیکن جنس جہاد فی سبیل اللہ سے
بھی نہیں کہ اسکے باعث صاحب دعوت ہو لیکن از انجا کہ اسکے اقبال
کی ترقی اسلام کی ترقی کا باعث ہے اور اسکی کسر شوکت رونق
اسلام کے کسر کا سبب ہے کیونکہ اگر مغلوب و مقہور ہوسکے
بالضرور اسکے مخالفین مبطلین بلاد اسلام پر تسلط پائیں گے اور
ملت و امت کی تخریب میں کوشش کریں گے اور گزند عظیم
اسلام اور مسلمانوں کو پہنچائیں گے بنا بر علیہ اسکی اعانت
مخالفین پر کہ فی الحقیقت مخالف دین ہیں تمام مسلمانوں کے
ذمہ لازم و واجب ہے پس اس باب میں وہ ہر چند حقیقۃً صاحب
دعوت نہیں لیکن مجازاً صاحب دعوت کا حکم رکھتا ہی یہ کلام
دربارۂ صلح و جنگ ہے لیکن در باب نظم و نسق پس ہر سلطان
عادل اس باب میں بالضرور صاحب دعوت ہوگا و الا عادل
نہوگا سو اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مطلق سلطان عادل در
باب نظم و نسق حقیقۃً صاحب دعوت ہے اور دربارۂ صلح و
جنگ یا حقیقۃً صاحب دعوت ہے یا حکماً نظر بر ان مطلق سلطان
عادل کو مفہوم صاحب دعوت میں داخل کیا گیا نکتۂ ثانیہ
جاننا چاہیے کہ بیان سابق سے واضح ہوا کہ مطلق سلطان جابر

و مطلق صدورِ فسق و ظلم نے مجاہرت و دعوت ہرگز او را معزول مبگرداند و نہ مستحق عزل تفصیل دلیل آن موقوف ست بر تمہید مقدمہ بیانش آنکہ شارع جل شانہ ببعضے احکام امر میفرماید و آنرا وسیلہ امورے دیگر مینماید یعنی مقصود از اقامت آن احکام تحصیل غرضے میباشد و حصول منفعتے کہ آن احکام را بنا بر تحصیل آن غرض معین فرمودہ و وسائل آن منافع مقرر نمودہ مثلاً عقد بیع بنا بر ہمین معنی مشروع گردیدہ کہ مشتری تملک مبیع حاصل شود و بائع را تملک ثمن و عقد نکاح بنا بر ہمین معنی مشروع شدہ کہ جانبین را حل استمتاع با یکدیگر حاصل شود پس اگر معاملات مذکورہ بوجہے منعقد شود کہ غرض مقصود برو مترتب نگردد پس آن معاملہ از اصل باطل ست یا قریب البطلان کہ ہر واحد را از طرفین نقص آن معاملہ رسید مثلاً مال شخصے در دریا افتادہ او بدست کسے فروخت پس ہرچند آن مال در تہ دریا موجود ست و ملک بائع برو متحقق اما از انجاکہ حصول تملک مشتری کہ غرض از عقد بیع ست درین صورت متعذر بنا علیہ این بیع باطل گردید و ہمچنین نکاح مسلم با مشرکہ کہ ہرچند یک از طرفین بجای خود لائق عقد نکاح ست و ارکان نکاح کہ ایجاب و قبول ست ہم درین صورت متحقق گردید فاما از انجاکہ حل تمتع مفقود ست نکاح مذکور باطل و ہمچنین عنینیت در جانب زوج و رتق و فتق در جانب زوجہ ازین عیوب ہم مانع لزوم نکاح ست چون این مقدمہ ممہد شد باید دانست کہ مقصود از نصب امام حفظ احکام ملت ست و نظم اجماع امت چنانچہ ملا علی قاری در شرح فقہ اکبر فرمودہ ان المسلمین لا بد لهم من امام يقوم بتنفيذ احكامهم واقامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز جيوشهم واخذ صدقاتهم وقهر المتغلبة والمتلصصة وقطاع الطريق واقامة الجمع

اور مطلق صدور فسق و ظلم سے مجاہرتاً و دعوتاً ہرگز اسکو نہ معزول کرے اور نہ مستحق عزل اُسکے دلیل کی تفصیل ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے بیان اُسکا یہ ہے شارع جل شانہ بعض احکام کے ساتھ امر فرماتا ہے اور اُسکو دوسرے امور کا وسیلہ بناتا ہے یعنی اُن احکام کے قائم کرنے سے مقصود کسی غرض کی تحصیل ہوتی ہے اور اُس منفعت کا حصول مقصود ہوتا ہے کہ اُن احکام کو اُس غرض کی تحصیل کے بنا پر معین فرمایا ہے اور اُن منافع کے وسائل مقرر کئے مثلاً عقد بیع اسی معنی کے واسطے مشروع ہوا کہ مشتری کو تملک مبیع حاصل ہوئی یعنی اُس چیز کا مالک بنجائے اور بائع ثمن کا مالک ہوجائے اور عقد نکاح اسی واسطے مشروع ہوا کہ جانبین کو ایک دوسرے سے حل استمتاع حاصل ہووے پس اگر معاملات مذکورہ ایسے وجہ پر منعقد ہویں کہ غرض مقصود اُسپر مترتب نہو تو وہ معاملہ اصل سے باطل ہے یا قریب البطلان ہے کہ ہر واحد کو طرفین سے اُسکا نقص پہنچتا ہے مثلاً کسی نے مال دریا میں پڑا ہوا کسی کے ہاتھ فروخت کیا پس ہرچند وہ مال تہ دریا میں موجود ہے اور ملک بائع کی اُسپر متحقق ہے لیکن جس صورت میں کہ حصول ملکیت مشتری کہ مقصود از بیع ہے متعذر ہے بنا علیہ یہ بیع باطل ہوئی اور ایسے ہی مسلمان کا نکاح مشرکہ کے ساتھ کہ ہرچند ایک شخص طرفین سے بجائے خود لائق عقد نکاح ہے اور ارکان نکاح کہ ایجاب و قبول ہے بھی اس صورت میں متحقق ہے لیکن از انجاکہ حل تمتع مفقود ہے نکاح مذکور باطل ہے اور ایسی ہی زوج کی عنینیت اور زوجہ کا رتق و فتق مانع لزوم نکاح ہے جو یہ مقدمہ ممہد ہوا تو جاننا چاہیے کہ مقصود نصب امام سے حفظ احکام ملت ہے اور نظم اجتماع امت چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں (ترجمہ) بیشک مسلمانوں کو امام ضروری ہے کہ قائم ہو واسطے جاری کرنے احکاموں اُنکے کے اور حدیں قائم کرے اور دفع کرے ضرر دشمنان اُنکی کو اور تیار کرے لشکر اور صدقات لیتا ہے اور ڈرادے تغلب کرنیوالوں کو اور رہزنوں کو اور قائم رکھے جمع

الرعیۃ الشکر واذا جار کان علیہ الاصر وعلی الرعیۃ الصبر وتحقیق کلام درین مقام آنست کہ ترک فاقت سلطان جابر وخلع بیعت او واظہار خروج وبغی بروی یا بنا بر سرزنش جرم اوست ومعاوضہ ظلم او وتسکین لہب غضب کہ بسبب تعدی او افروختہ وتسلی قلب کہ بنا بر جور او سوختہ یا بنا بر حفظ ملت ونظم امت ست کہ بسبب شیوع فواحش وقبائح در احکام ملت فتنہ وفساد راہ یافتہ وبسبب ظہور ظلم وتعدی نظم امت برباد رفتہ پس اول بغایت مردود است از افحش معاصی ومنکرات ثانی نہایت محمود ست از افضل عبادات وطاعات پس حدیث اول ناظر ست بشق ثانی وحدیثین آخرین بشق اول پس مراد از شدائد در حدیث اول شدائد دینی ست یعنی ظہور فواحش وشیوع قبائح چنانچہ کلمۂ لا ینجو منہ الا رجل عرف دین اللہ بران دلالت میدارد وچہ بلائیکہ باعث نجات ازان معرفت دین حق تواند بود ہمین فتنۂ دینیہ باشد نہ فتنۂ دنیویہ واز مخالفت سلطان وقت کہ نجات ازان عارف متصور نیست نہ جاہل او نیز اختلافیکہ درمیان علماء امت درین مسئلہ واقع ست کہ امام بسبب فسق وظلم از امامت خود معزول میشود یا نہ کلام اکثر علماء حنفیہ ناظر ست بثانی وکلام بعضے از علماء شافعیہ باول این اختلاف را ہم فی الحقیقت اختلاف نباید فہمید بلکہ کلام ہر دو فریق را بنوعے تطبیق باید کرد کہ کسیکہ حکم بانعزال او کردہ مراد از فسق وظلم مجاہرت فسق وظلم ست بحدیکہ دعوت بسوے این قبائح حالاً یا قالاً متحقق گردد وکسیکہ حکم بعدم انعزال او کردہ پس مراد وی از فسق وظلم ہمانست کہ بحد مجاہرت ودعوت نرسیدہ باشد پس مذہب واجب القبول درین مسئلہ ہمین ست کہ مجاہرت فسق وظلم امام را معزول میگرداند یا مستحق عزل

رعیت پر شکر اگر ظلم کرتا ہے تو اسکو گناہ ہوتا ہے اور رعیت کو صبر چاہیے) تحقیق کلام اس مقام میں یہ ہے کہ سلطان جابر کی رفاقت کا ترک کرنا اور اسکی بیعت سے علیحدہ ہونا اور اسپر خروج وبغاوت کا اظہار یا تو اس وجہ سے ہے کہ اسکے جرم کی سرزنش کی جاے اور مظلوموں کی تسکین قلب کی جاے یا اس بنا پر ہے کہ حفظ ملت اور نظم امت ہو کہ بدکاریوں اور برائیوں کے جاری ہونے کے باعث احکام ملت میں فتنہ اور فساد پڑا ہوا ہے اور جور وستم کے ظاہر ہونے سے نظم امت برباد ہوا ہے پس اول بدترین معاصی اور منکرات سے بغایت مردود ہے اور ثانی افضل عبادات اور اکمل طاعات سے نہایت محمود ہی پس حدیث اول شق ثانی کی طرف مشیر ہے اور پچھلے دونو حدیثیں شق اول کی طرف اشارہ کرتی ہیں پس مراد شدائد سے کہ حدیث اول میں مذکور ہوئیں شدائد دینی ہے یعنی ظہور فواحش اور شیوع قبائح ہے چنانچہ کلمہ (ترجمہ نہیں بچتا ہے اس سے مگر وہ شخص کہ پہچانا اللہ کا دین) اس پر دال ہے کیونکہ جس بلا سے کہ دین حق کے معرفت کی وجہ سے نجات ملتی ہیں وہی بلا سے فتنۂ دینیہ ہے نہ فتنۂ دنیویہ اور مخالفت سلطان وقت سے نجات عارف کو متصور ہے جاہل اس سے بے بہرہ ہے اور وہ اختلاف کہ مابین علماء امت اس مسئلہ میں واقع ہی کہ امام فسق وظلم کے سبب سے امامت سے معزول ہوتا ہے یا نہیں سو اکثر علماء حنفیہ کے نزدیک معزول نہیں ہوتا ہی بعض علماء شافعیہ کے نزدیک معزول ہوتا ہی اس اختلاف کو بھی فی الحقیقت اختلاف نہ خیال کرنا چاہیے بلکہ دونو فریق کے کلام میں اس طرح پر تطبیق دینا چاہیے کہ جس فریق نے اسکے معزولی کا حکم دیا اسکی مراد فسق وظلم سے مجاہرت فسق وظلم ہے اس حد پر کہ دعوت ان قبائح کی طرف حالاً یا قالاً متحقق ہوئی اور جس فریق نے اسکی عدم معزولی کا حکم کیا اسکی مراد فسق وظلم سے یہی ہی کہ حد مجاہرت اور دعوت کو نہ پہنچا ہو پس مذہب واجب القبول اس مسئلہ میں یہی ہے کہ فسق وظلم کا اعلان امام کو معزول کرتا ہے یا مستحق عزل بناتا ہے

می دارد پس در مقام ذکر لوازم و شرایط این خفیه را ذکر می نمایند تا
قیل و قال و بحث و جدال و اثبات و ابطال بران متوجه گردد و حق از
باطل ممیز شود و اما لوازم ظاهره پس ذکر آن را در اکثر مقامات فرو
میگذارند و آن را در ضمن همان لفظ و حکم مذکور می شمارند مثلاً هرگاه
لفظ رسول الله اطلاق کنند تبادر از ان مفهوم میگردد و صاحب
این منصب را در مراتب وجاهت عند الله به نسبت سائر افراد
انسانی امتیازے حاصل ہست که دیگران را حاصل نیست و هرگاه
تفسیر این لفظ می کنند که مراد از رسول شخصے ست که از جانب
حق برائے تربیت خلق مبعوث باشد لا بد از ان مستفاد خواهد گردید
که او را علمے از بارگاه حضرت حق جل شانه حاصل می شود که دیگری
را حصول این علم بلا واسطه متصور نیست و چون منفعت آن را
بیان کنند که مقصود از رسالت هدایت اهل سعادت ست و اتمام
حجت بر اهل شقاوت لا بد از ان مستفاد میشود که صاحب تربیت کامله
باشد و دعوت بالغه پس امثال این امور از لوازم ظاهره منصب
رسالت ست و لهذا اکثر در بحث نبوت مذکور میگردد و منصب
رسالت را لوازمے ست خفیه که حقیقت آن بعد از استعمال انظار
عمیقه و افکار دقیقه منکشف میگردد مثل عصمت ایشان از
صغائر و کبائر و تفضیل ایشان بر ملائکه مقربین و امتیاز
ایشان از اکثر افراد انسان بحسب حقیقت و ماهیت پس
امثال این امور از لوازم خفیه منصب رسالت ست لهذا
تمام بحث نبوت از امثال این مسائل مشحون ست که مطرح
انظار اهل تدقیق ست و مطمح ابصار اهل تحقیق چون این مقدمه
ممهد شد پس میگوییم که چون منفعت نصب امام بیان کردند که لا بد
للعالم من امام یجهز جیوشهم و یسد العدو لهم و یحفظ ثغورهم و از بیان
بیان اینهم گردید که در این ابواب صاحب منفعت باشد بلکه مزید تجدید ذکر او هیچ

رکھتے ہیں پس مقام ذکر لوازم اور شروط میں انھیں امور خفیہ کو ذکر
کرتے ہیں تاکہ قیل و قال اور بحث و جدال اور اثبات و ابطال اسپر
متوجہ ہو اور حق باطل سے متمیز ہو لیکن لوازم ظاہرہ پس انکا ذکر
اکثر مقامات میں چھوڑ دیتے ہیں اور اسکو اسی الفاظ کے ضمن میں
حکم مذکور میں شمار کرتے ہیں مثلاً جس وقت لفظ رسول اللہ بولیں لا بد
اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس منصب والے مراتب وجاہت میں
عند اللہ بہ نسبت جملہ افراد انسانی ایک قسم کی امتیاز حاصل ہے کہ
دوسروں کو حاصل نہیں اور جس وقت اس لفظ کی تفسیر کیجاتی ہے
کہ مراد رسول سے وہ شخص ہے کہ جانب حق سے خلق کی تربیت کے
واسطے مبعوث ہوئے لا بد اس سے مستفاد ہوگا کہ اسکو علم بارگاہ
حضرت حق جل شانہ سے حاصل ہوتا ہے کہ دوسرے کو اس علم کا
حصول بلا واسطہ متصور نہیں اور جب اسکی منفعت بیان کریں کہ
مقصود رسالت سے ہدایت اہل سعادت ہے اور اتمام حجت
اہل شقاوت پر ہے لا بد اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ صاحب
تربیت کاملہ ہو اور دعوت بالغہ پس ایسے امور منصب رسالت کے
لوازم ظاہرہ ہیں اور اسی وجہ سے کہ مبحث نبوت میں مذکور ہوتے ہیں
اور منصب رسالت کے کسی قدر لوازم خفیہ ہیں کہ انکی حقیقت انظار
عمیقہ اور افکار دقیقہ کے استعمال کے بعد منکشف ہوتی ہے
اور جملہ صغائر و کبائر سے انکی عصمت اور تمام ملائکہ مقربین پر
انکی فضیلت اور اکثر افراد انسان سے انکی امتیاز بحسب حقیقت
ماہیت ہے پس ایسے امور منصب رسالت کے لوازم خفیہ میں سے
ہیں لہذا تمام مبحث نبوت انھیں جیسے مسائل سے مشحون
اور پر ہے اور مطارح انظار اہل تدقیق ہے اور مطمح ابصار اہل
تحقیق اس مقدمہ کی تمہید کے بعد کہتا ہوں کہ جس وقت
امام کے نصب کی منفعت کا بیان ہوا کہ (ترجمہ انکے لیے
امام کا ہونا ضروری ہے تاکہ انکے لشکروں کی تیاری اور انکے
سرحدوں کی نگہبانی کرے) خود بخود اس بیان سے واضح ہوا کہ
ان ابواب میں صاحب منفعت ہو اسکے ذکر کی تجدید و تکرار کچھ

والاعیاد وتزویج الصغار والصغائر اللاتی لا اولیاء
لهم وقسمة الغنائم ونحو ذلک من الواجبات
الشرعیة التی لا یتولاها آحاد الامة ۱۲ انتهی

پس سلطان جابر ہرگاہ فسق وظلم او بحدے رسیدہ باشد کہ این منفعت مذکورہ بر ریاستش مترتب نگردد بلکہ مضرتے از ریاست او امت را رسد مثل ظہور قبائح وشیوع فواحش ومداہنت در دین وغلبہ مفسدین وترک جمعہ واعیاد بلکہ ترک اصل صلوات وامثال ذلک پس درین صورت لابد از امامت خود معزول خواہد گردید یا مستحق عزل خواہد شد فاما اگر این غرض متحقق ومترتب ست گو کہ در معاملات خاصہ خود فاسق باشد پس حکم بانعزال او ہرگز متوجہ نیست چہ کلام درین مقام در امامت سیاسیت است نہ در امامت باطنہ کہ اتباع اقوال وافعال واقتداے اخلاق و احوال او موجب نجات ست وباعث رفع درجات وسبب حصول عطیات وجالب نزول برکات بلکہ ہمین بند وبست صلح وجنگ ونظم ونسق معاملات وسیاست بر قوانین شریعت درین مقام کافی ست نکتۂ ثالثہ باید دانست کہ از بیان سابق چنان واضح گردید کہ مدار ثبوت امامت بر وجود معنی دعوت است حالانکہ کسے از علماء سلف وخلف این معنی را از شروط امامت نشمردہ بلکہ کسے از ایشان در مقام بیان شروط امامت این معنی را بطریق رمز واشارہ ہم ذکر نکردہ پس لابد نوعے از استعجاب واستبعاد سامعین را لاحق حال خواہد گردید کہ این مشاہیر علماء وجماہیر فضلا مثل این رکن رکین را چگونہ در مقام ذکر امامت فرو گذاشتند وبہ بیان شروط دیگر ہمت گماشتند وشرح این اجمال وحل این اشکال موقوف ست بر تمہید یک مقدمہ بیانش آنکہ ہرگاہ لفظے از الفاظ بمفہومے از مفہومات دلالۃ میکرد لابد بعضے لوازم آن مفہوم بجہتے ظاہر وپیدا میباشد کہ از نفس اطلاق لفظ مستفاد میشود یا بالتفسیر یا از بیان منفعت وبعضے دیگر بوجہے مخفی می باشد کہ محتاج بہ بیان

اور عیدوں کو اور نکاح کرادے جن بچوں کے ولی نہیں ہیں اور تقسیم کرے غنیمتوں کو اور اسی قسم کے اور ضروریات شرعیہ جنکا ہر ایک واحد والی نہیں ہو سکتا ہے) پس سلطان جابر کا ظلم وفسق جس وقت اُس حد کو پہنچا ہو کہ یہ منفعت مذکورہ اُسکی ریاست سے حاصل نہ ہووے بلکہ اُس سے ملت وامت کو مضرت اور نقصان پہنچے مثلاً بدکاریوں اور برائیوں کا رواج پانا دین میں سستی اور غفلت مفسدین کا غلبہ او شوکت جمعہ اور عیدین کا ترک ہونا بلکہ اصل صلوات کا ترک ہونا وغیرہ وغیرہ پس اس صورت میں لابد اپنی امامت سے معزول ہوگا یا مستحق عزل شمار کیا جائیگا لیکن اگر یہ غرض ثابت اور حاصل ہے گو اپنے معاملات خاصہ میں فاسق ہو پس ہرگز اُسکی معزولی کا حکم نہ دیا جائیگا کیونکہ کلام اس مقام میں امامت سیاست میں ہے نہ امامت باطنہ میں کہ اُسکے اقوال وافعال کا اتباع اور اُس کے اخلاق واحوال کا اقتدا موجب نجات ہے اور باعث رفع درجات اور سبب حصول عطیات ہو اور جالب نزول برکات ہے بلکہ یہی صلح وجنگ کا بند وبست اور عدالت وسیاست کا نظم ونسق قوانین شریعت پر اس مقام میں کافی ہے نکتۂ ثالثہ معلوم کرنا چاہیے کہ بیان سابق سے ایسا واضح ہوا کہ امامت کے ثبوت کا مدار وجود معنی دعوت پر ہے حالانکہ کسی نے علماء سلف اور خلف سے اس معنی کو شروط امامت سے نہ شمار کیا ہے بلکہ کسی نے اُن میں سے مقام بیان شروط امامت میں اس معنی کو رمز واشارہ کے طور پر بھی ذکر نہ کیا پس بالضرور ایک قسم کا تعجب اور استبعاد سامعین کو لاحق حال ہوگا کہ ان مشاہیر علماء اور جماہیر فضلاء نے ایسے رکن رکین کو کس واسطے مقام ذکر امامت میں فرو گذاشت کیا اور دوسرے شرطوں کے بیان میں ہمت کو کام فرمایا اس اجمال کی شرح اور اس اشکال کا حل ایک مقدمہ کی تمہید پر موقوف ہے بیان اُسکا یہ ہے کہ جس وقت کوئی لفظ منجملہ الفاظ مفہومات میں سے کسی مفہوم پر دلالت رکھتا ہے بالضرور اُس مفہوم کے بعض لوازم اُس وجہ کو ظاہر ہو جاتے ہوتے ہیں اور بعض لوازم ایسے طور پر مخفی رہتے ہیں کہ بیان کی حاجت

حاجت نیست بخلاف سائر شروط مثالش آنکہ در مقام
بیان شروط قاضی ذکر علم و دیانت اومی شود نہ اینکہ از
لوازم این منصب ست کہ ہمّت خود را بفیصل خصومات
گمارد و آن را از اہم مقاصد خود شمارد کہ آن از لوازم ظاہرہ
تصور این منصب ست حاجت بیان ندارد و ہمچنین
در مقام بیان اوصاف امام صلوٰۃ ذکر علم و قراءۃ و
تقویٰ می شود نہ آنکہ از لوازم اوست کہ ہمّت خود را بہ
اداے صلوٰۃ گمارد و او را از جملہ فرائض انگارد و
ہمچنین در مقام بیانِ اوصافِ موذن ذکر طہارت و
استقبال قبلہ و معرفت وقت میشود نہ اینکہ از شروط
اوست کہ گنگ نباشد یا سدّہ بلغم در حلقوم بوجہے
نداشتہ باشد کہ جہر صوت از و اصلاً ممکن نباشد چہ
این معنی از لوازم تصور منفعت اذان ست ہمچنین وجود
دعوت از لوازم تصور منفعت امامت ست اینست
آنچہ از بیانِ حقیقتِ امامت و ذکرِ اقسامِ آن درین
باب بتائید رب الارباب بر منصۂ ظہور رسید و
عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ احکامِ امام در ابواب
آئندہ بالاستیعاب مذکور خواہد گردید واللہ یہدی
من یشاء الی سواء السبیل وہو حسبی ونعم الوکیل

ضروری نہیں بخلاف جملہ شروط مثال اُسکی یہ ہے کہ مقام بیان شروط
قاضی میں اُسکے علم و دیانت کا ذکر ہوتا ہے اور اس بات کا ذکر
نہیں ہوتا کہ اس منصب کے لوازم سے ہے کہ اپنی ہمت کو فیصل
خصومات میں کام فرمائے اور اُسکو اپنے اہم مقاصد سے خیال میں
لائے کہ یہ اس منصب کے تصور کے لوازم ظاہرہ سے ہے حاجت
بیان نہ رکھے اور ایسے ہی امام صلوٰۃ کے اوصاف کے بیان میں
علم اور قرأت اور تقویٰ اور طہارت کا ذکر ہوتا ہے اور اس
بات کا مذکور نہیں ہوتا کہ اُسکے لوازم سے ہے کہ اپنی ہمت ادائے
صلوٰۃ میں کام میں لائے اور اُسکو از جملہ فرائض جانے اور ایسے ہی
امام صلوٰۃ کے اوصاف کے بیان میں علم اور قرأت اور تقویٰ اور
طہارت کا ذکر ہوتا ہے اور اس بات کا مذکور نہیں ہوتا کہ اُسکے
لوازم سے ہے کہ اپنی ہمت ادائے صلوٰۃ میں کام میں لائے
اور اُسکو از جملہ فرائض جانے اور ایسے ہی مقام بیانِ اوصافِ
موذن میں طہارت اور استقبال قبلہ اور معرفت وقت کا
ذکر ہوتا ہے نہ یہ کہ اُسکے شروط میں سے ہے کہ گونگا نہ ہو یا سدّہ
بلغم حلقوم میں اسی وجہ پر نہ رکھتا ہو کہ جہر صوت اُس سے اصلا
ممکن نہو کیونکہ یہ معنی تصور لوازم منفعت اذان سے ہے
ایسے ہی وجود دعوت لوازم منفعت امامت سے
ہے یہاں تک امامت کی حقیقت کا بیان اور اُسکے اقسام کا
ذکر اس باب میں بتائید رب الارباب منصۂ ظہور پر پہنچا عنقریب
ان شاء اللہ تعالیٰ احکام امام ابواب آئندہ میں بالاستیعاب مذکور ہونگے

تمت

خاتمة الطبع ۔ مقتدیان و پیروان صراط المستقیم را
مژدہ و متبعان آثار و حدیث رحمۃ للعالمین را صلہ
للہ الحمد کہ درین زمان میمنت توامان ظہور امام عالی ہمت
بر مذہب و ملت بیضا یعنی کتاب مستطاب منصب امامت بعد صحت تامہ
بقالب طبع برآمد و در قلب اہل ایمان تقویتِ روح تازہ در آورد فقط

اطلاع ۔ جناب مکارم اخلاق منشی محمد اسحاق صاحب
بصرف زر کثیر باعث اشاعت فیضان اس ترجمہ منصب امامت کے
ہوئے اور زیور طبع سے آراستہ کرکے جملہ حقوق کاپی رائٹ محفوظ کرا لیے گئے
جن صاحب کو اس رسالہ سے مستفید ہونا ہو وہ مطبع فاروقی
دہلی سے طلب فرما کر ممنون ہوں
المشتہر سید محمد معظم عفی عنہ

بلغم اور ایسا ایک جز ہے جو حلق اور سینہ سے ہوکر نکلتا ہے اور اسکو کھنکار کہتے ہیں ۱۲